

پاکستانی معیشت کی کیفیت



بینک دولت پاکستان کے مرکزی بورڈ
کی دوسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 2016ء



بینک دولت پاکستان

اظہارِ تشکر

تجزیہ کار:

ابواب

1۔ عمومی جائزہ

2۔ حقیقی شعبہ

3۔ گرائی اور زری پالیسی

4۔ مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ

5۔ بیرونی شعبہ

اسما خالد

سید ساجد علی، جاوید اقبال، خرم اشفاق بلوچ، محمد اصغر خان

محمود الحسن خان، عمر خان بلوچ، امجد علی

صفیہ شبیر، محمد ادریس، امتیاز حسین

اسما خالد، سید علی رضا مہدی، جنید کمال، نائلہ ارم

خاص مضمون

فولاد کا شعبہ: طویل مدتی حکمت عملی کی ضرورت

جاوید اقبال

منتظم مطبوعہ:

اسما خالد

ڈائریکٹر:

محمد فاروق عاربی

مطبوعات جائزہ کمیٹیاں:

انتظامیہ کی مطبوعات جائزہ کمیٹی

ریاض ریاض الدین (صدر نشین)، جمیل احمد، قاسم نواز، سید عرفان علی،

سید شمس الدین، ڈاکٹر سعید احمد، محمد علی ملک، ڈاکٹر ایم ندیم حنیف،

ڈاکٹر فاروق پاشا، ڈاکٹر جمیل احمد اور محمد فاروق عاربی

بورڈ کی مطبوعات جائزہ کمیٹی

ظفر مسعود (صدر نشین) اور محمد ہدایت اللہ

شعبہ معاشی پالیسی جائزہ، شعبہ ہائے زری پالیسی، تحقیق اور شماریات کا شکر گزار ہے جنہوں نے مفید تبصرے کیے۔ دفتر

کارپوریٹ سیکریٹری اور شعبہ بیرونی تعلقات کی جانب سے انتظامی مدد کا بھی شکریہ۔

تبصرے اور سوالات کے لیے quarterly.report@sbp.org.pk

ترجمہ ٹیم

نگراں
سہیل انجم

مترجمین
شجاعت علی
منصور احمد
حمیرا اشرف علی

تذئین و آرائش
ذیشان سلیمان

مرکزی بورڈ آف ڈائریکٹرز*

گورنر و چیئرمین	جناب اشرف محمود و تھرا
سیکرٹری فنانس	ڈاکٹر وقار مسعود خان
رکن	جناب محمد ہدایت اللہ
رکن	جناب ظفر مسعود
کارپوریٹ سیکرٹری	محترمہ سحر بابر

نامہ ترسیل

بینک دولت پاکستان
کراچی
30 مارچ 2016ء

محترم چیئرمین صاحب،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق 9 اے (ایف) کے تحت، پاکستان کی معیشت کی کیفیت سے متعلق اسٹیٹ بینک کے مرکزی بورڈ آف ڈائریکٹرز کی دوسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 2015-16ء پیش خدمت ہے۔
نیک خواہشات کے ساتھ

آپ کا مخلص
اشرف دتھرا
(اشرف محمود دتھرا)
گورنر

میاں رضا ربانی
چیئرمین
سینیٹ
اسلام آباد

نامہ ترسیل

بینک دولت پاکستان
کراچی
30 مارچ 2016ء

محترم اسپیکر صاحب،

اسٹیٹ بینک آف پاکستان ایکٹ 1956ء کی شق 9 اے (ایف) کے تحت، پاکستان کی معیشت کی کیفیت سے متعلق اسٹیٹ بینک کے مرکزی بورڈ آف ڈائریکٹرز کی دوسری سہ ماہی رپورٹ برائے مالی سال 2015-16ء پیش خدمت ہے۔
نیک خواہشات کے ساتھ

آپ کا مخلص
اشرف دتھرا
(اشرف محمود دتھرا)
گورنر

سردار ایاز صادق
اسپیکر
قومی اسمبلی
اسلام آباد

صفحہ	عنوانات
1	1- عمومی جائزہ
3	1.1 معاشی جائزہ
6	1.2 مالی سال 16ء کا منظر نامہ
9	2- حقیقی شعبہ
9	2.1 عمومی جائزہ
9	2.2 زراعت
13	2.3 بڑے پیمانے کی اشیا سازی
20	2.4 خدمات کا شعبہ
23	3- گرائی اور زری پالیسی
23	3.1 عمومی جائزہ
25	3.2 بازار زریں تبدیلیاں
27	3.3 زری مجموعوں میں تبدیلیاں
30	3.4 نجی شعبے کو قرضہ
36	3.5 مہنگائی
43	4- مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ
43	4.1 عمومی جائزہ
44	4.2 محاصل
47	4.3 اخراجات
48	4.4 صوبائی مالیاتی کارروائیاں
49	4.5 سرکاری قرضہ

55	بیرونی شعبہ	5-
55	5.1 عمومی جائزہ	
57	5.2 جاری حسابات	
60	5.3 مالی کھاتہ	
62	5.4 تجارتی کھاتہ	
69	خاص مضمون: شعبہ فولاد - طویل مدتی حکمت عملی کی ضرورت	6-
73	ضمیمہ: اعداد و شمار کی توضیح	
77	فرہنگ	

1 عمومی جائزہ

اب جبکہ مالی سال 16ء آدھا گزر چکا ہے، کچھ معاشی اظہاریوں میں بہتری دکھائی دیتی ہے۔ تعمیراتی سرگرمیوں میں اضافے کی بدولت مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی میں بڑے پیمانے پر اشیا سازی کی نمو بہتر ہوئی ہے۔¹ توقع ہے کہ فصلوں کے شعبے کے نقصانات معمولی ہوں گے کیونکہ گندم کی متوقع شاندار فصل کپاس کی پیداوار میں کمی کی جزوی تلافی کر سکتی ہے۔ ٹیلی کام شعبے میں بھرپور محاصل کی وجہ سے خدمات کے شعبے میں بہتری کے آثار ہیں۔ معاشی استحکام نے، جس کی عکاسی پست گرانٹی لمحاظ صارف اشاریہ قیمت، زر مبادلہ کے مناسب ذخائر، مستحکم شرح مبادلہ، برآمدات میں بہت کمی کے باوجود جاری کھاتے کے پست خسارے اور بہتر مالیاتی صورت حال سے ہوتی ہے، اس کارکردگی کے لیے راہ ہموار کی جبکہ اس کا زیادہ تر سہرا سازگار پالیسی ماحول کو جاتا ہے (جدول 1.1)۔

جدول 1.1: منتخب معاشی اظہاریے		
پہلی ششماہی م 15ء پہلی ششماہی م 16ء		معاشی نمو (فیصد)
3.9	2.7	بڑے پیمانے کی اشیا سازی الف
2.1	6.1	صارف اشاریہ قیمت (مدتی اوسط) الف
9.0	6.0	محلی شعبے کا قرض 1، ب
-14.5	-4.4	برآمدات (کسٹم) الف
-8.1	11.4	درآمدات (کسٹم) الف
20.4	16.1	ٹیکس حاصل ج
32.6	32.0	ترقیاتی اخراجات ج
-2.8	-1.7	شرح مبادلہ (اضافہ + کم)۔ ب
		ملین ڈالر
15,884	10,513	اسٹیٹ بینک کے سیال ذخائر (آخر مدت) ب
9,736	9,162	کارکنوں کی ترسیلات زر ب
624	611	پاکستان میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری ب
-1,425	-2,463	جاری کھاتے کا توازن ب
		فیصد بی ڈی پی
-1.7	-2.4	مالیاتی توازن ج
		ع: عمومی
		1 دسمبر میں جون کی نسبت فیصد تبدیلی
		ماخذ: الف پاکستان دفتر شماریات
		ب بینک دولت پاکستان
		ج وزارت خزانہ

تاہم عالمی معیشت اور مالی منڈیوں میں بڑھتی ہوئی بے یقینی ملکی معیشت کے مثبت احساسات کو متاثر کر رہی ہے۔ ترقی یافتہ معیشتوں میں سست بحالی اور چین میں معاشی کمزوری کی وجہ سے عالمی تجارت اور سرمایہ کاری کی سرگرمیوں میں کمی ہو رہی ہے۔ اجناس کی منڈی میں مندی جاری ہے جس نے: (i) بیرونی سرمایہ کاری میں کمی کر دی ہے؛ (ii) بیشتر ممالک میں مہنگائی کی سطح پریشان کن حد تک گھٹا دی ہے؛ (iii) ترقی پذیر ملکوں میں ترسیلات زر کے بہاؤ کو کم کر دیا ہے؛ اور (iv) ایسے ممالک کے لیے مالیاتی بوجھ بڑھا دیا ہے جن کی معیشت کا بڑا حصہ اجناس

¹ سینٹ کے مقامی تھیلوں کی ترسیل، جو ملک میں تعمیراتی سرگرمی کے اہم اظہاریوں میں شامل ہیں، م 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران 16.3 فیصد سال بسال بڑھ گئی جبکہ ایک سال قبل ان کی نمو صرف 9.1 فیصد تھی۔

پر مشتمل ہے۔ مزید پریشان کن پہلو یہ ہیں کہ: کمزور یورو کی وجہ سے یورپی منڈیوں میں آپس میں کام کرنے کا رجحان بڑھا ہے جبکہ امریکی زری پالیسی میں تبدیلی نے عالمی ایکویٹی اور کرنسی منڈیوں کو الجھا دیا ہے۔

پاکستان کے لیے موجودہ عالمی حالات کے مثبت اور منفی دونوں قسم کے اثرات ہیں۔ مثبت اثرات یہ ہیں: تیل کی قیمتوں میں کمی سے ملک کے درآمدی بل میں 39.8 فیصد کمی ہوئی ہے (جس میں مقدار اور نرخ، دونوں کے اثرات شامل تھے) جس سے مہ 16ء کی پہلی ششماہی میں گزشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں تجارتی خسارہ 1.6 فیصد کم کرنے میں مدد ملی۔ مزید یہ کہ حکومت کی طرف سے تیل کی قیمتوں میں کمی نے گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت کو کئی دہائیوں کی پست ترین سطح تک لانے میں کردار ادا کیا۔ مہنگائی کی توقعات بھی کم ہو گئی ہیں۔²

کم مہنگائی کی توقعات اور بیرونی شعبے کے استحکام دونوں عوامل نے مل کر اسٹیٹ بینک کو ستمبر 2015ء میں پالیسی ریٹ کو تاریخ کی پست ترین سطح 6 فیصد تک لانے کا موقع دیا۔ اس کی وجہ سے نجی شعبے کے لیے قرضے کی طلب میں اضافہ ہوا خصوصاً معینہ سرمایہ کاری مقاصد کے لیے۔ اشیا سازی کے شعبے کو بھی فائدہ ہوا کیونکہ کم لاگتی فنڈنگ کے علاوہ اس کے لیے ایندھن کے اخراجات اور سامان کا خرچ کم ہو گیا۔³ تاہم یہ معلوم ہوتا ہے کہ بڑے پیمانے پر اشیا سازی کے شعبے کو خام مال کی ارزاس دستیابی کے مقابلے میں توانائی کے بہتر انتظام سے زیادہ فائدہ ہوا: ایل این جی اور ایل پی جی کی درآمد اور ٹرانسپورٹ اور گھرانوں کو مہیا کی جانے والی گیس کی کچھ مقدار منتقل ہونے سے صنعتی شعبے کے لیے اس کی دستیابی بڑھ گئی۔^{4,5}

منفی پہلو یہ ہے کہ اجناس کی کساد بازاری نے فصلوں کے شعبے کی کارکردگی پر اثر ڈالا ہے۔ اس سیزن میں بیشتر فصلوں کے لیے بوائی کا رقبہ کم رہا (دوسرا باب)۔ کپاس کی فصل خاص طور پر متاثر ہوئی ہے کیونکہ کیڑوں کے حملوں اور تیز بارش کی وجہ سے بھی اس کی پیداوار میں کمی آئی ہے۔ تاہم عالمی سست رفتاری کا سب سے زیادہ اثر ملک کی برآمدات پر پڑا ہے۔

مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی میں برآمدات 4.4 فیصد کمی کا مظاہرہ کرنے کے بعد مہ 16ء کی پہلی ششماہی میں 14.5 فیصد (سال بسال) کم ہو گئیں۔ یہ کمی مصنوعات اور درآمدی منڈیوں دونوں کے لحاظ سے وسیع الہنیاتی (پانچواں باب)۔ اسی طرح پوری ترقی یافتہ دنیا اور خلیج تعاون کونسل میں پست مہنگائی نے ترسیلات زر کی رفتار کو کم کرنے میں کردار ادا کیا۔ علاوہ ازیں کمزور عالمی معیشت اور مالی منڈیوں میں بڑھتی ہوئی ہلچل نے پاکستان میں آنے والی بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کی رقوم میں جمود پیدا کیا۔

² پاکستان ان ممالک میں شامل تھا جہاں تیل کی عالمی قیمتوں میں کمی کی منتقلی سب سے زیادہ ہوئی (ہا کس 3.2)۔

³ اشیا سازی کے شعبے میں قرضوں کا استعمال مہ 16ء کی پہلی ششماہی میں 164.4 ارب روپے بڑھ گیا جبکہ پچھلے سال کی اسی مدت میں 114.6 ارب روپے تھا۔

⁴ گیس تقسیم کرنے والی فرموں ایس ایس جی ایل اور ایس ایس جی ایل پی ایل کو حکومت نے ہدایت کی تھی کہ قدرتی گیس کی فراہمی کو گھرانوں سے معیشت کے زیادہ پیداواری شعبوں (جیسے بجلی کی پیداوار، سیمنٹ اور کھاد) کی طرف منتقل کریں۔

⁵ بجلی کے شعبے میں نمایاں بہتری دیکھی گئی: گیس کے ذریعے حرارتی بجلی کی پیداوار میں مہ 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران گزشتہ سال کی نسبت 50 فیصد اضافہ ہوا جبکہ فرانس آئل اور ہائی اسپنڈ ڈیزل کے ذریعے ہونے والی پیداوار تیزی سے کم ہوئی۔

ملک میں مزید بیرونی براہ راست سرمایہ کاری لاکھوں روپے برآمدی بنیاد کو وسیع کر کے پاکستان اپنی شرح نمو کو بڑھا سکتا ہے۔ خاص طور پر بھرپور ملکی طلب اور ملک میں سرمایہ کاری کی ممکنہ بحالی سے (درآمد) سرمایہ جاتی اشیاء اور خام مال کی طلب میں اضافہ ہوگا؛ اگر زر مبادلہ کی آمدنی اسی رفتار سے نہیں آتی تو مشکل پیدا ہو سکتی ہے۔ م 16ء کی دوسری سرمایہ میں ماسوائیل درآمدی بل میں اضافے کے ساتھ تجارتی خسارہ بڑھنے سے یہ مسئلہ مزید نمایاں ہو جاتا ہے۔⁶ چنانچہ پاکستان کی نمو کو زیادہ پائیدار بنانے کے لیے پیداوار اور کاروبار کرنے کی لاگت کم کرنا ہوگی، توانائی کی فراہمی، خاص طور پر وسیع البینا داور پائیدار ذرائع میں سرمایہ کاری کر کے، مزید بہتر بنانا ہوگی اور برآمدات کو فروغ دینے والی صنعتی پالیسیاں تشکیل دینا ہوں گی۔

مثبت امر یہ ہے کہ ساختی کمزوریوں کو دور کرنے کے لیے بندریں کام ہو رہی ہیں اور اہم اصلاحات متعارف کرائی جا رہی ہیں۔⁷ چند سال قبل حکومت کی طرف سے متعارف کردہ اصلاحاتی عمل میں کئی بین الاقوامی مالی ادارے شریک ہیں۔ نسبتاً حال میں ای ایف ایف پروگرام کا دسواں جائزہ کامیابی سے مکمل ہو گیا ہے کیونکہ حکومت نے تقریباً تمام ساختی اشاریوں کی تکمیل کر لی ہے خصوصاً وہ جو مالیاتی بہتری سے متعلق ہیں۔ اس کامیابی کا ایک حوصلہ افزا پہلو یہ ہے کہ اصلاحاتی عمل سے حکومت کے ترقیاتی اخراجات کم نہیں ہو رہے بلکہ انفراسٹرکچر کے رکے ہوئے کام کروانے کی حکومتی کوششوں سے ملک میں سرمایہ کاری کی شرح بہتر ہوگی جو اس وقت عالمی کمپنیاں پیداوار کے 15 فیصد کے لگ بھگ اور علاقائی معیشتوں سے خاصی کم ہے۔ تاہم اس رفتار کو برقرار رکھنے اور عالمی سست روی کے ماحول میں زیادہ سے زیادہ پیداواری فوائد حاصل کرنے کے لیے حکومت کو مالیات اور توانائی کے شعبوں میں درکار اصلاحات کے عمل کو تیز کرنا ہوگا۔

1.1 معاشی جائزہ

تیل کی قیمت میں کمی کا براہ راست اثر گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت پر محسوس کیا گیا: ٹرانسپورٹ گروپ۔ جو صارف اشاریہ قیمت کا 7.2 فیصد حصہ ہے۔ م 16ء کی دوسری سرمایہ میں مسلسل پانچویں بار کم ہوا جس کے نتیجے میں مجموعی مہنگائی کم ہو کر صرف 2.5 فیصد رہ گئی۔ بہر کیف، اگرچہ م 16ء کی دوسری سرمایہ میں گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت م 15ء کی دوسری سرمایہ سے کم تھی تاہم م 16ء کی پہلی سرمایہ کی نسبت اس میں کسی قدر اضافہ ہوا جس کا بڑا سبب غذا اور توانائی کی قیمتوں میں تغیر تھا۔ غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی م 16ء کی دوسری سرمایہ کے دوران سرمایہ اور سالانہ دونوں لحاظ سے کم رہی۔⁸ اس کے برعکس تھوک اشاریہ قیمت میں مالی سال 16ء کی پہلی پوری ششماہی میں سال بسال کی دیکھی جاتی رہی۔⁹ یہاں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ اگرچہ قیمتوں میں کمی سے صارفین کو فائدہ پہنچا ہے تاہم معیشت کے بعض اجناس پیدا کرنے والے شعبوں پر سنگین اثرات مرتب ہوئے ہیں: مثال کے طور پر کم پیداواری نرخوں نے کاشت کاروں کی آمدنی کو نقصان پہنچایا ہے اور ان کے فصل اگانے سے متعلق فیصلوں کو متاثر کیا ہے۔

⁶ م 16ء کی دوسری سرمایہ میں نان آئل درآمدات میں 12.2 فیصد سال بسال کا اضافہ ہوا جبکہ پہلی سرمایہ میں 2.9 فیصد کمی ہوئی تھی۔

⁷ مثال کے طور پر ٹیکس مستثنیات کی لاگت مالی سال 14ء میں جی ڈی پی کے 1.9 فیصد سے کم ہو کر مالی سال 15ء میں 1.5 فیصد کر دی گئی ہے، ذاتی اکٹم ٹیکس فائلرز کی تعداد پچھلے دو برسوں میں 200,000 سے بھی زیادہ بڑھی ہے، قانون کے مطابق خود مختار زرعی پالیسی کمیٹی قائم کی گئی ہے اور کرپٹ بیورو ایکٹ 2015ء جاری کیا گیا ہے۔

⁸ م 16ء کی دوسری سرمایہ میں متعدد اشیاء پر لگائی گئی اضافی ریگولیٹری اور کسٹم ڈیوٹیوں نیز بعض غذائی اشیاء (چائے، دالوں وغیرہ) کی قیمتوں میں اضافے کے باعث پہلی سرمایہ کی نسبت دوسری سرمایہ کے دوران گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت میں تھوڑا سا اضافہ ہوا۔

⁹ تاہم قیمتوں کی تقلیل (deflation) کے سلسل 13 ماہ (یعنی دسمبر 2014ء سے دسمبر 2015ء تک) بعد تھوک اشاریہ قیمت میں جنوری اور فروری 2016ء میں ذرا سا اضافہ ہوا۔

فصل خریف کے نقصانات کی بنا پر م س 16ء میں اہم فصلوں کی کاشت پچھلے برس کی نسبت کم رہنے کا امکان ہے۔ لہذا مجموعی طور پر زراعت کے شعبے کے لیے اس سال نمو کے ہدف کا انحصار گندم کی کارکردگی نیز گلہ بانی میں قدر پر ہے تاکہ کپاس کی پیداوار میں ہونے والی کمی کے نقصانات کو پورا کیا جاسکے۔ موجودہ صورت حال میں ان دونوں کے اہداف سے تجاوز کرنے کے قوی امکانات ہیں۔ اگرچہ ابتدائی تخمینوں سے گندم کے زیر کاشت رقبے میں کمی ظاہر ہوتی ہے تاہم پیداوار میں نمایاں بہتری نے مسلسل تیسرے سال شاندار فصل ہونے کی امیدیں روشن کر دی ہیں۔ اطلاعات کے مطابق بروقت بارشوں اور غام مال کی بہتر دستیابی نے فی ایکڑ پیداوار کو بہتر بنا دیا ہے۔

مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی میں توانائی کی بہتر فراہمی، اجناس کی کم قیمتوں اور گنجانشی پالیسیوں (مثلاً بلند ترقیاتی اخراجات، اپنا روزگار اسکیم اور کئی عشروں کی پست ترین شرح سود) کی بنا پر بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو کی رفتار برقرار رہی۔ مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی میں اس شعبے کی سال بسال نمو 3.9 فیصد رہی جو م س 15ء کی پہلی ششماہی میں 2.7 فیصد تھی۔ زیادہ حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ بلوں کی عدم ادائیگی پرائس ایس جی سی ایل کی جانب سے پاکستان اسٹیل ملز کو گیس کی فراہمی کا تعطل اور عالمی طلب کی سست روی جیسے بعض منفی حالات کے باوجود اس نمو کا حصول ممکن رہا۔

بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو کو زیادہ تحریک گاڑیوں، کھاد اور تعمیرات سے منسلک صنعتوں (خصوصاً سیمنٹ اور رنگ و روغن) سے ملی۔ اگرچہ گاڑیوں کے شعبے کو اپنا روزگار اسکیم سے فائدہ ہوا جس سے کمشل گاڑیوں کی پیداوار بڑھ گئی تاہم کھاد کی نمو گیس کی بہتر فراہمی سے ممکن ہوئی۔ اسی طرح تعمیرات سے منسلک صنعتوں کی نمو کا بنیادی سبب مسلسل بڑھتے ہوئے سرکاری ترقیاتی اخراجات ہیں: م س 15ء کی پہلی ششماہی میں 26.7 فیصد اضافے کے بعد م س 16ء کی پہلی ششماہی میں حکومت کے ترقیاتی اخراجات مزید 40.3 فیصد بڑھ گئے۔ حکومت نے زیادہ تر قوم انفراسٹرکچر کی بہتری، بجلی کی پیداوار اور ریلوے نیٹ ورک کی ترقی سے متعلق منصوبوں پر صرف کی۔¹⁰ ان صنعتوں کو چین پاکستان اقتصادی راہداری پروگرام کے تحت ابتدائی منصوبوں سے بھی تحریک حاصل ہوئی۔ صنعتی سرگرمیوں میں یہ تیزی خدمات کے شعبے کے لیے اچھی علامت ہے جسے ٹیلی کام کے شعبے میں بھرپور آمدنی سے مزید تحریک ملنے کی توقع ہے۔

حوصلہ افزا پہلو یہ ہے کہ بلند ترقیاتی مصارف نے حکومت کی مالیاتی یکجائی کی کوششوں میں رکاوٹ پیدا نہیں کی کیونکہ م س 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران مجموعی بجٹ خسارے میں پچھلے سال کی نسبت خاصی کمی واقع ہوئی۔ یہ کارکردگی محاصل کے بہتر حصول کے علاوہ غیر ترقیاتی اخراجات میں کمی سے بھی منسوب کی جاتی ہے۔ م س 16ء کی پہلی ششماہی میں حکومتی محاصل 14.6 فیصد بڑھ گئے جبکہ پچھلے سال یہ اضافہ محض 5.0 فیصد تھا۔ یہ بہتری دوسری سہ ماہی کے دوران کیے گئے اضافی محصولات کی بنیاد پر ہوئی: (i) کسٹم ڈیوٹی میں ہر سطح پر ایک فیصد کا اضافہ، (ii) 400 صافنی اشیا پر (مختلف شرح سے) اضافی ریگولیٹری ڈیوٹی، اور (iii) سگریٹ پر اضافی فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی۔

جہاں تک مصارف کا تعلق ہے، کم دفاعی خرچ سے مجموعی جاری اخراجات میں کمی واقع ہوئی۔ علاوہ ازیں م س 16ء کی پہلی ششماہی میں صوبوں نے مجموعی طور پر 208.6 ارب روپے کا فاضل درج کیا جو گزشتہ سال کی اسی مدت سے تقریباً دو گنا ہے۔ چنانچہ مطلق لحاظ سے حکومتی محاصل اور اخراجات کے درمیان مجموعی فرق جو م س 15ء کی پہلی ششماہی میں 651.8 ارب روپے (جی ڈی پی کا 2.4 فیصد) تھا، م س 16ء کی پہلی ششماہی میں کم ہو کر 515.2 ارب روپے (جی ڈی پی کا 1.7 فیصد) رہ گیا۔

¹⁰ اس کی عکاسی سیمنٹ کے ملکی تھیلوں کی ترسیل کی بھرپور نمو میں ہوئی جس سے مذکورہ مدت کے دوران اس صنعت کی برآمدات میں کمی کی تلافی ہو گئی۔

حکومت نہ صرف مالیاتی خسارہ کم کرنے میں کامیاب رہی بلکہ بیرونی مالکاری رقوم کی دستیابی (بشمول عالمی بینک اور ایشیائی ترقیاتی بینک سے 1.2 ارب ڈالر اور یورو بانڈ سے 500 ملین ڈالر) کے طفیل ملکی وسائل سے مالکاری کے حصول کو کم کرنا ممکن ہوا: گوکہ خسارہ زیادہ تر انہی وسائل سے پورا ہوتا ہے تاہم پچھلے برس کی نسبت ملکی مالکاری وسائل پر انحصار میں نمایاں کمی آئی۔

اس دوران چونکہ بینکاری نظام سے حکومتی قرض کی مقدار اس سال کم تھی (م 15ء کی پہلی ششماہی کے 199 ارب روپے کے مقابلے میں م 16ء کی پہلی ششماہی میں 183.3 ارب روپے) اس لیے بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثوں کی نمو میں کمی واقع ہوئی۔¹¹ تاہم اس مدت کے دوران نجی شعبے کے قرضے میں ہونے والے اضافے سے خالص ملکی اثاثوں کو کچھ مدد ملی۔

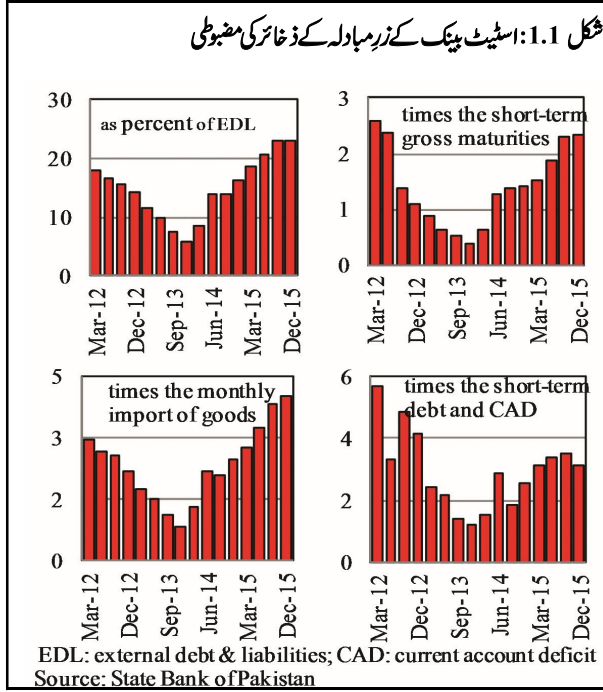
خالص ملکی اثاثوں کی سست نمو کے باوجود م 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران زریعہ (ایم ٹی) کی رسد میں گزشتہ سال کی اسی مدت کی نسبت زیادہ اضافہ ہوا۔¹² ایم ٹی کی بلند نمو بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثوں میں تیز اضافے سے منسوب کی جاتی ہے جس نے خالص ملکی اثاثوں کی سست روی سے ہونے والی کمی کو پورا کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس مدت کے دوران خالص بیرونی اثاثوں کی نمو م 15ء کی پہلی ششماہی میں دیکھی گئی نمو سے تین گنا تھی۔ یہ تمام اضافہ اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں میں ظاہر ہوا۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا، حکومت نے م 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران بجٹ مالکاری کے لیے بیرونی ذرائع پر انحصار کیا جیسے بین الاقوامی مالی اداروں کے قرضے، یورو بانڈ کا اجرا، اتحادی سپورٹ فنڈ کی رقوم اور کمرشل قرضہ جات۔

زیر مبادلہ کی ان سرکاری رقوم نے مذکورہ مدت کے دوران جاری کھاتے کے خسارے کو پورا کرنے میں مدد دی اور نجی شعبے کی ناکافی سرمایہ کاری کی رقوم کی تلافی کی۔ م 16ء کی پہلی ششماہی میں مجموعی جاری کھاتے کا خسارہ 1.4 ارب ڈالر تک پہنچ گیا جو پچھلے سال کی اسی مدت میں ہونے والے 2.5 ارب ڈالر خسارے سے کم تھا۔ بین الاقوامی منڈی میں تیل کی پست قیمتوں نے تجارتی اور خدماتی کھاتوں کے خساروں کو کم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ مزید مدد کارکنوں کی ترسیلات زر میں مستحکم اضافے سے ملی جس سے جاری کھاتے کا خسارہ مزید کم ہوا۔ چنانچہ م 16ء کی پہلی ششماہی میں مجموعی بیرونی کھاتے فاضل رہا جس سے ملک کے زیر مبادلہ کے ذخائر آخر دسمبر 2015ء میں 20.8 ارب ڈالر کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئے۔ م 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران ملک کے زیر مبادلہ کے ذخائر 2.3 ارب ڈالر بڑھ گئے اور جو ملک کے درآمدی بل کے پانچ ماہ کے مساوی ہے۔

بیرونی شعبے میں بہتری (خصوصاً پہلی ششماہی میں) نیز مہنگائی میں کمی کی بنا پر اسٹیٹ بینک کو اپنا پالیسی ریٹ ستمبر 2015ء میں کم کر کے 6 فیصد تک لانے کا موقع ملا جس کے نتیجے میں کاروبار کی قرض گیری کی لاگت میں ہونے والی کمی اور ساتھ ہی بین البینک منڈی میں بہتر سیالیت کی بنا پر م 16ء کی پہلی ششماہی میں قرضے کی توسیع واقع ہوئی۔ معینہ سرمایہ کاری قرضے میں یہ اضافہ قابل ذکر ہے کیونکہ یہ مختلف شعبوں میں ہونے والی پیداواری

11 ملکی رسد زر میں تبدیلی دو وجوہ سے آتی ہے: (i) خالص ملکی اثاثے جو حکومت کی خالص میزانیہ قرض گیریوں پر مشتمل ہوتے ہیں، نجی شعبے کے قرض اور دیگر اشیا (خالص)؛ اور (ii) خالص بیرونی اثاثے جو غیر مقیم افراد پر اسٹیٹ بینک اور کمرشل بینکوں کے دعووں پر مشتمل ہوتے ہیں۔

12 م 16ء کی پہلی ششماہی میں زریعہ (ایم ٹی) 479.7 ارب روپے بڑھی جبکہ پچھلے سال کی اسی مدت میں 442.9 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا۔



استعداد کی توسیع کو ظاہر کرتا ہے جن میں بجلی کی پیداوار اور ترسیل، ٹیلی مواصلات، چینی، سینٹ اور دوا سازی سمیت مختلف شعبے شامل ہیں۔

1.2 مالی سال 16ء کا منظر نامہ

دشوار عالمی معاشی حالات کی بنا پر پاکستان کا مجموعی اقتصادی منظر نامہ مستحکم معلوم ہوتا ہے۔ مختلف رکاوٹوں کے باوجود نمو میں تیزی آنے کا امکان ہے، مالیاتی صورت حال مستحکم ہے، مہنگائی کے کم رہنے کا امکان ہے (گوکہ اب معمولی سی بڑھی ہے) اور بیرونی شعبے کے خطرات بڑی حد تک کم ہو گئے ہیں۔ اہم نکات مندرجہ ذیل ہیں:

(i) اسٹیٹ بینک نے گزشتہ چند برسوں میں بین البینک منڈی میں خریداریوں اور حکومت کی

جانب سے بیرونی قرضوں کے حصول کے ذریعے زرمبادلہ کے سیال ذخائر کی خاصی مقدار اکٹھی کر لی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ زرمبادلہ کی بیرونی قرضہ و واجبات سے فیصد شرح میں اضافہ بنیادی طور پر یہ ظاہر کرتا ہے کہ اسٹیٹ بینک کے ذخائر، بیرونی قرضے میں اضافے سے زیادہ بڑھے ہیں (شکل 1.1)۔¹³ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اسٹیٹ بینک کے ذخائر کی موجودہ سطح سے اگلے بارہ ماہ کی متوقع (مجموعی) ادائیگیوں سے دگنی رقم کو بآسانی پورا کیا جاسکتا ہے۔ دو سال پہلے کی محدوش صورت حال کو دیکھا جائے تو یہ امر اور بھی تسلی بخش معلوم ہوتا ہے۔

(ii) اس سے متعلقہ ایک اور بات۔ اس امر کو اجاگر کرنا ضروری ہے کہ پاکستان کے سرکاری بیرونی قرضہ جات کی واپسی کی ذمہ داریاں 2020ء تک 16 ارب ڈالر سالانہ سے زیادہ نہیں ہیں۔ واپسی کی یہ رقم زیادہ تشویشناک نہیں کیونکہ مالی سال 13ء اور 14ء میں پاکستان اسی طرح کی رقوم کامیابی سے ادا کر چکا ہے۔ لہذا ملک میں زرمبادلہ کی موجودہ سطح اور زرمبادلہ کی رقوم کی متوقع آمد کے پیش نظر کیلنڈر سال 2016ء میں واجب الادا 5.5 ارب ڈالر کی واپسی مشکل نہیں۔

(iii) اسی طرح توازن ادائیگی کی طرح قلیل مدت میں مہنگائی کے حوالے سے بھی بڑے خطرات دکھائی نہیں دیتے۔ ایک طرف توازن اس کی عالمی قیمتوں کے فی الحال بڑھنے کی توقع نہیں، دوسری جانب امکان ہے کہ مستحکم پاکستانی روپیہ مہنگائی کی توقعات کو مزید کم رکھے گا۔¹⁴ صارفین

¹³ اس بحث میں استعمال کیے جانے والے اسٹیٹ بینک کے سیال ذخائر میں سونا شامل نہیں۔

¹⁴ اگرچہ بین الاقوامی توانائی ایجنسی (IEA) کو توقع ہے کہ تیل کی اضافی رسد 2017ء تک قائم رہے گی تاہم حال ہی میں عالمی بینک نے خام تیل کی قیمتوں کے لیے اپنی 2016ء کی پیش گوئی (جنوری 2016ء) میں کمی کر کے اسے 37 ڈالر فی بیرل کر دیا ہے جبکہ پہلے (اکتوبر 2015ء میں) سال کی پیش گوئی 51 ڈالر فی بیرل تھی۔

جدول 1.2: اہم معاشی اہداف اور پیش گوئیاں			
پیش گوئی 2	مالی سال 16ء		مالی سال 15ء
	ہدف 1	فیصد نمو	
4.0 – 5.0	5.5	4.24	حقیقی جی ڈی پی
3.0 – 4.0	6.0	4.54	صارف اشاریہ قیمت (اوسط)
	ارپ ڈالر		
19.0 – 20.0	19.0	18.72	ترسیلات زر
22.9 – 23.4	25.5	24.12	برآمدات (ایف او بی)
40.0 – 41.0	43.3	41.12	درآمدات (ایف او بی)
	فیصد جی ڈی پی		
4.0 – 5.0	4.33	5.33	مالیاتی خسارہ
0.5 – 1.5	1.0	1.02	جاری کھاتے کا خسارہ

کی توقعات کے حالیہ سروے اور طویل مدت و قلیل مدت حکومتی تمسکات کے درمیان یافت کے تفاوت سے آئندہ کم مہنگائی کے ماحول کا اشارہ ملتا ہے (تیسرا باب)۔ یہاں یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ تیل کی عالمی قیمتوں کے 12 سال کی پست ترین سطح پر آنے کے بعد حکومت نے فروری اور مارچ 2016ء میں پٹرول کی ملکی قیمتیں بالترتیب 6.6 فیصد اور 11.9 فیصد کم کر دیں۔ اسٹیٹ بینک کو توقع ہے کہ مالی سال 16ء کے لیے اوسط گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت 3 سے 4 فیصد کی حدود میں رہے گی جو 6.0 فیصد کے سالانہ ہدف سے خاصی کم ہے۔

(iv) امکان ہے کہ مالیاتی کیفیت میں بہتری سال کی دوسری ششماہی میں برقرار رہے گی۔ اکتوبر 2015ء میں کیے گئے ٹیکس اقدامات سے ایف بی آر کے محصولات میں اضافہ ہوگا تاہم اخراجات کے بھی ہدف کے اندر رہنے کی توقع ہے (چوتھا باب)۔ مزید بیرونی ذرائع سے مالکاری کے باعث بجٹ مالکاری کا انداز دوسری ششماہی کے مطابق رہنے کی توقع ہے۔

(v) صنعتی شعبے کو تعمیرات اور بجلی کے شعبوں میں تیزی سے تحریک ملتی رہے گی کیونکہ چین پاکستان اقتصادی راہداری کے تحت مزید منصوبوں کے عملی شکل اختیار کرنے کی توقع ہے۔ سرکاری اخراجات میں مسلسل نمو اور نجی باؤسنگ میں حالیہ تیزی بھی اپنا حصہ ڈالے گی۔ نجی قرضوں میں اضافہ بھی صنعتی شعبے کی کارکردگی کے لیے اچھی علامت ہے۔

مستحکم معاشی ماحول کی وجہ سے اقتصادی نمو کی رفتار قائم رہے گی۔ م 16ء کے دوران جی ڈی پی نمو کے پچھلے سال سے بلند رہنے کی توقع ہے (جدول 1.2)۔ صنعتی شعبے کی کارکردگی سے امید افزا ہے لیکن اس وقت زراعت اور خدمات کے شعبوں کے حتمی نتائج کا صحیح اندازہ لگانا ممکن نہیں۔ کپاس کی کم پیداوار کی بنا پر اہم فصلوں کی پیداوار کو نقصان پہنچا جس سے زراعت کی مجموعی نمو کا انحصار گلہ بانی اور چھوٹی فصلوں کی کارکردگی پر ہوگا۔ شعبہ خدمات کی نمو کا دارومدار تھوک اور خوردہ تجارت کے حصے پر ہے۔ موجودہ صورت حال میں شعبہ خدمات میں نمو کا انحصار نقل و حمل، ذخیرہ کاری اور مواصلات کی متوقع نمو اور مالیات و بیمہ کی کارکردگی پر ہے۔

2 حقیقی شعبہ

2.1 عمومی جائزہ

اجناس کے پیداواری شعبوں کی ابتدائی معلومات سے پتہ چلتا ہے کہ معاشی نمو میں معتدل اضافہ ہو رہا ہے۔ گندم کی متوقع اچھی فصل سے خریف کی فصلوں (خصوصاً کپاس اور چاول) کے مضر اثرات کی جزوی تلافی ہو جائے گی لیکن زرعی شعبے کی نمو کا تعین کرنے میں گلہ بانی اور چھوٹی فصلوں کی کارکردگی کلیدی اہمیت کی حامل ہوگی۔ اسی طرح پہلی ششماہی کے دوران خدمات کے شعبے میں، خصوصاً ٹرانسپورٹ اور ٹیلی مواصلات کے شعبوں سے متعلق اظہار یوں میں خاصی بہتری دیکھنے میں آئی ہے۔ تاہم، تھوک و خوردہ تجارت کی کارکردگی کو خریف کی فصلوں کی کمزور پیداوار سے دھچکا لگ سکتا ہے۔ مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی نے گزشتہ برس کے مقابلے میں بہتر کارکردگی دکھائی ہے، جو حوصلہ افزا ہے اور اس کی وجوہات میں توانائی کی دستیابی میں بہتری، خام مال کی عالمی قیمتوں میں مسلسل کمی، تعمیراتی سرگرمیوں میں تیزی، سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام (پی ایس ڈی پی) پر بلند اخراجات اور اپنا روزگار اسکیم متعارف کرانا شامل ہیں۔

2.2 زراعت

اگرچہ زرعی شعبے کی مجموعی کارکردگی کے تخمینے اس سال بعد میں قومی آمدنی کھاتوں کے اجرا کے ساتھ دستیاب ہوں گے تاہم فصل کے شعبے (جس کا زراعت میں حصہ 25.6 فیصد ہے) کی دستیاب معلومات سے کوئی بہت امید افزا تصویر ابھر کر سامنے نہیں آتی۔ ابتدائی تخمینوں سے پتہ چلتا ہے کہ خریف کی تمام فصلیں اپنے اہداف حاصل نہیں کر سکی ہیں؛ جبکہ کپاس اور چاول کی پیداوار گزشتہ برس کی سطح سے بھی کم رہی۔¹ خصوصاً، کپاس پر کیڑوں کے شدید حملوں کی حالیہ اطلاعات کا یہ مطلب ہے کہ اس کی پیداوار 14 دسمبر 2015ء کو ہونے والے چوتھے اجلاس میں کاٹن کراپ اسیسمنٹ کمیٹی (سی ای سی) کی جانب سے جاری کردہ 10.9 ملین گانٹھوں کے تخمینے سے بھی کم ہوگی۔

مثبت امر یہ ہے کہ گندم کی بوائی کا زیر کاشت رقبہ نہ صرف ہدف سے تجاوز کر گیا بلکہ کاشت کے حالات بھی اب تک سازگار رہے ہیں (جیسے معاون موسم اور خام مال کی مناسب دستیابی)۔ اس طرح آگے چل کر کسی اتفاقی مضر دھچکے کے علاوہ امکان ہے کہ گندم کی فصل 26.0 ملین ٹن کا ہدف حاصل کر لے گی۔ اس کا مطلب ہے بہترین کارکردگی کے باوجود گندم کی فصل کپاس کے نقصانات کی مکمل تلافی نہیں کر سکیگی۔

¹ یہ تخمینے پاکستان کاٹن جہز انیسویں ایٹن، پاکستان کپاس مشاورتی کمیٹی، نیشنل فریڈلائزر ڈولپمنٹ سینٹر اور امریکہ کے محکمہ زراعت کو ظاہر کرتے ہیں۔

² ماخذ: کپاس جائزہ، جلد 48، نمبر 03، پاکستان سینٹرل کاٹن کمیٹی

³ اپریل تا ستمبر 2015ء کے دوران 1,661 ملی میٹر بارش ہوئی جو کپاس پیدا کرنے والے 12 اضلاع یا ان سے ملحقہ علاقوں میں گزشتہ برس ریکارڈ کی جانے والی اسی مدت کی بارش سے زیادہ ہے۔ ان اضلاع میں بہاولنگر، بہاولپور، ڈیرہ غازی خان، فیصل آباد، جھنگ، ملتان، رحیم یار خان، ساہیوال، ٹوبہ ٹیک سنگھ، شہید منظر آباد اور کھڑا شامل ہیں۔

جدول 2.1: کپاس کی فصل کے تخمینے ملین گانٹھیں					
مجموعی	بلوچستان	سندھ	پنجاب	تاریخ	
13.6	0.6	3.7	9.3	یکم ستمبر 15ء	پہلا تخمینہ
13.4	0.6	3.5	9.3	18 ستمبر 15ء	دوسرا تخمینہ
11.4	0.6	3.4	7.4	11 نومبر 15ء	تیسرا تخمینہ
10.9	0.1	3.4	7.4	14 دسمبر 15ء	چوتھا تخمینہ
ماخذ: کاٹن کراپ ایسیسمنٹ کمیٹی					

کپاس

کپاس کی فصل کو اس موسم میں کئی دھچکوں کا سامنا کرنا پڑا۔ پہلے مالی سال 15ء کے دوران کچھ علاقوں میں گندم کی فصل کی تاخیر سے کٹائی کے باعث بوائی میں دیر ہو گئی تھی۔² بعد ازاں طویل اور بار بار ہونے والی بارش نے کپاس کی کھڑی فصل کو بری طرح متاثر کیا۔³ اس کی فصل کو گلابی

سند (pink bollworm) کے شدید حملے سے مزید نقصان پہنچا تھا۔ کپاس کی فصل عام طور پر بارشوں کے موسم میں کیڑوں کے حملوں سے زیادہ اثر قبول کرتی ہے لیکن رواں سال خطرات کی شدت بڑھ گئی تھی کیونکہ بوائی میں تاخیر کے سبب پودے ابھی افزائش کے ابتدائی مرحلے میں تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ کم قیمتوں نے کاشت کاروں کی حوصلہ شکنی کی کہ وہ کھاد اور کیڑے مار ادویات میں سرمایہ کاری کریں۔^{4,5} دراصل بعض واقعات میں بار بار کی بارش نے فصلوں پر چھڑکی گئی کیڑے مار دوائیں دھو ڈالیں۔⁶

فصل کو نقصانات کی اطلاعات سامنے آنے کے بعد سی سی اے سی نے بھی 14 دسمبر 2015ء کو جاری کردہ تازہ ترین پیش گوئیوں میں اپنے تخمینے کو کم کرتے ہوئے اسے 10.9 ملین گانٹھیں کر دیا تھا (جدول 2.1)۔ تب سے کیڑوں کے حملوں کے باعث مزید نقصانات کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں، خصوصاً پنجاب میں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ امریکہ کے محکمہ زراعت نے اپنی 9 فروری 2016ء کو جاری کردہ رپورٹ میں پاکستان کے لیے کپاس کی فصل کا تخمینہ 9.2 ملین گانٹھیں لگا دیا ہے۔⁷

اس جائزے کو پاکستان کاٹن جنرل ایسوسی ایشن (پی سی جی اے) کے کپاس پر جاری کردہ حالیہ اعداد و شمار سے بھی تقویت حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ جدول 2.2 میں دکھایا گیا ہے، موسم کے اختتام تک کپاس کی متوقع آمد 170 کلوگرام کی تقریباً 9.6 ملین گانٹھوں تک رہے گی۔^{8,9}

4 زرعی پالیسی انسٹی ٹیوٹ کے مطابق حالیہ موسم کے دوران 40 کلوگرام پھٹی (بیج والی کپاس) کی اوسط پیداواری لاگت 2,511 روپے تھی۔ دوسری جانب بنوے کی قیمت کٹائی کے موسم کے ابتدائی حصے میں 1,800 روپے تا 2000 روپے کے درمیان تھی۔ جنوری 2016ء میں کپاس کی فصل کو نقصانات کی اطلاعات سامنے آنے کے بعد یہ قیمت جنوری 2016ء میں بحال ہو کر 2,800 تا 3000 روپے فی 40 کلوگرام تک پہنچ گئی۔

5 ملکی منڈی میں کپاس کی قیمتوں میں مالی رجحانات کے مطابق مندی رہی ہے۔ واضح رہے کہ کمزور طلب اور وافر ذخائر کی بدولت کپاس کی بین الاقوامی قیمتوں کو کمی کا سامنا رہا ہے۔ انٹرنیشنل کاٹن ایڈوائزری کمیٹی کے مطابق کپاس کے لیے کمزور طلب کی وجوہات میں چین میں معاشی سست روی اور قبائلی پولی ایٹر فائبر کو ترجیح دینے کے رجحان میں اضافہ (کیونکہ خام تیل کی قیمت میں تیزی سے کمی کے بعد یہ سستا ہو گیا ہے) شامل ہیں۔

6 اطلاعات کے مطابق مالی مشکلات کا شکار کاشت کار اضافی کیڑے مار ادویات استعمال کرنے سے قاصر رہے۔

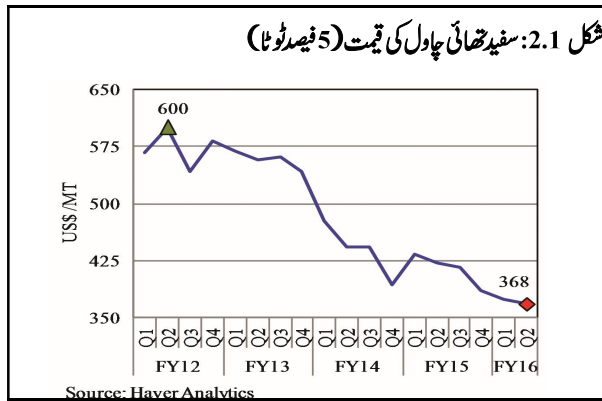
7 یو ایس ڈی اے نے مالی سال 16ء کے لیے کپاس کی 7.2 ملین گانٹھوں کا تخمینہ لگایا ہے جبکہ ایک گانٹھ 480 پاؤنڈ کی ہے (جو کہ امریکہ میں کپاس کی پیداوار کی اطلاع دینے میں استعمال ہونے والا معیاری پیمانہ ہے)۔ فی گانٹھ کے لحاظ سے 170 کلوگرام (جو پاکستان میں استعمال ہونے والا معیاری پیمانہ ہے) کپاس کی فصل 9.2 ملین گانٹھیں بنتی ہے۔

8 پی سی جی اے کی جانب سے 15 فروری 2016ء کو جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق پنجاب میں کپاس کی آمد 44 فیصد سال بیکر کم تھی۔

9 درآمدات پر کپاس کی کمزور فصل کے اثرات جاننے کے لیے پانچواں باب ملاحظہ فرمائیں۔

جدول 2.2: جنگ فرمون میں کپاس کی آمد ملین کانٹین			
مالی سال 16ء	مالی سال 15ء	مالی سال 14ء	
			پی سی جی اے کپاس کی آمد ¹
9.6	14.4	13.1	یکم فروری ²
9.9	14.9	13.4	یکم مئی
			کپاس کی آمد 170 کلوگرام کی کانٹوں میں تبدیل شدہ
9.6	14.5	13.0	اگر گانٹھ کا اوسط ساڑھے 165 کلوگرام ہے
9.3	14.0	12.6	اگر گانٹھ کا اوسط ساڑھے 160 کلوگرام ہے
	14.0	12.8	کپاس کی اصل فصل

1 گانٹھ کا ساڑھے 155 سے 165 کلوگرام کے درمیان ہوتا ہے
2 گلک بھگ 97 فیصد فصل ہر سال یکم فروری تک پہنچتی ہے
ماخذ: کپاس کی آمد کی اطلاعی پی سی جی اے دیتی ہے: کپاس کی اصل فصل کے اعداد و شمار پاکستان دفتر شماریات سے لیے گئے ہیں



کاروں کو متاثر کیا ہے۔ قیمتوں میں کمی کا سبب ماضی میں اچھی فصل کے باعث ملکی چاول کی دستیابی کی اطمینان بخش صورت حال (جدول 2.3) اور بین الاقوامی قیمتوں کا مسلسل نرم رہنا تھا (شکل 2.1)۔¹²

گنا

حالیہ اطلاعات کے مطابق سندھ میں گنے کی پیداوار اپنی مالی سال 15ء کی پست پیداواری سطح کے مقابلے میں بڑھی ہے جبکہ پنجاب نے گزشتہ برس کی پیداواری سطح کو برقرار رکھا۔¹³ اگر خیبر پختونخوا بھی اپنی تاریخی اوسط حاصل کر لیتا ہے تو مجموعی پیداوار مالی سال 15ء کے 62.8 ملین

10 فصل کے اطلاعی مراکز نے پنجاب کے لیے 3.5 ملین ٹن اور سندھ کے لیے 2.6 ملین ٹن کی پیداوار کا تخمینہ لگایا ہے، دونوں ہی گزشتہ برس کی پیداوار کے مقابلے میں 0.1 ملین ٹن کم ہیں۔

11 گزشتہ تین برسوں کے دوران مجموعی پیداوار میں سندھ اور پنجاب کا حصہ اوسطاً 92 فیصد رہا ہے۔

12 تاہم، چاول کی مقامی قیمت کو ایران پر بین الاقوامی پائیداریوں کے خاتمے کے بعد چاول کی برآمدات میں متوقع اضافے سے کچھ تقویت حاصل ہو سکتی ہے۔

13 سندھ اور پنجاب کا ملک کی گنے کی فصل میں حصہ 90 فیصد سے زائد ہے۔

ٹن سے بآسانی تجاوز کر جائے گی لیکن 68 ملین ٹن ہدف سے کم رہے گی۔

گندم

حکومت نے 2,898 کلوگرام فی ہیکٹر یافت فرض کرتے ہوئے مالی سال 16ء کے لیے گندم کا ہدف 26 ملین ٹن مقرر کیا ہے جو مالی سال 15ء میں حاصل ہونے والی 25.5 ملین ٹن پیداوار کے مقابلے میں تھوڑا سا زیادہ ہے۔¹⁴ اس ہدف کے حصول کا انحصار خام مال (جیسے یوریا، ڈی اے پی، قرضہ اور پانی) کی مناسب دستیابی پر تھا۔ تاہم گندم کی امدادی قیمت کسی تبدیلی کے بغیر 1,300 روپے فی 40 کلوگرام کی گزشتہ برس کی سطح پر رہی۔

گندم کے آئندہ امکانات اب تک بظاہر حوصلہ افزا ہیں: زیر کاشت رقبہ ہدف سے تجاوز کر گیا ہے (جدول 2.4) اور کھاد (ڈی اے پی اور یوریا) کی

جدول 2.3: چاول - ملک میں دستیابی اور کھپت ملین ٹن		
مالی سال 14ء	مالی سال 15ء	
6.8	7.0	1- پیداوار
6.2	6.4	2- بیج، فیڈ اور زیاں کی 10 فیصد کٹوتی کے بعد
3.7	3.9	3- برآمدات
2.5	2.5	4- ملک میں دستیابی (1-2-3)
2.17	2.21	5- ملکی طلب کا تخمینہ 1
0.31	0.25	اضافی رسد کا تخمینہ (4-5)
1- تخمینہ پاکستان دفتر شاریات کے گھرانوں کے مربوط معاشی سروے 12-2011ء سے لی گئی 0.97 کلوگرام فی کس ماباد کھپت پر مبنی ہے۔		

جدول 2.4: گندم کی فصل کا زیر کاشت رقبہ ہزار ہیکٹر			
مالی سال 14ء	مالی سال 15ء	ہدف	مالی سال 16ء اصل
6,778	6,910	6,677	6,937
1,122	1,107	1,150	1,155
740	778	746	756
399	385	400	333
9,038	9,179	8,973	9,181
ماخذ: وزارت قومی غذائی تحفظ و تحقیق			

قیمتیں نہ صرف نرم رہی ہیں بلکہ اس کے استعمال میں بھی مضبوط اضافہ ہوا ہے۔^{15,16} مزید برآں، موسمی حالات سازگار رہے: اکتوبر میں بارش سے بارانی فصل والے علاقوں میں بروقت بوائی یقینی بنانے میں مدد ملی؛ جنوری کے دوسرے نصف حصے میں خوب بارشیں ہوئیں اور درجہ حرارت کم ہوا جو فصل کی نشوونما کے لیے خوش آئند ہے (جدول 2.5)۔¹⁷ مزید برآں، پانی کی دستیابی مناسب رہی اور قرضے کی تقسیم میں خاصا اضافہ دیکھا گیا۔¹⁸

اگرچہ گندم کی ممکنہ اچھی فصل سے شدید متاثر ہونے والی کپاس کی فصل کے نقصانات کی جزوی تلافی ہو جائے گی لیکن اس سے کچھ اہم پالیسی مشکلات بھی پیدا ہوں گی۔ مثلاً، ملک میں گندم کے ذخائر پہلے ہی چار برسوں کی بلند ترین سطح 7.4 ملین ٹن تک پہنچ چکے ہیں جس نے موجودہ ذخائر

14 پاکستان میں زیادہ سے زیادہ حاصل شدہ تاریخی یافت 2010-11ء میں 2,833 کلوگرام فی ہیکٹر تھی۔

15 حساس نرخ اشاریہ سے پتہ چلتا ہے کہ جولائی تا فروری مالی سال 16ء کے دوران ڈی اے پی کی ایک بوری کی قیمت میں 13 فیصد کمی ہوئی جبکہ اسی مدت کے دوران یوریا کی بوری قیمت مستحکم رہی۔

16 ربیع کے موسم میں ڈی اے پی کے استعمال میں 26.4 فیصد کا سال بسال اضافہ ہوا جبکہ یوریا کے استعمال میں 8 فیصد کمی ہوئی۔

17 ماخذ: پاکستان کا مواصلاتی سیارے پر مبنی فصل کی نگرانی کا نظام، دسمبر 2015ء، سپارکو۔

18 مالی سال 16ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران زرعی قرضوں کی تقسیم میں 23.5 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گزشتہ برس کی اسی مدت میں 37.1 فیصد کمی ہوئی تھی۔

جدول 2.5: خام مال کی صورت حال (اکتوبر تا دسمبر)

مالی سال 14ء	مالی سال 15ء	مالی سال 16ء
1,702	1,530	1,659
876	954	1,206
20.6	22.1	20.9
29.1	41.6	38.9
88.5	121.4	149.9

کھاد کا استعمال (000 میٹرک ٹن)

یوریا

ڈی اے پی

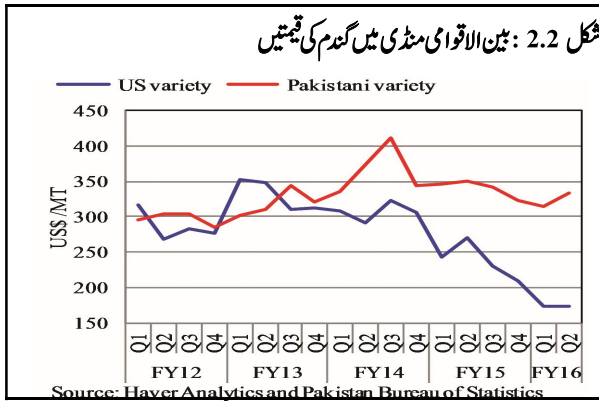
آب پاشی کا پانی (ایم اے ایف)

کیڑے مار دواؤں کی درآمد (ملین ڈالر)

زرعی قرضہ (ارب روپے)

ماخذ: کھاد کے لیے این ایف ڈی سی، پانی کی دستیابی کے لیے سپارکو، درآمد کے لیے پاکستان دفتر شرایات، قرضے کے لیے بینک دولت پاکستان

میں کمی کیے بغیر کاشت کاروں سے بھاری مقدار میں خریداری کی حکومتی صلاحیت کو محدود کر دیا ہے۔ پالیسی کی مشکلات اس وقت زیادہ پیچیدہ ہو جاتی ہیں جب گندم کی بین الاقوامی قیمتیں مسلسل مقامی قیمتوں سے کم رہیں کیونکہ اس کی وجہ سے حکومت کی جانب سے زر اعانت دینے کے باوجود اس کی برآمدات ناقابل عمل ہو جاتی ہیں؛¹⁹ وافر رسد کی بدولت آگے چل کر بھی گندم کی عالمی قیمتوں کے نیچے سطح پر رہنے کا امکان ہے (شکل 2.2)۔²⁰



2.3 بڑے پیمانے کی اشیاء سازی

بڑے پیمانے کی اشیاء سازی کی مجموعی نمو مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی میں بہتری کے بعد 3.9 فیصد ہو گئی جو گزشتہ برس کی اسی مدت میں 2.7 فیصد تھی (جدول 2.6)۔ زیادہ حوصلہ افزا بات یہ ہے کہ چینی کی پیداوار میں کمی اور جولائی 2015ء سے پاکستان اسٹیل مل کی بندش جیسی رکاوٹوں کے

باوجود یہ نمو وسیع الہنیات تھی۔^{21,22} چینی اور پاکستان اسٹیل مل کے علاوہ مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیاء سازی میں 4.7 فیصد نمو ہوئی جو مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی میں صرف 2.2 فیصد رہی تھی۔

اجناس کی عالمی قیمتوں میں مزید کمی سے پاکستان میں کئی صنعتوں (غذا، گاڑیوں اور کیمیکل) کو فائدہ پہنچا جبکہ متعدد پالیسی اقدامات سے بھی اشیاء سازی کے شعبے کو کارکردگی بہتر بنانے میں مدد ملی (جدول 2.7)۔ مثلاً، (i) سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام (پی ایس ڈی پی) کے استعمال میں اضافے (مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے 269.4 ارب روپے سے بڑھ کر مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی میں 378.0

¹⁹ مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران گندم کی برآمدات تقریباً نہ ہونے کے برابر تھیں۔

²⁰ اس سال گندم کے عالمی ذخائر 24 ملین ٹن اضافے کے ساتھ 233 ملین ٹن کی ریکارڈ سطح پر پہنچنے کا تخمینہ لگایا گیا ہے (ماخذ: گندم، عالمی منڈیاں و تجارت پر یو ایس ڈی اے کی رپورٹ، فروری 2016ء)۔

²¹ مالی سال 16ء میں گزشتہ برس کے مقابلے میں گنے کی فصل کی اچھی کارکردگی کو مد نظر رکھتے ہوئے امکان ہے کہ آگے چل کر چینی کی پیداوار میں اضافہ ہوگا۔

²² مالی سال 15ء میں اعلان کردہ بیل آؤٹ پیکیج سے پاکستان اسٹیل مل کو اپنی پیداوار میں 117.3 فیصد اضافے کا موقع ملا۔ تاہم، مالی سال 15ء میں پیداواری گنجائش کا صرف 13.4 فیصد بروئے کار لایا گیا۔ حکومت کی جانب سے متعدد بیل آؤٹ پیکیجز کے باوجود پاکستان اسٹیل مل گزشتہ چند برسوں سے پائیدار بنیادوں پر آپریٹ کرنے کی جدوجہد میں مصروف ہے، جولائی 2015ء میں اس کی پیداوار کو اس وقت مکمل طور پر بند کر دیا گیا تھا جب سوئی سدرن گیس کیٹن لمیٹڈ (ایس ایس جی سی) نے پٹنشی بلوں کی عدم ادائیگی پر اسے گیس کی فراہمی معطل کر دی تھی۔

جدول 2.6: بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں سال بھر (جولائی تا دسمبر) فیصد				
وزن	شرح نمو	نمو میں حصہ		
	میں 15ء	میں 16ء	میں 15ء	میں 16ء
بڑے پیمانے کی اشیا سازی	70.3	2.7	3.9	
ٹیکسٹائل	21.0	1.2	1.0	8.0
سوتی دھاگہ	13.0	1.4	1.8	10.8
سوتی لمبوسات	7.2	0.0	0.7	0.1
غذا	12.4	-1.9	0.1	-12.9
چینی	3.5	-17.5	-14.2	-5.8
نیپائی کھی	1.1	1.5	4.4	0.8
خوردنی تیل	2.2	-0.5	8.9	-0.7
میٹھے مشروبات	0.9	15.8	6.4	14.4
پٹرولیم مصنوعات	5.5	5.3	6.8	12.6
فولاد	5.4	31.0	-8.6	34.7
نچی	4.4	27.5	8.2	1.2
پاکستان اسٹیل ملز	1.0	6.1	-100	0.1
غیر دھاتی معدنیات	5.4	4.2	6.7	16.1
سینٹ	5.3	4.4	6.7	16.9
گاڑیاں	4.6	13.6	32.3	24.3
جینیں اور کاریں	2.8	18.5	47.2	15.3
کھاد	4.4	-1.6	15.0	-3.6
دوا سازی	3.6	4.8	6.8	14.4
کاند	2.3	-2.8	-14.1	-4.5
کیکیز	1.7	6.2	11.8	5.4
کاسک سوڈا	0.4	-1.4	26.1	-0.2
رنگ و روغن	0.4	21.0	18.7	1.9
چرمی مصنوعات	0.9	16.6	1.2	10.7
ماسوا چین	66.8	3.3	4.4	
ماسوا پاکستان اسٹیل ملز	64.9	1.9	4.3	
ماسوا چین اور پاکستان اسٹیل ملز	61.4	2.2	4.7	

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

روپے تک پہنچ گیا) سے تعمیرات اور اس سے منسلک صنعتوں کو تقویت ملی (ii) دسمبر 2015ء میں مختتم (marginal) قرض گاری پر بہ وزن اوسط شرح قرض گاری کم ہو کر 7.3 فیصد تک پہنچ گئی جو دسمبر 2005ء سے اس کی پست ترین سطح ہے (iii) پاکستانی روپیہ قدرے مستحکم رہا (iv) پنجاب حکومت نے اپنا روزگار اسکیم متعارف کرائی جس کے تحت دسمبر 2014ء تا فروری 2016ء کے دوران بیر وزگار نو جوانوں کو نرم شرائط پر 50,000 گاڑیاں فراہم کرنا تھیں²³ اور (v) گیس کی بہتر دستیابی سے سینٹ اور کھاد کی تیاری میں سہولت ملی۔

ہمیں توقع ہے کہ آگے چل کر کچل کاری کے مرحلے کی تکمیل سے چینی کے شعبے میں کچھ بحالی آئے گی۔ علاوہ ازیں، چین پاکستان اقتصادی راہداری منصوبے کے تحت اعلان کردہ منصوبوں پر عملدرآمد کی رفتار میں تیزی سے تعمیرات اور منسلک صنعتوں کو مزید فائدہ پہنچے گا۔ بجلی کی قیمتوں میں 3.0 روپے فی یونٹ کی حالیہ کٹوتی سے مجموعی طور پر اشیا سازی کا شعبہ مستفید ہوگا، جس سے اس کی قیمت یک ہندی ہو جائے گی۔ آخر میں امن و امان کی بہتر صورت حال سے بھی سرمایہ کاروں کا اعتماد بڑھانے میں مدد ملے گی۔²⁴

²³ یہ امر قابل ذکر ہے کہ مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کی طرح مالی سال 15ء کی اسی مدت میں پنجاب حکومت کی جانب سے دسمبر 2014ء میں شروع کردہ اپنا روزگار اسکیم فی کس کمالات شامل نہیں تھا۔ اسکیم کے تحت صوبائی حکومت نے منڈی کے مقابلے میں 70,000 روپے رعایتی قیمت اور قسطوں پر بیر وزگار نو جوانوں کو گاڑیاں فراہم کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ ان قرضوں پر مارک اپ حکومت ادا کرے گی۔

²⁴ اوریجن انویسٹرز جیمز آف کامرس اینڈ انڈسٹری (اوائی سی آئی) کا کاروباری اعتماد کے متعلق 11 واں سروے پبلک ہی گڈ شیڈ چھ مہینوں کے دوران خاصی بہتری ظاہر کر رہا ہے۔

شعبہ جاتی کارکردگی

تعمیرات سے منسلک صنعتوں کی

جدول 2.7: اجناس کی بین الاقوامی قیمتیں				
اجناس	ڈالر *	تین ماہ	چھ ماہ	تبدیلی کا عرصہ (فیصد)
خام تیل	37	-18.7	-34.9	-30.5
ڈبلیو آئی (ہیرل)	37.3	-22.5	-38.2	-35
برینٹ (ہیرل)	31	-32.2	-48.9	-43.3
عربین لائٹ (ہیرل)	49.3	-1	-16	-22.5
کونڈ (میٹرک ٹن)	240	-12.7	-23.8	-36
یوریا (میٹرک ٹن)	1,061	-6.8	-9.2	-10.2
سونا (اونس)	63	5.5	-6.1	-3.3
کپاس (پونڈ)	214	-8.4	-19.3	-24.6
ٹائبا (میٹرک ٹن)	391	-6.5	-17.7	-35.4
فولاد (پونڈ)	418	0	-9.7	-18.1
ڈی اے پی (میٹرک ٹن)	114	-7.7	-25.3	-25.3
ریڑ (کلوگرام)	42	-19.7	-21.4	-38.4
لوہا (میٹرک ٹن)				

* 31 دسمبر 2015 تک
ماخذ: بلومبرگ

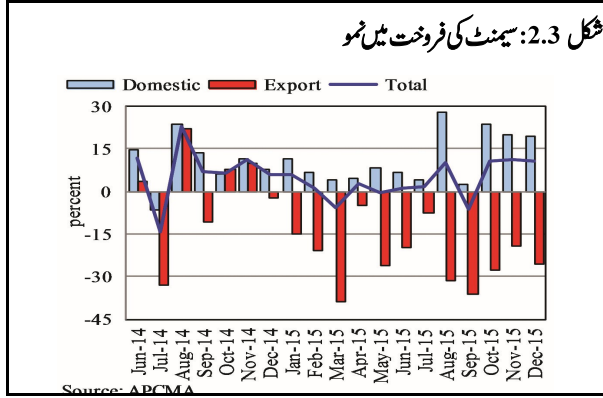
بہتر کارکردگی
تعمیرات سے متعلق مصنوعات (سیمنٹ، فولاد، رنگ وروغن اور وارنش) کی طلب میں مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران تیزی دیکھی گئی، جس کا اہم سبب حکومت کے سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام کے تحت منصوبہ جات اور حال ہی میں شروع ہونے والی نجی شعبے کی مکاناتی اسکیموں پر ہونے والا ترقیاتی کام ہے۔ اس بلند طلب سے زیادہ فائدہ سیمنٹ اور کیمیکل کی صنعتوں کو پہنچا لیکن فولاد کی صنعت تعمیراتی سرگرمیوں کی تیزی سے زیادہ سے زیادہ فائدہ نہیں اٹھاسکی (دیکھیے فولاد پر خاص مضمون)۔

سیمنٹ

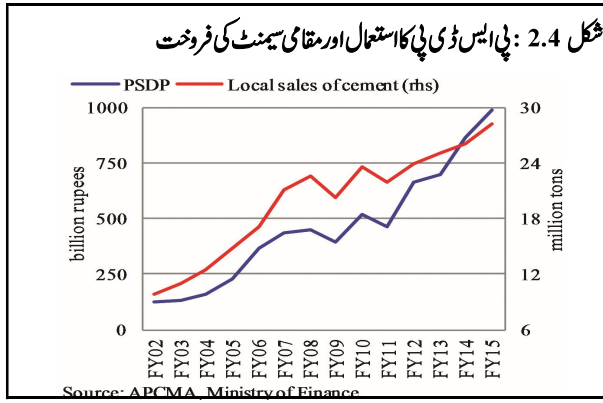
سیمنٹ سازوں کو کونکریٹ کی عالمی قیمت میں مسلسل کمی سے مزید فائدہ پہنچا کیونکہ بنیادی توانائی کے حامل اس خام مال کا پیداواری لاگت میں حصہ ایک تہائی ہوتا ہے۔ خصوصاً، دسمبر 2015ء میں جنوبی افریقہ کے کونکریٹ کی قیمتوں میں 24.4 فیصد (سال بسال بنیادوں پر) کی واقع ہوئی جو عالمی معیشت کی سست رفتاری کے ساتھ ساتھ کونکریٹ پر مبنی بجلی کی پیداوار پر انحصار میں کمی کی عکاس ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ تیل کی عالمی قیمتوں میں کمی کے مطابق کونکریٹ درآمد کرنے کی مال برداری لاگت بھی کم ہو گئی ہے۔ سیمنٹ کی مقامی صنعت کو مزید فوائد اس وقت حاصل ہوئے جب اسٹیٹ بینک اپنے پالیسی ریٹ میں کمی کرتے ہوئے اسے تاریخی طور پر پست ترین سطح پر لے آیا۔ تاہم، سیمنٹ سازوں نے یہ فوائد صارفین کو منتقل نہیں کیے کیونکہ سیمنٹ کی خرد قیمت میں دسمبر 2015ء کے دوران صرف ایک فیصد (سال بسال) کمی دیکھنے میں آئی تھی۔²⁵

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، سیمنٹ کی صنعت کو بھی تعمیراتی سرگرمیوں میں تیزی کا فائدہ پہنچا۔ مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران سیمنٹ کی ملکی فروخت میں 16.3 فیصد کی متاثر کن سال بسال نمو ہوئی جو مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی میں 9.1 فیصد تھی۔ دوسری جانب مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران سیمنٹ کی برآمدات میں سال بسال بنیادوں پر 25.7 فیصد کمی ہوئی (شکل 2.3)۔ خصوصاً، جنوبی افریقہ کو برآمدات اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹی کے نفاذ اور ریٹ کی قدر میں کمی سے متاثر ہوئیں جبکہ افغانستان کو برآمدات ترقیاتی اخراجات میں سست نمو اور

²⁵ 50 کلوگرام سیمنٹ کی اوسط قیمت دسمبر 2014ء کے 518.2 روپے سے گزردسمبر 2015ء میں 513.4 روپے پر آ گئی۔



ستے ایرانی سیمنٹ سے سخت مسابقت کے باعث کم ہو گئیں۔²⁶ اس سے قطع نظر، ملکی فروخت میں معقول اضافے نے برآمدی حجم کے نقصان کی مکمل تلافی کر دی۔ اصل میں مضبوط ملکی طلب اور مارجن میں²⁷ بہتری سے کارخانوں کی حوصلہ افزائی ہوئی کہ وہ اپنی پیداواری گنجائش کو مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے 77 فیصد سے بڑھا کر مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی میں 80 فیصد تک لے جائیں۔²⁸



یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام (پی ایس ڈی پی) اور چین پاکستان اقتصادی راہداری (سی پی ای سی) کے منصوبوں سے متوقع طلب (شکل 2.4) اور سرکاری و نجی شعبے میں جاری مکانات کی اسکیموں کے باعث سیمنٹ کی صنعت آئندہ دو سے تین برسوں کے دوران اپنی پیداواری گنجائش کو تقریباً 46 ملین ٹن کی موجودہ سطح سے بڑھا کر تقریباً 53 ملین ٹن تک لے جانے کا ارادہ رکھتی ہے۔²⁹

کیمیکلز

مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران کیمیکل کی صنعت نے غیر معمولی طور پر اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے جس کی وجوہات یہ ہیں: (i) تعمیرات کی صنعت میں تیزی اور گاڑیوں کی بلند پیداوار کے سبب رنگ و روغن اور وارنش کے شعبوں میں صحت مند نمو؛ اور (ii) جون 2015ء سے کاسٹک سوڈا بنانے والے ایک بڑے کارخانے کی جانب سے کیمیکل کی پیداوار کا آغاز۔ مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران کیمیکل کی پیداوار میں مجموعی طور پر سال بسال نمو دگنے اضافے کے ساتھ بڑھ کر 11.8 فیصد تک پہنچ گئی جو مالی سال 15ء کی اسی مدت میں 6.2 فیصد تھی۔

²⁶ افغانستان اور جنوبی افریقہ دو اہم منڈیاں ہیں جن کا پاکستان کے سیمنٹ کی مجموعی برآمدات میں حصہ تقریباً 80 فیصد بنتا ہے۔

²⁷ خام منافع کے مارجن میں تقریباً 30 فیصد اضافہ ہوا جس کی عکاسی پاکستان اسٹاک ایکس چینج پر فہرست شدہ سیمنٹ کی 13 کمپنیوں سے ہوتی ہے۔

²⁸ ماخذ: آل پاکستان سیمنٹ میٹوئیکچررز ایسوسی ایشن (اے پی سی ایم اے)۔

²⁹ چیراٹ، الیک، لکی اور ڈی جی خان سیمنٹ نے اپنی سالانہ پیداواری گنجائش کو بالترتیب 1.3 ملین ٹن، 1.1 ملین ٹن، 2.6 ملین ٹن اور 2.7 ملین ٹن تک لے جانے کے منصوبوں کا باضابطہ طور پر اعلان کیا ہے۔

فولاد

تعمیراتی سرگرمی میں تیزی سے بھی لوہے اور فولاد کی مصنوعات کی خاصی طلب پیدا ہوئی۔³⁰ تاہم، مقامی صنعت طلب میں اس اضافے سے مکمل طور پر فائدہ نہیں اٹھا سکی کیونکہ لوہے اور فولاد کی پیداوار میں مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران 8.6 فیصد کمی دیکھی گئی جبکہ مالی سال 15ء کی اسی مدت کے دوران 31.0 فیصد کمی قابل ذکر ہوئی تھی۔

چین اور یوکرین سے سستی درآمدات کی دستیابی سے مقامی منڈیوں میں نجی پیدا کنندگان کو نقصان پہنچا۔ خاص طور پر مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران عالمی منڈی میں گرتی ہوئی قیمتوں کے سبب لوہے اور فولاد کی درآمد میں 20.1 فیصد سال بسال اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران یہ 42 فیصد بڑھی تھیں۔³¹ مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران لوہے اور فولاد کے اسکرپ کی درآمد میں تقریباً 50 فیصد سال بسال اضافہ ہوا تھا لیکن مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران اس میں صرف 2.7 فیصد کمی ورنہ ہوئی۔ اس لیے مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران نجی اشیا سازوں کی لوہے اور فولاد کی پیداوار کم ہو کر 8.2 فیصد ہو گئی جو گذشتہ برس کی اسی مدت میں 27.5 فیصد تھی۔ لوہے اور فولاد کی مجموعی پیداوار پر دباؤ اس وقت بڑھ گیا جب مسلسل مالی پریشانیوں نے جولائی 2015ء میں پاکستان اسٹیل مل کو اپنی پیداوار بند کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔

مثبت پیش رفت یہ ہے کہ ہمیں توقع ہے کہ آگے چل کر اس میں کچھ بحالی آئے گی کیونکہ حکومت نے حال ہی میں چین اور یوکرین سے کولڈ رولڈ کوائلز اور چادروں کی درآمد پر چار مہینوں کے لیے اینٹی ڈمپنگ ڈیوٹی عائد کر دی ہے۔³² تاہم پاکستان اسٹیل مل کی بندش کے باعث نجی پیدا کنندگان کی کارکردگی کے فوائد زائل ہوتے رہیں گے۔

تعمیراتی سرگرمیوں کے مسلسل بڑھنے کی وجہ سے لوہے اور فولاد کی طلب میں اضافہ ہوتا رہے گا، اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ درآمدی مصنوعات پر ملکی انحصار میں کمی کی جائے۔ پاکستان میں بیشتر کارخانوں کا حجم چھوٹا ہے جس کی وجہ سے ان میں کفایت حجم کے فوائد کا فقدان پایا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ پیداوار میں استعمال ہونے والی ٹیکنالوجی بیشتر مقامات پر فرسودہ ہے اور اس میں توانائی ضائع ہوتی ہے۔ ملک میں سب سے بڑی پیداواری گنجائش رکھنے والی پاکستان اسٹیل مل متروک ٹیکنالوجی استعمال کر رہی ہے اور انتظامی و مالی مسائل کی وجہ سے اسے خود انحصاری میسر نہیں۔ اس کے نتیجے میں ملکی لوہے اور فولاد کی مصنوعات ایسے ممالک کی سستی درآمدات سے مسابقت کی جدوجہد کر رہی ہیں جہاں کے اشیا ساز بڑے پیمانے کے فوائد سے استفادے کے ساتھ جدید ٹیکنالوجی بھی استعمال کر رہے ہیں۔ بے ربط پالیسیوں اور درآمدات میں بے ضابطگیوں پر مؤثر کنٹرول نہ ہونے سے اشیا سازوں کو درپیش مشکلات میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے (فولاد پر خاص مضمون)۔

³⁰ عالمی معیارات کے مطابق انفراسٹرکچر منصوبوں میں استعمال ہونے والے ہر پانچ ٹن سیمنٹ کے لیے ایک ٹن فولاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران 2.1 ملین ٹن سیمنٹ کی ملکی فروخت سے اس مدت کے دوران 0.427 ملین ٹن فولاد کی اضافی طلب پیدا ہوئی تھی۔

³¹ مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران تیار شدہ فولاد کی درآمدی اکائی قدر میں 13 فیصد کمی ہوئی۔

³² جنوری 2016ء میں عائد کی جانے والی یہ درآمدی ڈیولیاں 8.3 تا 19.0 فیصد کی حد میں ہیں۔

گذاڑیوں کے شعبے میں مضبوط نمونہ بوتی					
جدول 2.8: گاڑیوں کی فروخت، اجزا اور (اکائیاں)					
زمرہ	مئی 15ء	مئی 16ء	شش 1-مئی 15ء کی نسبت	شش 1-مئی 16ء میں نمو	دہی
کاریں	27,630	31,097	44,372	45,452	مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران
ٹرک	830	799	1,039	1,155	گاڑیوں کے شعبے میں 32.3 فیصد نمو ہوئی جو گذشتہ
بیس	126	129	192	259	برس کی اسی مدت میں 13.6 فیصد تھی۔ گاڑی
پک اپ	3,983	4,145	10,198	11,276	سازوں کو فولاد کی عالمی قیمتوں، مستحکم شرح مبادلہ
کل	32,569	36,170	55,801	58,142	اور قرضوں کی پست لاگت سے فائدہ پہنچا۔ ³³
ماخذ: پاناما					

اس کے ساتھ ساتھ ان وجوہات کی بنا پر فروخت کا حجم بلند سطح پر رہا: (i) پنجاب حکومت کی جانب سے شروع کردہ رعایتی اپنا روزگار اسکیم کا تسلسل (ii) گذشتہ برس نئے ماڈلز متعارف کرانے کے ساتھ مسافر کاروں کی طلب کا برقرار رہنا اور (iii) کمرشل بینکوں کی گاڑیوں کے قرضے دینے میں دوبارہ دلچسپی (جدول 2.8)۔³⁴ گاڑیوں کی بلند طلب سے گاڑی سازوں کو موقع ملا کہ وہ مکمل ساختہ یونٹ/الگ الگ پرزوں کی درآمد پر عائد اضافی ڈیوٹی صارفین کو منتقل کر دیں۔ مسافر کاروں کے علاوہ موٹر سائیکل اور رکشوں کی طلب نے بھی گاڑیوں کی بلند پیداوار میں اپنا حصہ ڈالا تھا۔

اگرچہ فروری 2016ء میں اپنا روزگار اسکیم کی متوقع تکمیل کے بعد گاڑیوں کی فروخت میں کمی آ سکتی ہے لیکن گاڑیوں کے قرضوں کی دستیابی میں بہتری اور متوقع انفراسٹرکچر منصوبوں کی شروعات کے بعد کمرشل گاڑیوں (خصوصاً ٹرکوں) کی طلب میں ممکنہ اضافے سے مجموعی طلب کو فائدہ پہنچے گا۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ گاڑیوں کی صنعت آٹو پالیسی کا انتظار کر رہی ہے۔³⁵ اس پالیسی سے گاڑیوں سے متعلق اہم مسائل واضح ہو جائیں گے (جن میں منصفانہ مسابقت، حفاظتی معیارات کا نفاذ، نئی اور استعمال شدہ کاروں کی درآمد شامل ہیں) اور توقع ہے کہ جنوبی کوریا اور یورپ سے نئی ممکنہ کمپنیوں کے داخلے کی راہ ہموار ہو سکے گی۔

بعض دشواریوں کے باوجود کھاد کے شعبے کی کارکردگی متاثر کن رہی یورپا کی بین الاقوامی قیمتوں میں مسلسل کمی کے باعث کھاد کے شعبے کو بحیثیت مجموعی مشکلات کا سامنا رہا۔ وافر رسد کے باعث یورپا کی عالمی قیمتوں میں کمی کا رجحان رہا ہے اور مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران تیل و گیس کی کم قیمتوں اور طلب کی کمزورتوقعات کے باعث ان میں مزید کمی آ گئی۔³⁶ درآمدی قیمتوں میں کمی نے اس شعبے میں گیس کی قیمتوں میں ہونے والے اضافے کو صارفین کو منتقل کرنے کی صلاحیت کو محدود کر دیا۔³⁷ اس لیے کھاد کے شعبے کو گیس کی قیمتوں میں ہونے والے بیشتر اضافے کو جذب کرنا پڑا۔

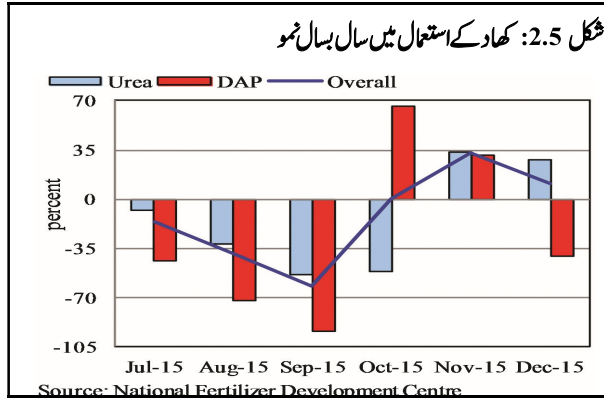
³³ مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران فولاد کی بین الاقوامی قیمتوں میں مزید 17.7 فیصد سے زائد کمی ہوئی جبکہ مالی سال 16ء کے دوران قرض گیری کی لاگت (بوزن اوسط شرح قرض گاری) میں مزید 96 پی پی ایس کی واقع ہوئی۔

³⁴ مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران بینکوں نے کارمہاکاری کی مد میں 13.3 ارب روپے کے قرضے دیے جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 17.4 ارب روپے قرض دیے گئے تھے۔

³⁵ آٹو پالیسی سے 2013ء میں جاری ہونا تھا، وہ ابھی تک زیر جائزہ ہے۔

³⁶ یوکرین کی پیدا کردہ یورپا کی اوسط قیمت ستمبر 2011ء کے 504 ڈالر فی میٹرک ٹن سے گر کر جنوری 2016ء میں 214 ڈالر پر آ گئی (ماخذ: ہیوراٹینا لیکس)۔

³⁷ یکم ستمبر 2015ء سے یورپا سازوں نے فیڈ اور ایندھن کے ذخائر کی قیمتوں میں بالترتیب 63 فیصد اور 23 فیصد اضافے کے بعد یورپا کی قیمت میں 160 روپے فی یورپی اضافہ کر دیا تھا۔



اس سے قطع نظر مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران کھاد کے کارخانوں کو گیس کی دستیابی میں بہتری کے نتیجے میں اس کی پیداوار میں 15.0 فیصد کمی مضبوط نمو ہوئی جبکہ گزشتہ برس کی اسی مدت میں 1.6 فیصد اضافہ دیکھنے میں آیا تھا۔³⁸

مالی سال 16ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران کھاد کے استعمال کو سست رکھنے والے دو اہم عوامل میں ستمبر 2015ء کے اوائل میں یوریا اور ڈی اے پی

کی قیمتوں میں اضافہ اور یہ حقیقت شامل ہیں کہ کاشت کار 2015-16ء کے وفاقی بجٹ میں کھاد پر اعلان کردہ زراعت کے نوٹیفکیشن کا انتظار کر رہے تھے۔ مالی سال 16ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران کسان پکیج پر عملدرآمد اور ملکی کمپنیوں کی جانب سے دی گئی رعایتوں (گیس کی قیمتوں میں اضافے کو جذب کر کے) سے کھاد کے استعمال کی بحالی میں مدد ملی (شکل 2.5)۔³⁹

غذائی شعبے کو معیشت میں بہتری اور اجناس کی پست قیمتوں سے فائدہ پہنچا مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران غذائی شعبے کی مجموعی پیداوار کم رہی جس کا اہم سبب چینی کی پیداوار میں کمی تھی۔ دوسری جانب تیل و گھی کے شعبوں میں بحالی ہوئی؛ پام آئل کی بین الاقوامی قیمتوں میں کمی کے باعث کارخانوں نے تیل و گھی کی بڑھی ہوئی مقامی طلب کو پورا کرنے کے لیے گزشتہ برس درآمد کیے گئے پام آئل کے ذخائر کو استعمال کیا۔ مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران خوردنی تیل میں 8.9 فیصد نمو ہوئی جبکہ گزشتہ برس کی اسی مدت کی پیداوار میں 0.5 فیصد کمی ہوئی تھی۔

چینی

مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران چینی کی پیداوار میں 14.2 فیصد کمی واقع ہوئی جبکہ مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران 17.5 فیصد کمی آئی تھی۔ گنے کی کچل کاری شروع ہو چکی ہے اور ہمیں توقع ہے کہ آئندہ مہینوں میں چینی کی پیداوار کی رفتار میں تیزی آئے گی۔ امکان ہے کہ مالی سال 16ء کے لیے چینی کی مجموعی پیداوار گزشتہ برس کی سطح سے بڑھ جائے گی جس کا اہم سبب گنے کی بہتر فصل ہے۔⁴⁰

ٹیکسٹائل کی پست نمو میں ملکی و بیرونی دونوں عوامل نے کردار ادا کیا

مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیاء سازی کے سب سے بڑے ذیلی شعبے ٹیکسٹائل کی کارکردگی کمزور رہی جس میں

³⁸ مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران گزشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں کھاد کے شعبے کو 200-1150 ایم ایم سی ایف ڈی اضافی گیس موصول ہوئی تھی۔

³⁹ حکومت نے 15 اکتوبر 2015ء کو زراعت کا نوٹی فکیشن جاری کر دیا تھا۔

⁴⁰ گنے کی فصل بہتری کے بعد مالی سال 15ء کے 62.8 ملین ٹن سے بڑھ کر رواں موسم میں 65.4 ملین ٹن ہو گئی۔

متعدد عوامل نے کردار ادا کیا: (i) عالمی اقتصادی سست روی کے پیش نظر درآمدی شراکت داروں کی طلب میں کمی (یورپی یونین اور چین)، (ii) پیدا کنندگان میں اپنی مصنوعات کو صارفین کی بدلتی ہوئی ترجیحات سے ہم آہنگ کرنے کی صلاحیت کا فقدان؛ اور (iii) ملک میں جاری توانائی کی قلت۔ اس کے نتیجے میں یہ شعبہ یورپی یونین میں جی ایس پی پلس کی حیثیت ملنے، کپاس اور توانائی کی قیمتوں میں کمی اور قرض لینے کی پست لاگت کے مکمل فوائد سے استفادہ کرنے سے قاصر رہا۔

بھارت، چین اور بنگلہ دیش کی جانب سے زیادہ مستعد اسپنڈلز کی تنصیب کے بعد اب ہمارے ٹیکسٹائل کے شعبے کے لیے بین الاقوامی سطح پر مسابقت کرنا ممکن نہیں رہا۔ اپنے حریفوں سے مقابلے کے لیے پاکستان میں ٹیکسٹائل کی صنعت کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہیلنسنگ، جدت طرازی اور بدل کاری کی ٹیکنالوجی میں بھاری سرمایہ کاری کریں۔ وسیع تناظر میں کہا جاسکتا ہے کہ ٹیکسٹائل کی صنعت کو قدر اضافی کی حامل اشیا پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

2.4 خدمات کا شعبہ

اگرچہ پورے سال کے لیے خدمات کے شعبے کی کارکردگی کا ٹھوس تجزیہ کرنا قبل از وقت ہوگا لیکن بیشتر اظہارِ رائے مثبت رجحانات کے عکاس ہیں (جدول 2.9)۔ خاص طور پر سال کی پہلی ششماہی کے دوران ٹرانسپورٹ اور ٹیلی مواصلات کے شعبوں نے اچھی کارکردگی دکھائی ہے۔

پنجاب حکومت کی جانب سے شروع کردہ اپنا روڈ کار اسکیم اور ملک کی مجموعی کمرشل سرگرمیوں میں اضافے کے باعث مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران کمرشل گاڑیوں کی پیداوار اور فروخت میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔ ٹرانسپورٹ کے شعبے کی کارکردگی کے متعلق پرامید رہنے کی کئی وجوہات ہیں: (i) پیٹرول کی فروخت میں تیزی سے اضافہ، (ii) ملکی بندرگاہوں پر کارگو کی مینڈلنگ میں اضافہ، اور سب سے اہم (iii) پاکستان ریلویز اور پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائنز کے نقصانات میں بھاری کمی۔ تیل کی کم قیمتوں اور مستحکم شرح مبادلہ نے بلاشبہ سرکاری شعبے کے ان اداروں کی مالی صحت کو بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔⁴¹ مال برداری کے ساتھ ساتھ مسافر ٹرانسپورٹ کے حجم میں اضافے سے بھی پاکستان ریلویز کو فائدہ پہنچا ہے۔

ٹیلی مواصلات کے شعبے میں ملک بھر میں تھری جی/فور جی براڈ بینڈ خدمات کے استعمال میں اضافے کو بالادستی حاصل رہی۔ موبائل ڈیٹا کی آمدنی کے باعث بیشتر ٹیلی کام فرموں کی مالی صحت میں بہتری آئی ہے۔⁴² موبائل فون کمپنیوں نے ملک میں انٹرنیٹ بینکاری خدمات کی سرایت بڑھانے کے لیے بڑے کمرشل بینکوں کے ساتھ شراکت داریاں بھی قائم کی ہیں۔ یہ فرمیں پاکستان میں رقوم کی منتقلی کی خدمات کی فراہمی میں بھی سرگرمی سے شرکت کر رہی ہیں۔ اس طرح پاکستان کا ٹیلی کام شعبہ اب ملک کے نظام ادائیگی کے انفراسٹرکچر کو جدید خطوط پر استوار کرنے میں بہت اہم کردار ادا کر رہا ہے اور ملک میں معاشرے کے پسماندہ بینکاری سہولتوں سے محروم طبقات کے لیے مالی شمولیت کو بڑھانے کے وسیع تر مقصد میں بھی اپنا حصہ ڈال رہا ہے۔

41 پی آئی اے کے مالی گوشوارے 30 ستمبر 2015ء کو ختم ہونے والی سرمایہ کے لیے 5.7 ارب روپے کا بعد از ٹیکس نقصان ظاہر کر رہے ہیں، جو گزشتہ برس کی اسی مدت میں 10.8 ارب روپے تھا۔

42 مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران موبائل لنک اور ٹیلی نار نے گزشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں اوسط آمدنی فی صارف (آے آر پی یو) میں اضافہ ظاہر کیا ہے۔ موبائل لنک کی موبائل ڈیٹا سے آمدنی مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے 2.7 ارب روپے سے بڑھ کر مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی میں 4.8 ارب روپے تک پہنچ گئی ہے۔

جدول 2.9: شعبہ خدمات کے اظہارِ پے		
مئی 15ء		مئی 16ء
18.3	23.2	18.5
قرضے کا استعمال (بہاؤ) ارب روپے	22.21	24.15
درآمدات (ارب ڈالر)	3.9	2.7
بڑے پیمانے کی اشیا سازی (سال بہال نمونہ)	9,293.6	9,002.9
پٹرولیم کی فروخت (000 میٹرک ٹن) 1	13.4	10.3
ٹرانسپورٹ، نقل و حمل اور مواصلات	5,137.5	4,320.7
قرضے کا استعمال (بہاؤ) ارب روپے	43,915	17,920
شعبہ ٹرانسپورٹ کو پٹرولیم کی فروخت (000 میٹرک ٹن) 2	43,635	16,699
کمرشل گاڑیوں کی پیداوار (تعداد)	38,468	13,012
کمرشل گاڑیوں کی فروخت (تعداد)	24.5	21.7
جس میں: بولان اور راوی	26.3	11.4
کارگو نقل و حمل (ملین ٹن)	-1.30	-4.32
براؤنڈ استعمال کنندگان (ملین تعداد)	3.1	2.2
پی ٹی سی ایل مجموعی نفع (ارب روپے)	2.5	24.3
مالیات اور بیمہ	25.8	89
اثاثوں پر منافع (فیصد)	100	7.4
ایکویٹی پر منافع (فیصد)	1,312	1,260
منافع بعد از ٹیکس (ارب روپے)		
مرکزی حکومت کی خدمات		
عمومی حکومت اور دفاع پر اخراجات (ارب روپے) 3		

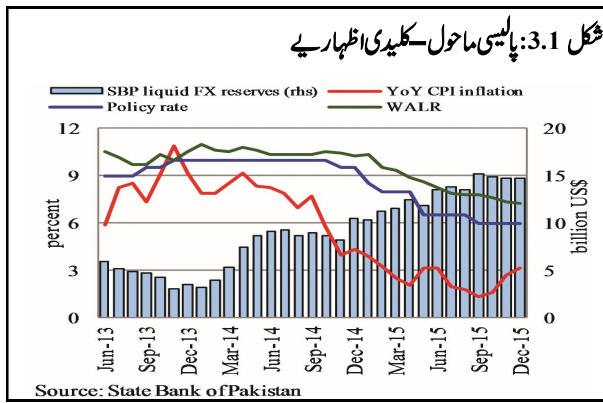
مالی سال 15ء کے دوران 4.3 فیصد کے سالانہ ہدف کے مقابلے میں عمومی حکومتی خدمات میں 9.5 فیصد نمو ہوئی تھی۔ اس سال بھی ہمیں یقین ہے کہ ملک میں جاری فوجی آپریشن اور عارضی بے گھر افراد کی ان کے علاقوں میں متوقع آباد کاری کے باعث اس ذیلی شعبے میں اچھی نمو ہوگی۔

تھوک و خردہ تجارت کو ان عوامل سے فائدہ پہنچنے کی امید ہے: (i) مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں گزشتہ برس کی نسبت زیادہ نمو؛ (ii) درآمدی مقدار میں مسلسل اضافے (خصوصاً غیر تیل) کے ساتھ ساتھ ملکی طلب میں تیزی کے باعث امکان ہے کہ تجارتی مارجن مستحکم رہیں گے اور (iii) مضبوط یافتوں کی بدولت گندم کی بھرپور فصل کی توقعات۔ امکان ہے کہ ان عوامل سے خریف کی خراب فصلوں سے ہونے والے نقصانات کی جزوی تلافی ہو سکے گی۔

43 مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران کمرشل بینکوں کے منافع میں 11.7 فیصد سالانہ اضافہ ہوا جبکہ اس کے مقابلے میں مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی میں 59.5 فیصد کی بلند نمو ہوئی تھی۔

3 گرائی اور زری پالیسی

3.1 عمومی جائزہ



پالیسی ریٹ ستمبر 2015ء میں تاریخ کی پست سطح 6 فیصد تک لانے میں کئی عوامل کارفرما تھے جن میں گرتی ہوئی مہنگائی، شرح مبادلہ میں استحکام، زرمبادلہ کے ذخائر میں نمایاں اضافہ، اور اسٹیٹ بینک سے محدود میزانی قرض گیری شامل ہیں (شکل 3.1)۔¹ اس کے بعد نومبر 2015ء اور جنوری 2016ء میں زری پالیسی جائزوں میں اسٹیٹ بینک نے پالیسی ریٹ برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا کیونکہ اہم اقتصادی اظہاریوں کے

رجحانات اور ان کی ممکنہ حرکات سے فائدے اور خطرات کے متوازن ہونے کا پتہ چلتا تھا۔ اس کے علاوہ نومبر 2014ء سے ستمبر 2015ء تک جو زری نرمی زوردار طریقے سے اپنائی گئی اس کا تاخیری اثر بھی سامنے آ گیا جس کا ثبوت حقیقی اقتصادی سرگرمیاں، اور نجی شعبے کو بینک قرضے بڑھنے سے بھی ملتا ہے، جس سے پالیسی ریٹ برقرار رکھنے کے اسٹیٹ بینک کے فیصلے کو بھی تقویت ملی۔

ان مثبت تبدیلیوں سے قطع نظر، مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی میں بعض اظہاریوں میں منفی رجحان دیکھا گیا۔ مثال کے طور پر زیر گردش کرنسی میں تیزی سے اضافہ ہوا جو م س 15ء کی پہلی ششماہی میں ہونے والے اضافے سے 2.6 گنا بڑھ گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ م س 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران امانتیں جمع ہونے میں کمی آئی، جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں بینک امانتوں میں ہونے والے اضافے کا صرف 50 فیصد اضافہ م س 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران ہوسکا۔ مہنگائی پست ترین سطح تک پہنچی تاہم ستمبر 2015ء سے یہ مسلسل چوتھے ماہ بڑھی ہے۔ بازارِ مبادلہ میں دباؤ کے سبب پاکستانی روپے کی قدر امریکی ڈالر کے مقابلے میں 2.8 فیصد گر گئی (10 مارچ 2016ء تک)، جس کی بنیادی وجہ م س 16ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران جاری حسابات کے خسارے میں اضافہ ہے۔ ادھر، کمرشل بینکوں سے سرکاری قرض گیری جاری رہی، ان دونوں عوامل کی بنا پر شینہ ریپورٹ حالیہ مہینوں کے دوران پالیسی ریٹ سے معمولی سا بلند رہا۔²

¹ موجودہ پالیسی ریٹ 6 فیصد اگست 1973ء سے اب تک کا پست ترین ریٹ ہے۔ پالیسی ریٹ میں نومبر 2014ء سے اب تک 400 بیسیس پوائنٹس کمی کی گئی ہے۔

² اس دستاویز میں کمرشل بینک اور جدولی بینک دونوں نام اول بدل کر استعمال کیے گئے ہیں۔

اسٹیٹ بینک نے بازار زر کے سودوں کے ذریعے بازار زر میں سیالیت داخل کی اور قاطع شرح سود کو پالیسی ریٹ کے بہت قریب رکھا۔ اس کے علاوہ ستمبر 2015ء سے بینک امانتوں میں معقول اضافے اور زیر گردش کرنسی میں کمی نے بھی بین ال بینک سیالیت کو سہارا دینے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔³

مالیاتی اداروں اور نجی شعبے دونوں کی قرضے کی طلب (اول الذکر کی، اعانت میزانیہ کی بنا پر) کے نتیجے میں مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران 479.7 ارب روپے کی زری توسیع ہوئی جبکہ گزشتہ مالی سال کی اسی مدت کے دوران یہ 442.9 ارب روپے ہوئی تھی۔ اجزاء کے لحاظ سے دیکھا جائے تو بینکوں کے خالص بیرونی اثاثوں میں مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران 150.6 ارب روپے کی قابل ذکر توسیع ہوئی، جس کا بڑا سبب مالی سال 16ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں میں سرکاری رقوم کا بلند بہاؤ تھا۔ دوسری طرف بینکوں کے خالص ملکی اثاثوں میں م 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران اضافہ مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران ہونے والے اضافے کی نسبت معمولی رہا۔

م 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران بینکوں سے حکومت کی میزانی قرض گیری (نقد بنیاد پر) 183.3 ارب روپے رہی۔ مالیاتی حکام نے اپنے خسارے کو پورا کرنے کے لیے بیرونی ذرائع اور کمرشل بینکوں سے رجوع کیا۔ اس کے نتیجے میں انہوں نے اس مدت کے دوران اسٹیٹ بینک کو 429.2 ارب روپے کا قرض لوٹایا۔ اسٹیٹ بینک کے بجائے کمرشل بینکوں سے قرض گیری کر کے حکومت آخر ستمبر اور آخر دسمبر 2015ء کے آئی ایم ایف کے ان اہداف کو پورا کرنے کے قابل ہو سکی جو توسیعی فنڈ سہولت کے تحت متعین ہیں۔

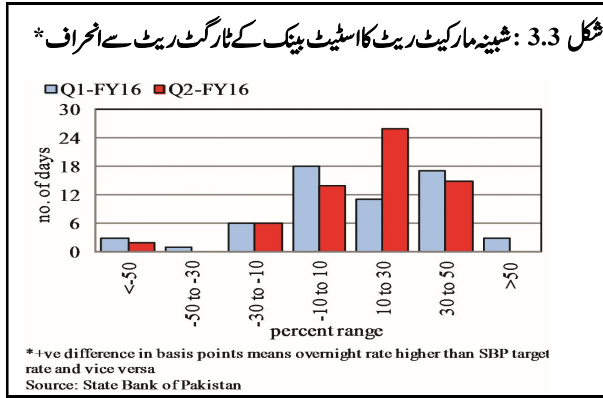
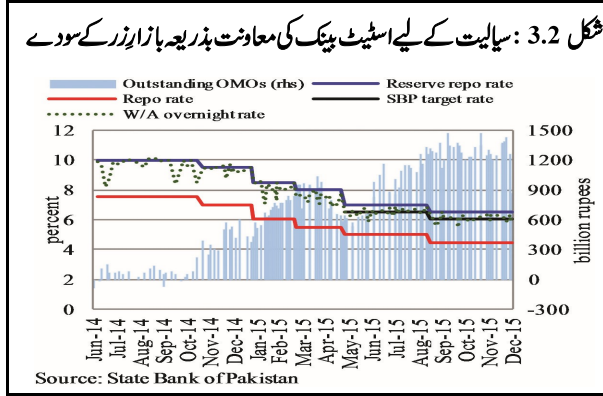
اس صورت حال میں قرضہ منڈی میں ہونے والی پیش رفت حوصلہ افزا ہے۔ م 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران نجی شعبے کے قرضے میں 352.9 ارب روپے اضافہ ہوا جبکہ گزشتہ مالی سال اسی مدت میں 222.3 ارب روپے اضافہ ہوا تھا۔ نجی شعبے کے قرضے میں یہ اضافہ توسیع البنیاد تھا، (ٹیکسٹائل، کھاد، خوردہ تجارت، تعمیرات، اور بجلی جیسے) کئی شعبوں نے م 16ء کے دوران پہلے سے زائد قرضہ لیا۔ نیز، قرضہ منڈی میں ہونے والی نمایاں پیش رفت میں یہ چیزیں بھی شامل ہیں: (i) معینہ سرمایہ کاری مقاصد کے لیے تعمیرات سے متعلق شعبوں، ٹیلی مواصلات، زمینی ٹرانسپورٹ، اور بجلی اور گیس پیداوار کے بلند قرضے، اور (ii) مکانات اور گاڑیوں کے لیے صارفین کی طرف سے بلند قرضے لینے کا سلسلہ جاری رہا۔⁴ نجی شعبے کے قرضے میں بلند اضافے کے ممکنہ اسباب بہتر کاروباری ماحول (سلامتی کی بہتر صورت حال اور توانائی کا بہتر بندوبست)، قرضے کی پست لاگت،⁵ اور بینکوں کے لیے معمولی رسک پر بیمہ ہیں۔

اجناس (خصوصاً تیل) کی پست عالمی قیمتوں اور محدود زری توسیع کے علاوہ اسٹیٹ بینک سے محدود میزانی قرض گیری کے نتیجے میں م 16ء کی

³ گزشتہ مالی سال کی پہلی ششماہی کی نسبت م 16ء کی پہلی ششماہی میں زیر گردش کرنسی بلند اور امانتوں میں اضافہ پست رہا ہے۔ یہ بات م 16ء کی پہلی سہ ماہی کے خاتمے پر عید کے دوران خاص طور پر صادق آتی۔

⁴ تاہم بعض شعبوں نے م 16ء کی پہلی ششماہی میں گزشتہ سال کی اسی مدت کی نسبت معینہ سرمایہ کاری قرضوں کا کم حجم حاصل کیا۔ ان شعبوں میں اسپتال، صاف شدہ پیٹرولیم، مشروبات، دیگر ٹیکسٹائل کی ویلنگ، گلابی/ڈیری فارمنگ، اور فیکٹر شامل ہیں۔

⁵ قرضوں پر وزن اوسط شرح سود م 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران گزشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں 276 بیس پوائنٹس کم رہی۔



پہلی ششماہی کے دوران اوسط گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت کم ہو کر صرف 2.1 فیصد رہ گئی جبکہ مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران یہ 6.1 فیصد رہی تھی۔ صارف اشاریہ قیمت کے رجحان سے پتہ چلتا ہے کہ مہنگائی م س 16ء کی پہلی سہ ماہی کے خاتمے تک پست ترین سطح کو چھو چکی ہوگی۔ م س 16ء کی دوسری سہ ماہی میں گرانی کی واپسی میں دراصل غذا اور توانائی کے گروپوں کے براہ راست اور بالواسطہ دونوں طرح کے اثرات شامل ہیں۔ ان عوامل نے خصوصاً اہم کردار ادا کیا: نومبر 2015ء میں پیٹرولیم کے نرخوں میں اضافہ، مالی سال 16ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران امریکی ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر گرنے کے تاخیری اثرات، اور متعدد اشیاء کی درآمد پر ریگولیٹری ڈیوٹی کا نفاذ، ساتھ ساتھ تمام اشیاء کی کسٹم ڈیوٹیوں میں فیصدی درجے اضافہ (تفصیل کے لیے دیکھیے سیکشن 3.4)۔

3.2 بازار زر میں تبدیلیاں

اسٹیٹ بینک نے مالی سال 16ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بازار زر کے سودوں کے ذریعے سیالیت دواہم وجوہ سے داخل کی (i) بازار زر کا شبینہ نرخ اسٹیٹ بینک کے ٹارگٹ ریٹ 6 فیصد کے قریب رکھا جائے، اور (ii) کمرشل بینکوں سے حکومت کی بلند قرض گیری کے بین البینک سیالیت پر اثرات کو جزوی طور پر زائل کیا جائے۔ اس کے نتیجے میں م س 16ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بازار زر میں ادخال کی سطح بڑھ گئی (شکل 3.2)۔ تاہم ستمبر 2015ء میں زری پالیسی اعلان کے بعد کے دنوں میں بازار زر کے سودوں کا ادخال نسبتاً برقرار رہا ہے۔

بازار زر کے سودوں کے ادخال کی بلند سطح کے باوجود م س 16ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران بین البینک شبینہ شرحیں اسٹیٹ بینک کے ٹارگٹ ریٹ 6 فیصد سے اوسطاً 13 بیسیس پوائنٹس اوپر رہیں (شکل 3.3)۔⁶ اس کا ایک جزوی سبب یہ تھا کہ اسٹیٹ بینک نے بازار مبادلہ میں دباؤ کو محدود رکھنے کی کوششیں کی تھیں۔⁷

⁶ م س 16ء کی دوسری سہ ماہی میں یومیہ شبینہ بین البینک شرح ٹارگٹ ریٹ سے 79 فیصد دن بلند رہی جبکہ پہلی سہ ماہی میں 71 فیصد دن ایسا ہوا تھا۔

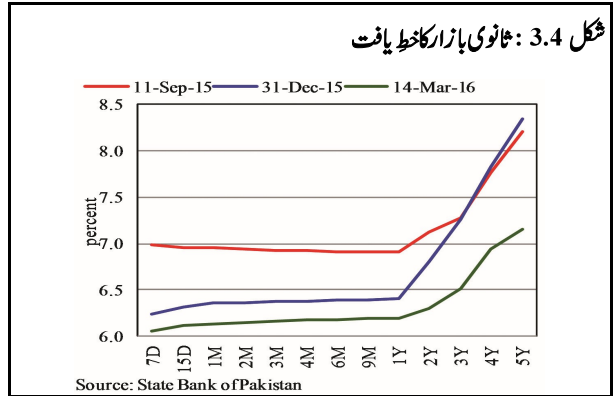
⁷ امریکی ڈالر کے مقابل غیر زری اضافت آخر ستمبر 2015ء میں 0.1 روپے تھی جبکہ دسمبر 2015ء کے دوران یہ بڑھ کر 2.0 روپے تک چلی گئی۔

جدول 3.1: مالی سال 16ء میں حکومتی تحکات کی نیلامی					ارب روپے
قبول کردہ	مقبول کردہ	مقبول کردہ	مقبول کردہ	مقبول کردہ	
قبول کردہ	مقبول کردہ	مقبول کردہ	مقبول کردہ	مقبول کردہ	
200.0	403.7	218.3	18.3	-185.4	پہلی سہ ماہی
150.0	5.7	182.9	32.9	177.2	دوسری سہ ماہی
1,200.0	862.6	1,321.2	121.2	458.6	پہلی سہ ماہی
1,225.0	1,146.4	1,014.0	-211.0	-132.4	دوسری سہ ماہی
-	-	-	-	-	اجارہ
100.0	233.8	117.7	17.7	-116.1	پہلی سہ ماہی
1,400.0	1,266.3	1,539.5	139.5	273.2	پہلی سہ ماہی
1,475.0	1,385.9	1,314.5	-160.5	-71.4	دوسری سہ ماہی
ماخذ: بینک دولت پاکستان					

مالی سال 16ء کی دوسری سہ ماہی میں بین البینک سیالیت نسبتاً اطمینان بخش رہی جو بہتر مالیاتی صورت حال اور بینکوں کی بلند امانتوں کا نتیجہ ہے۔ اس سہ ماہی کے دوران ٹیکس محاصل میں عمدہ نمو ہوئی اور بیرونی رقوم بھی بروقت وصول ہوئیں جس سے حکومت بینکوں سے قرض گیری کو محدود رکھنے میں کامیاب ہوئی۔

مالیاتی حکام نے م س 16ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران پی آئی بی اور ٹی ٹی بلوں کے ذریعے کمرشل بینکوں سے 144.7 ارب روپے اکٹھا کیے جبکہ پہلی سہ ماہی میں 273.2 ارب روپے اکٹھا کیے تھے۔ حکومت نے پہلی نیلامیوں میں اہداف اور عرصیت دونوں کے بجائے پست رقوم قبول کیں، جیسا کہ جدول 3.1 سے ظاہر ہے۔ کمرشل بینکوں سے پست قرض گیری کی وجہ اجارہ صکوک کی دسمبر 2015ء میں ہونے والی کامیاب نیلامی تھی جس نے حکومت کی میزانی ضروریات پوری کرنے کا رواہتی بینکوں پر سے دباؤ گھٹا دیا۔⁸

منڈی کی سیالیت کی صورت حال اور 11 ستمبر 2015ء کو اعلان کردہ پالیسی ریٹ میں 50



بیسس پوائنٹس کٹوتی کے پیش نظر ثانوی بازار کا خط یافت ان تمام میعادوں کے معاملے میں نیچے کی طرف آگیا جن کی تین سال سے کم عرصیت آخر دسمبر 2015ء تک تھی (شکل 3.4)۔ تاہم تازہ ترین اعداد و شمار (14 مارچ 2016ء) کے مطابق خط یافت کا انتہائی سرائیکی پست ہوا ہے جو قلیل مدتی نرخوں سے طویل مدتی نرخوں کو کامیاب منتقلی کی علامت ہے۔ منتقلی کے اس طریقے نے کمرشل بینکوں کی پیش کردہ قرض گاری شرحیں بھی متاثر کیں۔

⁸ اضافی سیالیت کے حامل اسلامی بینک سرمایہ کاری کی راہیں تلاش کر رہے تھے کیونکہ اجارہ کی آخری نیلامی 18 مارچ 2014ء میں ہوئی تھی، اور 233.8 ارب روپے مالیت کی بہت سی نیلامیاں م س 16ء کی دوسری سہ ماہی میں عرصیت پوری کر چکی تھیں۔

پالیسی ریٹ گرنے کے رجحان کی پیروی میں قرضوں پر بہ وزن اوسط شرح سود بھی گرتی رہی اور دسمبر 2015ء کے دوران یہ ایک دہائی سے زائد عرصہ کی پست ترین سطح 7.3 فیصد تک چلی گئی، جبکہ جنوری 2015 میں یہ 10.3 فیصد تھی۔⁹ پہلی ششماہی کے دوران قرضوں پر بہ وزن اوسط شرح سود سے معلوم ہوتا ہے کہ م س 16ء میں قرض گیری کی لاگت 7.6 فیصد رہی جبکہ م س 15ء میں یہ 10.4 فیصد تھی۔ قرض گیری کی لاگت اتنی پست رہنے اور سیالیت کی نسبتاً مستحکم صورت حال کی بنا پر نجی کاروباری اداروں کو قرضہ بڑھ گیا، چنانچہ م س 16ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران رسد زربڑھنے کا ایک اہم سبب یہ بھی تھا۔

3.3 زری مجموعوں میں تبدیلیاں

م س 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران زروبیع کی رسد 479.7 ارب روپے بڑھ گئی جو کہ گذشتہ سال کی اسی مدت کے دوران ہونے والے اضافے 442.9 ارب روپے کے مقابلے میں معمولی سی زیادہ ہے (جدول 3.2)۔ تاہم فرق یہ ہے کہ گذشتہ برس سارے کا سارا اضافہ دوسری سہ ماہی میں ہوا تھا، اس سال اضافہ دونوں سہ ماہیوں میں دیکھا گیا۔ یہ تمام اضافہ کمرشل بینکوں سے میزانی قرض گیری اور نجی شعبے کو قرضے سے ہوا۔

واجبات کے پہلو سے م س 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران زیر گردش کرنسی میں 325.4 ارب روپے کا نمایاں اضافہ ہوا، جو کہ گذشتہ سال کی اسی مدت کے دوران ہونے والے اضافے سے تقریباً 2.6 گنا زائد ہے۔ اس اضافے کا بڑا سبب سال کی پہلی سہ ماہی کے دوران عید کی تعطیلات، اور بینکوں سے 50 ہزار روپے سے زائد تمام لین دین پر (نان فائلرز کے لیے) ودہولڈنگ ٹیکس کا نفاذ ہے۔ خاص طور پر م س 16ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران زیر گردش کرنسی 415.7 ارب روپے بڑھ گئی جبکہ دوسری سہ ماہی میں 90.2 ارب روپے کمی آگئی۔

جدول 3.2: زری مجموعوں میں مطلق تبدیلیاں						
ارب روپے						
	مالی سال 15ء		مالی سال 16ء			
	پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	پہلی سہ ماہی	
رسد زر (ایم ٹی)	-6.0	448.9	442.9	119.8	360.0	479.7
خالص ملکی اثاثے	25.2	368.9	394.1	8.2	321.0	329.2
اسٹیٹ بینک	-66.9	-140.3	-207.2	205.2	-71.6	133.6
کمرشل بینک	92.1	509.2	601.3	-197.0	392.6	195.5
خالص بیرونی اثاثے	-31.2	80.0	48.8	111.6	39.0	150.6
اسٹیٹ بینک	-8.2	74.7	66.5	150.9	28.8	179.7
کمرشل بینک	-23.0	5.3	-17.7	-39.3	10.2	-29.1
ماخذ: بینک دولت پاکستان						

ماخذ: بینک دولت پاکستان

⁹ قرضوں پر بہ وزن اوسط شرح سود 7.3 فیصد سے کم ہونے کا آخری واقعہ اپریل 2005ء میں پیش آیا تھا۔

کمرشل بینکوں کے لیے رقوم کے حصول کا بڑا ذریعہ نجی شعبے کی امانتیں ہیں جو م س 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران 144.4 ارب روپے بڑھیں (1.8 فیصد نمو) جبکہ گزشتہ سال اسی عرصہ میں 292.2 ارب روپے بڑھی تھیں (4.0 فیصد نمو)۔ تمام اضافہ (457 ارب روپے) سال کی دوسری سہ ماہی میں ہوا کیونکہ پہلی سہ ماہی کے دوران زیر گردش کرنسی میں بھاری اضافے کے بعد رقوم بینکوں میں واپس آنا شروع ہو گئیں۔

خالص بیرونی اثاثے

م س 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران بینکوں کے خالص بیرونی اثاثے 150.6 ارب روپے بڑھ گئے جو کہ گزشتہ سال کی اسی مدت میں ہونے والے اضافے سے تین گنا سے بھی زائد ہے۔ اس اضافے کا بڑا حصہ (111.6 ارب روپے) م س 16ء کی پہلی سہ ماہی میں مرکوز ہے، جب اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثے یورو بانڈ کے اجراء سے سرکاری رقوم کی آمد، حکومت کی طرف سے کمرشل قرض گیری، اور اتحادی سپورٹ فنڈ کی وصولی کی بنا پر بڑھ گئے۔

دوسری طرف م س 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران جدولی بینکوں کے خالص بیرونی اثاثے 29.1 ارب روپے گھٹ گئے۔¹⁰ تفصیلی تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایف ای 25 امانتوں کے عوض تجارتی مالکاری م س 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران 304 ملین ڈالر اضافے سے 1.5 ارب ڈالر تک پہنچ گئی۔ اس مالکاری کا بہت چھوٹا سا حصہ (59 ملین ڈالر) ایف ای 25 امانتوں میں اضافے کے ذریعے استعمال کیا گیا، جبکہ بیشتر رقوم غیر اقامتی افراد پر کمرشل بینکوں کے زرمبادلہ دعووں کے تصفیہ حساب (liquidation) کے ذریعے آئیں۔

خالص ملکی اثاثے

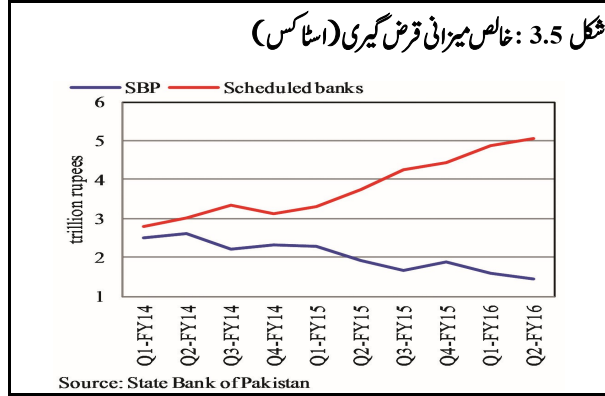
مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران بینکوں کے خالص ملکی اثاثے 329.2 ارب روپے (3.1 فیصد) بڑھ گئے جبکہ گزشتہ سال اسی مدت میں 394.1 ارب روپے (4.2 فیصد) بڑھے تھے۔ اجناسی کارروائیوں کی غرض سے لیے گئے قرضوں کی نسبتاً عمدہ واپسی اور میزانی مالکاری کے لیے محدود سرکاری قرض گیری اس پست اضافے کا بڑا سبب تھے۔ ان دو عوامل نے نجی شعبے کو قرضے میں ہونے والے اضافے کے اثرات کو جزوی طور پر زائل کر دیا۔

اعانت میزانیہ کے لیے سرکاری قرض گیری¹¹

م س 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران حکومت نے بینکوں سے 183.3 ارب روپے قرض لیا جبکہ گزشتہ سال اسی مدت کے دوران 199 ارب روپے لیا تھا۔ پہلی ششماہی میں بیشتر میزانی قرض گیری پہلی سہ ماہی میں کی گئی، دوسری سہ ماہی میں صرف 43.9 ارب روپے لیے گئے۔ حکومت نے اسٹیٹ بینک سے لیا گیا قرضہ واپس کرنے کا سلسلہ جاری رکھا، اس قرضے میں م س 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران 429.2 ارب

¹⁰ م س 16ء کی دوسری سہ ماہی میں جدولی بینکوں کے خالص بیرونی اثاثوں کا رجحان معکوس ہو کر 10.2 ارب روپے بڑھ گیا جس سے گزشتہ سہ ماہی میں ہونے والے سکڑاؤ کا جزوی ازالہ ہو گیا۔

¹¹ میزانی قرض گیری کے اعداد و شمار نقد بنیاد پر ہیں۔



روپے کی آگئی۔¹² اسٹیٹ بینک کو اس خالص ادائیگی سے حکومت ایس بی پی ایکٹ 1956ء کے تحت عائد ہونے والی پابندی یعنی میزانیہ کے لیے سہ ماہی قرض گیری صفر پر رکھنے کے قابل ہوئی نیز آئی ایم ایف کی طرف سے م س 16ء کی دونوں سہ ماہیوں کے لیے عائد ہدف بھی پورا ہوا۔ مزید برآں، حکومت کی میزانی ضروریات کچھل چند سہ ماہیوں کے دوران اسٹیٹ بینک سے بتدریج جدولی بینکوں کو منتقل ہو گئی ہیں، جیسا کہ شکل 3.5 سے ظاہر ہے۔¹³

جدول 3.3: اجناسی کارروائیوں کے لیے قرضے

ارب روپے

پہلی ششماہی م س 16ء	پہلی ششماہی م س 15ء	گندم
-47.9	-23.1	چینی
1.6	-2.0	کھاد
4.1	-0.5	کپاس
0.4	0.0	چاول
0.0	0.1	کل
-41.8	-25.6	ماخذ: بینک دولت پاکستان

نیٹوں، غیر بینک، اور بیرونی وسائل سے 944.4 ارب روپے قرض لیا جو اسی مدت کے دوران ہونے والے خسارے 515.2 ارب روپے سے خاصا زائد تھا۔

اجناسی کارروائیاں

اجناسی کارروائیوں کے لیے قرضے میں م س 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران 41.8 ارب روپے خالص کی آگئی جو کہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں کی جانے والی واپسی سے زائد تھی (جدول 3.3)۔ یہ ساری کی ساری کئی گندم کے قرضوں سے آئی، اور دیگر تمام اجناس کے لیے قرضوں میں زیر جائزہ عرصہ کے دوران معمولی اضافہ ہوا۔

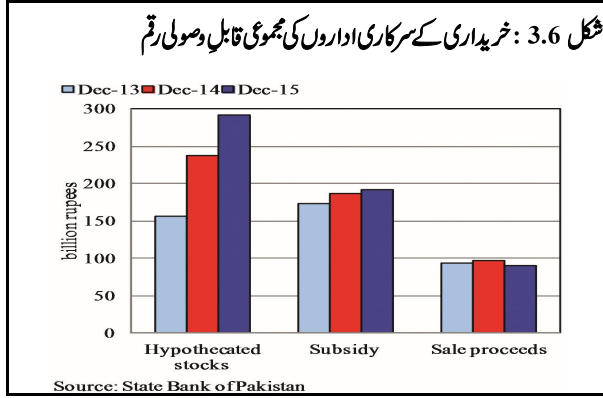
خریداری کرنے والے سرکاری اداروں کے پاس گندم کے ذخائر م س 16ء کی پہلی ششماہی کے خاتمے پر 7.4 ملین ٹن تھے جو کہ جون 2015ء کے خاتمے پر موجود ذخائر سے 1.6 ملین ٹن کم ہیں۔¹⁴ ذخائر کے اس استعمال کی بنا پر یہ سرکاری ادارے قرض واپس کرنے کے قابل ہوئے۔¹⁵

¹² حکومت نے م س 15ء اور م س 16ء دونوں کی پہلی اور دوسری سہ ماہیوں میں اسٹیٹ بینک کا قرضہ واپس کیا۔

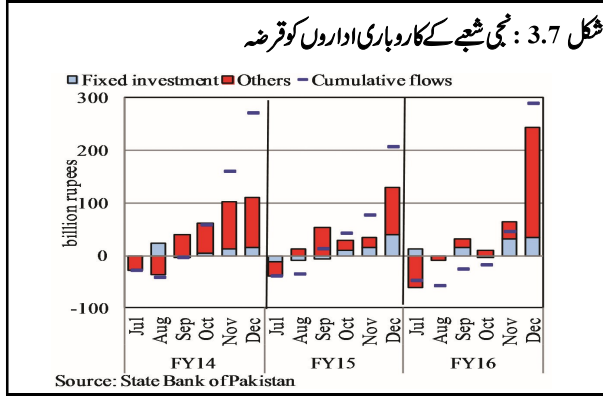
¹³ اسٹیٹ بینک سے حکومت کی قرض گیری کا حجم 15 جون 2015ء کو حالیہ عرصہ کی بلند ترین سطح 2,248 ارب روپے پر تھا جو آخر دسمبر 2015ء میں 1,457.5 ارب روپے رہ گیا۔

¹⁴ م س 15ء کے جولائی تا دسمبر عرصہ کے دوران اسٹاک میں 0.9 ملین ٹن کی ہوئی۔

¹⁵ یاد رہے کہ م س 15ء میں جی شے نے بین الاقوامی اور ملکی نرخوں میں فرق کا فائدہ اٹھانے کے لیے 0.7 میٹرک ٹن گندم درآمد کی۔ چنانچہ منڈی میں اس اضافی گندم کی بنا پر سرکاری ادارے اپنا ذخیرہ استعمال نہ کر سکے۔



گزشتہ سال کے برعکس کھاد کی درآمد کے لیے قرضوں میں خالص اضافہ ہوا۔ سر دیوں میں کھاد کی ملکی پیداوار میں متوقع کمی کے سبب کھاد کی قلت سے بچنے کے لیے حکومت نے جولائی تا دسمبر 2016ء کے دوران 1.6 ملین ٹن کھاد درآمد کی۔



سال کی پہلی ششماہی کے دوران اجناسی کارروائیوں کے قرضوں کی واپسی عمدہ رہی، اس کے باوجود متعلقہ قرضوں کا واجب الادا حجم دسمبر 2015ء کے خاتمے پر 1522.6 ارب روپے تک جا پہنچا۔ ان قرضوں کے بڑے حصے کو ضمانت (hypothecated stocks) کی مدد حاصل تھی، جیسا کہ شکل 3.6 سے ظاہر ہے۔ تاہم خریداری کی رقوم اور زراعت کی بنا پر دسمبر 2015ء کے خاتمے پر قابل وصولی رقوم 89.6 ارب روپے اور 192 ارب روپے تھیں۔ یہ رقوم بروقت وصول ہو جائیں تو اجناسی کارروائیوں کے لیے گئے قرضوں کا واجب الادا حجم گھٹانے میں مدد ملے گی۔

3.4 نجی شعبے کو قرضہ

میں 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران نجی شعبے کو قرضہ 352.9 ارب روپے بڑھ گیا جو گزشتہ سال اسی مدت کے دوران 222.3 ارب روپے تھا۔¹⁶ قرضے کا نمایاں حصہ نجی شعبے کے کاروباری اداروں نے حاصل کیا (جدول 3.4)۔ دسمبر 2015ء میں زیادہ قرضہ لیا گیا جس کی بنا پر سال کے سابقہ مہینوں کی سست روی کی بخوبی تلافی ہو گئی (شکل 3.7)۔¹⁷ یہ بات حیران کن بھی نہیں ہے کیونکہ نجی شعبے کا قرضہ عام طور پر نومبر سے لیا جاتا ہے اور اس کی وجہ قرضے کا دائرہ ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ دسمبر 2015ء میں رقوم کا مابانہ بہاؤ دسمبر 2014ء اور دسمبر 2015ء کے مابانہ اوسط بہاؤ سے دگننا زائد رہا اور یہ محض موسمی معاملہ نہیں ہے۔

¹⁶ اس اضافے کا ایک جزو، 16ء کی دوسری سرمایہ میں اسلامی بینکوں کے مخصوص اثاثوں کی نئی زمرہ بندی سے وابستہ کیا جاسکتا ہے۔ اگر اس اضافے کو نظر انداز کر دیا جائے تب بھی 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران نجی شعبے کو قرضے میں نمایاں اضافہ ہوا۔

¹⁷ میں 11ء سے 15ء کے دوران نجی شعبے کے کاروباری اداروں کا دسمبر کے مہینے میں اوسط قرضہ صرف 117 ارب روپے تھا جبکہ دسمبر 2015ء میں یہ 244 ارب روپے ہو گیا۔ دسمبر 2015ء میں اجناس کی پست قیمتوں کو مد نظر رکھا جائے تو نامیہ قرضے میں یہ زبردست اضافہ حیران کن معلوم ہوتا ہے۔ دراصل دسمبر کے دوران یہ بلند قرضہ بنیادی طور پر اشیاء سازی (غذائی اشیاء، مشروبات، ٹیکسٹائل، کیمیکل اور پیٹرولیم مصنوعات) تجارت (تھوک فروشی اور خوردہ فروشی)، اور زراعت (بڑی فصلیں) کو دیا گیا۔

جدول 3.4: نجی شعبے کے کاروبار کو قرضے (جولائی تا دسمبر)

ارب روپے

کل قرضہ	جاری سرمایہ	معیینہ سرمایہ کاری	تجارتی مالکاری	م	م	م	م	م	م
15ء	16ء	15ء	16ء	15ء	16ء	15ء	16ء	15ء	16ء
207.6	290.1	84.5	144.5	36.9	90.9	86.1	54.7	0.6	0.6
18.3	17.7	11.1	14.1	7.5	3.0	-0.3	0.6	0.6	0.6
114.6	164.4	27.1	92.6	19.8	20.5	67.7	51.3	0.6	0.6
15.0	4.9	-17.1	-19.3	9.5	8.4	22.6	15.8	0.6	0.6
57.7	82.6	34.8	72.5	-1.4	1.4	24.4	8.7	0.6	0.6
14.4	19.3	7.3	1.2	5.7	-2.1	1.3	20.2	0.6	0.6
2.2	40.9	-5.4	28.6	7.5	6.8	0.0	5.6	0.6	0.6
-4.4	20.4	6.5	3.2	-9.5	18.7	-1.4	-1.5	0.6	0.6
11.8	20.9	1.2	5.9	10.6	12.5	0.0	2.4	0.6	0.6
18.3	22.4	6.0	20.8	1.5	0.7	10.8	1.0	0.6	0.6
10.3	13.2	11.5	-7.1	-0.9	21.0	-0.3	-0.6	0.6	0.6
14.0	15.7	9.8	8.9	5.6	5.0	-1.4	1.8	0.6	0.6
24.6	15.4	11.4	6.0	2.2	9.6	11.0	-0.2	0.6	0.6

* دیگر میں شامل ہیں: مادی گیری، کانکنی، جہاز کشی، ہول، تعلیم، صحت، کمیونٹی خدمات اور دیگر نجی کاروبار۔ جولائی تا دسمبر م 16ء کے دوران دیگر میں تجارتی مالکاری میں کی زیادہ تر جہاز کشی کی وجہ سے آئی۔

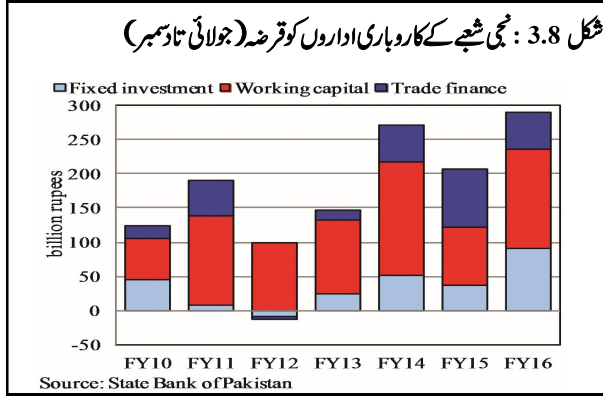
ماخذ: بینک دولت پاکستان

نجی شعبے کے قرضے کی طلب بلند رہنے کا سبب قرضے کی پست لاگت اور مارکیٹ کی بہتر صورت حال تھی۔ اسی طرح نجی شعبے کو قرضہ دینے پر بینکوں کی آمدگی اور اہلیت بھی بڑھی ہے، جس کا اظہار ان باتوں سے ہوتا ہے: (i) اسٹیٹ بینک کے بازار زر کے سودے کے ادخال کی تعداد اور حجم، (ii) م 16ء کی دوسری سہ ماہی میں امانتوں میں بلند نمونہ، (iii) حکومت کی میزانی قرض گیری کا نسبتاً پست رہنا، اور (iv) نجی شعبے کو قرضہ دینے پر نسبتاً بلند شرح منافع ہونا۔¹⁸

م 16ء میں نجی شعبے کو قرضے میں گزشتہ سال کی نسبت بہتری کا بنیادی سبب اشیا سازی کا شعبہ ہے، جس کے بعد کاروبار اور تجارت، تعمیرات، اور بجلی ہے۔ ماسوائے جہاز کشی کے (جسے م 15ء کے مقابلے میں م 16ء کے دوران مجموعی طور پر 13.4 ارب روپے کم ملے) اس بہتری کو وسیع البنیاد کہا جاسکتا ہے۔

م 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران جاری سرمائے اور معینہ سرمایہ کاری کے زمروں کے لیے قرضے میں زیادہ نمونہ ہوئی، جبکہ تجارتی مالکاری کے لیے قرضہ م 15ء کے مقابلے میں پست رہا۔ تجارتی مالکاری میں یہ پستی بنیادی طور پر نان ای ایف ایس قرضوں کی خالص واپسی کا نتیجہ تھی، جس نے مجموعی اعداد و شمار کو بھی پست کر دیا۔

¹⁸ تین سالہ پی آئی بی کی قاطع شرح ہائے سود اس سطح سے پست رہی ہیں جو جنوری 2015ء سے تقریباً سارے مہینوں میں قرضوں پر بہ وزن اوسط شرح سود کی سطح تھی۔



ایک خوش آئند بات یہ ہے کہ معینہ سرمایہ کاری کے لیے خالص قرضوں میں بتدریج اضافہ ہوا اور وہ م س 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران 90.9 ارب روپے تک جا پہنچے (شکل 3.8)۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بہت سی فرمیں معینہ سرمایہ کاری قرضے حاصل کر کے اپنی سرگرمیوں کو بڑھا رہی ہیں۔ جن شعبوں میں یہ توسیع قابل ذکر ہے ان میں بجلی کی پیداوار، ترسیل اور تقسیم، روڈ ٹرانسپورٹ، سڑکوں کی تعمیر، ٹیلی مواصلات، شکر، برقی تقسیم کی مشینری تیار کرنے

والے ادارے، سینٹ، کھاد، اور دواساز شعبے شامل ہیں۔ ان قرضوں کی نوعیت چونکہ وسط مدتی ہوتی ہے اس لیے معلوم ہوتا ہے کہ نجی شعبہ کم لاگت کی رقوم کا فائدہ اٹھا رہا ہے۔ معینہ سرمایہ کاری کے لیے قرضے میں مستحکم نمونہ ہونا ملک میں بحیثیت مجموعی سرمایہ کاری کے لیے، جو اس وقت جی ڈی پی کا تقریباً 15 فیصد ہے، نیک علامت ہے کیونکہ سرمایہ کاری کی موجودہ شرح علاقے کے دوسرے ملکوں سے خاصی کم ہے (باکس 3.1)۔

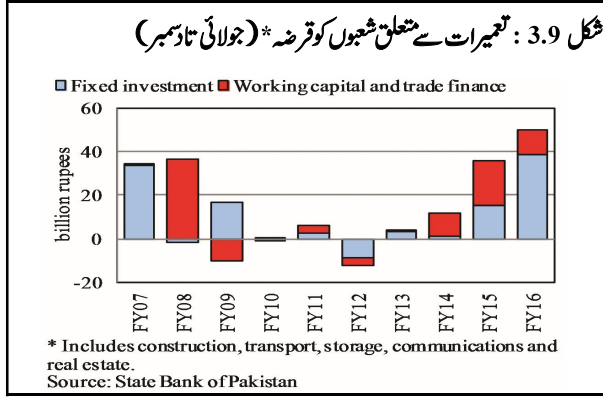
قرضے کی طلب کا تسلسل جاری رکھنے کے لیے سازگار زرعی حالات، اور اشیا سازی اور خدمات کے شعبوں کی بہتر کارکردگی کی ضرورت ہے۔ ایسا ہونا مستقبل میں نجی شعبے میں نمو کے لیے امید افزا ہوگا۔

زرعی شعبہ

م س 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران زرعی شعبے کو 17.7 ارب روپے قرضے کی خالص تقسیم ہوئی جبکہ م س 15ء کے اسی عرصہ میں 18.3 ارب روپے ہوئی تھی۔ تاہم م س 15ء کی دوسری سہ ماہی کی نسبت م س 16ء کی دوسری سہ ماہی میں قرضے کی تقسیم خاصی بلند تھی۔ اس قرضے کا سب سے زیادہ فائدہ گلہ بانی کو ہوا جسے دوسری سہ ماہی کے دوران شعبے کو ملنے والے قرضے کا نصف (8.7 ارب روپے) حاصل ہوا۔ م س 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران کمرشل بینکوں نے زرعی شعبے کو 220.1 ارب روپے کے بھاری قرضے دیے (ماسوائے واپسی کے) جبکہ گزشتہ سال کے اسی عرصہ میں یہ 204.8 ارب روپے تھے۔ مجموعی طور پر بلند قرضہ سارے کا سارا ترقی نی کے بجائے پیداوارنی کو ملا، اس عرصہ میں ترقی نی کو قرضہ 14.5 ارب روپے کم ہو گیا۔

اشیا سازی کا شعبہ

م س 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران اشیا سازی کے شعبے کو قرضے میں نمونہ 9.6 فیصد رہی جو گزشتہ سال اس مدت میں 7 فیصد رہی تھی۔ اس سال بیشتر قرضہ ٹیکسٹائل اور کیمیکل کے شعبوں نے لیا۔



زیر جائزہ مدت کے دوران ٹیکسٹائل شعبے کو قرضوں میں 82.6 ارب روپے خالص اضافہ ہوا جبکہ گزشتہ سال اسی مدت میں اضافہ 57.7 ارب روپے ہوا تھا۔ بیشتر اضافہ حسب معمول دوسری سہ ماہی میں ہوا جب ٹیکسٹائل فرموں کی جانب سے کپاس کی خریداری عروج پر تھی۔¹⁹ بیشتر قرضہ جاری سرمائے کی ضرورت سے لیا گیا، اس کے بعد تجارتی مالکاری کا نمبر آتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اجناس کے کم نرخوں اور محدود بین الاقوامی طلب کی بنا پر ٹیکسٹائل کی

برآمدات پست رہنے کے سبب (جولائی 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران سال بسال 9 فیصد گھٹ گئیں) ٹیکسٹائل صنعت خود کو وسیع کرنے کے لیے پرجوش نہیں ہے، کیونکہ معینہ سرمایہ کاری قرضوں میں ایک معمولی سا اضافہ حسابات کو متوازن کرنے، جدت لانے اور رد و بدل کی غرض سے ہوا۔

م 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران اشیا سازی کے ضمن میں سب سے زیادہ بہتری کیمیکل کے شعبے میں ہوئی جس نے 40.9 ارب روپے قرضہ لیا، جبکہ م 15ء کی اسی مدت میں صرف 2.2 ارب روپے لیا تھا۔ کیمیکل شعبے نے دونوں سہ ماہیوں میں قرضہ لیا اور بیشتر جاری سرمائے کے لیے لیا۔ کیمیکل میں 75 فیصد قرضہ کھاد کے شعبے کو لیا گیا، جس کا سبب یہ تھا کہ ملکی طلب کو پورا کرنے کے لیے یوریا سازی کے ملکی تیار کنندگان نے استعداد کا استعمال بڑھا دیا تھا۔²⁰

مجمعی شعبے کے دیگر کاروباری ادارے

تعمیرات سے متعلق شعبوں میں پیش رفت سے اقتصادی سرگرمیوں میں اضافے کا پتہ چلتا ہے، غالباً یہ سی پیک سے منسلک منصوبوں کے آغاز کی بنا پر ہوا۔²¹ مثال کے طور پر اس گروپ کا حاصل کردہ مجموعی قرضہ 49.8 ارب روپے تھا جو م 07ء کے بعد سے اس کی بلند ترین سطح ہے (شکل 3.9)۔ زیادہ بہتر امر یہ ہے کہ زمرہ وارڈیٹا سے پتہ چلتا ہے کہ بیشتر مالکاری معینہ سرمایہ کاری مقاصد کے لیے کی گئی۔

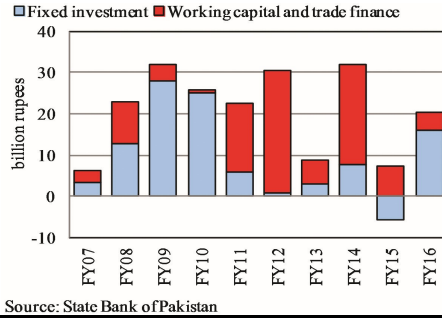
اسی طرح بجلی کی پیداوار، ترسیل اور تقسیم کے شعبے نے بھی م 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران 20.3 ارب روپے قرضہ حاصل کیا جبکہ گزشتہ سال اسی مدت میں یہ محض 11.7 ارب روپے تھا۔ اس سال بیشتر قرضہ (16 ارب روپے) معینہ سرمایہ کاری مقاصد کے لیے لیا گیا، جو کہ م 10ء کے بعد سے بلند ترین سطح ہے (شکل 3.10)۔ یہ شعبے کے لیے اچھی علامت ہے کیونکہ یہ گزشتہ چند سال سے نموبیں پیچھے رہا ہے۔

¹⁹ م 16ء کی پہلی سہ ماہی میں 18.7 ارب روپے کی خالص کمی ہوئی جو گزشتہ سال اسی عرصہ میں 14.8 ارب روپے تھی۔

²⁰ حکومت کی طرف سے گیس نرخوں میں رعایت پر آمادگی کو دیکھتے ہوئے یوریا کے تیار کنندگان نے 50 کلوگرام کے تھیلے کی قیمت 100 روپے گھٹانے پر اتفاق کر لیا ہے، نیز ڈی اے پی کھاد کے ہر تھیلے پر 500 روپے رعایت بھی منظور کر لی ہے۔ اس پست قیمت سے بھی طلب میں اضافہ ہوا ہوگا۔

²¹ اس میں تعمیرات، ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری، مواصلات اور ریل اسٹیٹ شامل ہے۔

شکل 3.10: بجلی کی پیداوار، ترسیل اور تقسیم کو قرضہ (جولائی تا دسمبر)

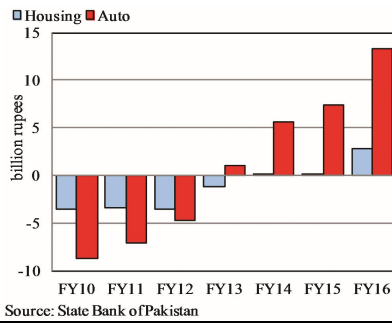


م س 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران خردہ تجارت کو مجموعی قرضہ 18.2 ارب روپے ملا، یہ گزشتہ سال کی اسی مدت میں لیے گئے قرضے کا 9 گنا ہے۔

صارفی مالکاری

م س 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران صارفی مالکاری سے 11.4 ارب روپے قرضہ لیا گیا جبکہ گزشتہ سال اسی مدت میں 12.3 ارب روپے لیا گیا تھا۔ تاہم سال کی دوسری سہ ماہی میں قابل ذکر بہتری آئی جب صارفین کو قرضے میں 16.3 ارب روپے اضافہ ہوا جبکہ م س 15ء کی دوسری سہ ماہی میں محض 6.8 ارب روپے اضافہ ہوا تھا۔ حالیہ اضافے کو گاڑیوں اور مکانات کے لیے قرضے سے منسلک کیا جا رہا ہے۔

شکل 3.11: پہلی ششماہی کے دوران صارفی مالکاری

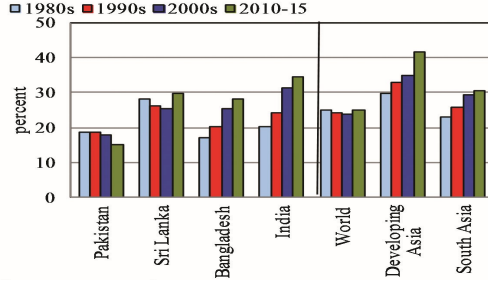


م س 16ء کی پہلی ششماہی کے پورے عرصہ کے دوران (خصوصاً دسمبر 2015ء کے دوران) کار مالکاری میں 13.3 ارب روپے اضافہ دیکھا گیا، جبکہ م س 15ء کی پہلی ششماہی میں 7.4 ارب روپے اضافہ ہوا تھا۔ اسی طرح مکانات کے لیے قرضوں میں بھی معقول نمو دیکھی گئی جو زیر جائزہ مدت کے دوران 2.7 ارب روپے رہی جبکہ گزشتہ سال اسی عرصہ میں 0.2 ارب روپے ہوئی تھی۔²² گاڑیوں اور مکانات کے لیے قرضوں میں نومبر 10ء سے دیکھی جا رہی ہے (شکل 3.11)، جب شرح سود گرنے لگی اور اسٹیٹ بینک نے 9 سال تک پرانی کاروں کے لیے قرضہ دینے کی اجازت دی۔ ابتدائی اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ کار مالکاری نے کاروں کے ملکی اسمبلروں کی فروخت کو فائدہ پہنچانا شروع کر دیا ہے، اور امید ہے کہ م س 16ء میں اس میں عمدہ نمو ہوگی (باب 2)۔

ان شعبوں کی متاثر کن کارکردگی کے باوجود م س 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران ذاتی قرضوں کی خالص واپسی میں 6 ارب روپے اس عرصہ کے دوران صارفی مالکاری میں مجموعی بہاؤ کو ماند کرنے کے لیے کافی تھے۔ پہلی سہ ماہی میں 13 ارب روپے کا سکلڈ گزشتہ چند سال میں تقسیم کیے گئے ذاتی قرضے کی بلند واپسی کی بنا پر آیا۔ اس کے باوجود یہ بات حوصلہ افزا ہے کہ م س 16ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران ذاتی قرضوں میں 7 ارب روپے اضافہ ہوا۔

²² مکاناتی قرضوں میں بیشتر اضافہ (1.5 ارب روپے) م س 16ء کی پہلی سہ ماہی میں ہوا۔

شکل 3.1.1: سرمایہ کاری اور جی ڈی پی کا باہمی تناسب



بکس 3.1: پاکستان میں بچت اور سرمایہ کاری پست کیوں ہے؟

پاکستان کے بیشتر اقتصادی مسائل بچت اور سرمایہ کاری کی شرحوں کے گرو گھومتے ہیں۔ پاکستان کا سرمایہ کاری پر نسبت جی ڈی پی تناسب تقریباً 15 فیصد ہے جو جنوبی ایشیا کے دوسرے ملکوں سے خاصا پست ہے، ان ملکوں میں یہ تناسب بڑھ رہا ہے (شکل 3.1.1)۔²³ یہی معاملہ بچت کی شرح کا ہے، پاکستان کا بچت بہ نسبت جی ڈی پی تناسب اوسطاً 14.5 فیصد ہے جبکہ جنوبی ایشیا کے دوسرے ملکوں میں یہ گزشتہ 36 برسوں میں 22.7 فیصد رہا ہے۔²⁴ پست بچت اور سرمایہ کاری شرحوں کے پیچھے کارفرما اہم عوامل درج ذیل ہیں جو حالیہ اسٹیٹ بینک اسٹاف نوٹ میں اجاگر کیے گئے۔²⁵

- **مالی شعبے کا کردار:** مالی شعبہ کسی معیشت میں ترقیات کی مالکاری میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ مالی شعبے کے اندر تخصیصی مالی اداروں کا کردار سرمایہ کاری اور طویل مدتی منصوبوں کے فروغ کے لیے بنیادی ہوتا ہے۔ یہ تاریخی حقیقت ہے کہ پاکستان نے طویل مدتی مالکاری تخصیصی مالی اداروں سے اختیار کی تھی مثلاً پبلک، آئی ڈی بی پی، این ڈی ایف سی، وغیرہ۔ تاہم یہ ادارے اپنی نالیوں، بدانتظامی، بڑھتے ہوئے غیر فعال قرضوں اور سرکاری خزانے پر اپنے بوجھ کی بنا پر اب ماضی کی تاریخ بن چکے ہیں۔ اس صورت حال نے معیشت میں ترقیاتی عمل سرمایہ کاری پر بھی منفی اثرات ڈالے ہیں۔ دوسری طرف پاکستان کے مالی شعبے میں اس وقت کمرشل بینکوں کو برتری حاصل ہے جو کہ طویل مدتی مالکاری کی خصوصی مہارت کے حامل نہیں ہیں کیونکہ ان کی قوم کے ذرائع یعنی امانتیں قلیل مدتی نوعیت کی ہوتی ہیں۔ ملکی بینکوں نے جس شعبے میں اثرات بڑھانے کی سخت کوشش کی ہے وہ شعبہ رہن مالکاری کا ہے۔
- **تیز رفتاری سرمایہ کاری:** پاکستان اگر اپنی آزادی کے بعد ہی سے بیرونی کمپنیوں کو مختلف شعبوں کی طرف راغب کرتا رہا ہے تاہم 2000ء کی دہائی کے وسط میں بیرونی سرمایہ کاری کی خاصی رقم بینکاری اور ٹیلی مواصلات کے شعبوں کی طرف لانے میں کامیاب رہا۔ بہر حال 2007ء کے بعد امن و امان کی کمی ہوتی صورت حال کی بنا پر، جس میں 2008-09ء کے عالمی مالی بحران کے اثرات بھی شامل ہو گئے، بیرونی سرمایہ کار پاکستان میں اپنا سرمایہ لگانے سے گریز کرنے لگے۔
- **بچت کی پست شرح:** بچت اور سرمایہ کاری کے فرق کو دور کرنے کے لیے اگرچہ بیرونی بچتیں اہم ہوتی ہیں تاہم کسی ملک میں سرمایہ کاری کے لیے رقم کا سب سے قابل بھروسہ ذریعہ اس کی اپنی بچت ہے اس معاملے میں بھی پاکستان کا ریکارڈ حوصلہ افزا نہیں ہے۔ پاکستان میں بچت کی شرح پست رہنے کے کئی اسباب ہیں، جیسا ذیل میں بتایا گیا ہے:
- **آمدنی:** بچت کا قریبی تعلق آمدنی سے ہوتا ہے۔ پاکستان میں بچت میں کمی کا ایک اہم سبب گزشتہ کئی برس سے حقیقی جی ڈی پی نمو کا مسلسل پست رہنا ہے۔
- **گرانی:** گرانی زیادہ ہوتو بچت کی مالیت کو گھٹا دیتی ہے، اور نامیہ شرح ہائے سود کو دیکھتے ہوئے، مالی وثیقہ جات میں بچت کو ناخسارے کا سودا ہے۔ پاکستان میں مئی 08ء سے 12 مئی 2012ء تک مسلسل پانچ سال گرانی دہرے عدد میں رہی جس سے اس عرصہ کے دوران بچت کی شرحوں میں کمی آئی۔
- **منافع کی شرح:** بچت کی شرح کو چیز سب سے زیادہ متاثر کرتی ہے وہ بچت پر منافع کی شرح ہے۔ پاکستان کے بارے میں ڈیٹا سے پتہ چلتا ہے کہ قومی بچت کی شرحیں عام طور پر حقیقی شرح سود کے رجحان کی پیروی کرتی ہیں۔ خاص طور پر نجی شعبے کی بچت کا حقیقی شرح سود کے ساتھ بہت مضبوط ربط ہے۔ اس کے ریاضیاتی ربط کا عددی سر 0.62 ہے۔²⁶
- **دیگر عوامل:** بچت کا رویہ متعین کرنے والے عوامل پر جو تجربی لٹریچر²⁷ دستیاب ہے اس میں بچت کی شرح کو متاثر کرنے والے اہم عوامل یہ بتائے گئے ہیں: تعلیم، مالی سوجھ بوجھ، ثقافت، مذہب، اور آبادیاتی عوامل (جیسے محنت مزدوری میں شرکت کی شرح، انحصار کی شرح، وغیرہ)

23 یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ میں اہم اتحادی کی حیثیت سے پاکستان نے گزشتہ ایک دہائی کے دوران بھاری قیمت ادا کی ہے جس میں سلامتی کوا لائن خدشات اور پست شرح سرمایہ کاری شامل ہے۔

24 جنوبی ایشیا کے یہ ممالک بنگلہ دیش، بھارت، نیپال اور سری لنکا ہیں۔

25 یہ مقالہ اس لنک پر موجود ہے:

Ali, Amjad (2016), Saving and Investment in Pakistan; SBP Staff Note, 01/16; January 2016
: <http://www.sbp.org.pk/publications/staff-notes/SavingInvestmentStaffNote-Jan-16.pdf>

26 اس تجربے میں امانتوں پر ہونے والے اوسط شرح سود استعمال کی گئی ہیں۔ اسٹیٹ بینک کے پالیسی ریٹ اور قومی بچت اسکیموں کی (اسٹیٹ سیونگ سرٹیفکیٹس پر) شرحوں کا امانتوں پر ہونے والا اوسط شرح سود کے ساتھ ریاضیاتی ربط بہت مستحکم ہے۔

27 Edwards, Sebastian 1995; Why are Savings Rates so Different Across Countries? An International Comparative Analysis; NBER Working Paper No. 5097; Kazmi, Aqdas Ali 2001; A Study on Saving Functions for Pakistan: The Use and Limitations of Econometric Methods; Lahore Journal of Economics; 6:2; Jul-Dec

- **بچتی مصنوعات کی کمی:** باضابطہ مالی شعبہ اس وقت اپنے صارفین کو بہت محدود نوعیت کی بچت مصنوعات پیش کر رہا ہے (مثال کے طور پر امانتیں، میوچل فنڈز)۔ جو لوگ مذہبی رجحان کی بنا پر سودی منافع ناپسند کرتے ہیں ان کے لیے بچتی مصنوعات اور بھی کم ہیں۔ چنانچہ لوگ رقم، سونا، زرمبادلہ اپنی تحویل میں یا بینک لاکر میں رکھنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس طرح کی بچتیں کہیں بھی شائع نہیں کی جاتیں۔
- **بچت رقوم جمع کرنے کی کوششوں کا فقدان:** ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بچت رقوم جمع کرنے والے ادارے مثلاً مرکزی محکمہ قومی بچت، اچاٹوں کے انتظام کی کمپنیاں اور کمرشل بینک صارفین کو راغب کرنے کے لیے مارکیٹ میں اپنے اثرات بڑھانے کی کوشش نہیں کرتے۔ بظاہر، بہت سے گھرانے ان بچت و شہید جات سے بھی واقف نہیں ہیں جو یہ ادارے پیش کرتے ہیں، چنانچہ لوگ بچت کی رقوم رکھنے کے لیے بینک لاکر استعمال کرنے لگتے ہیں۔
- **غیر دستاویزی معیشت کا بڑا حجم:** ملک میں بینکوں کا نظام پیچیدہ ہونے کی بنا پر گھرانے جان بوجھ کر بچت سے گریز کرتے ہیں کیونکہ بچت کے طریقوں میں دستاویز بنانی پڑتی ہے۔
- **دشوار کاروباری حالات:** گذشتہ کئی برسوں سے ملک میں دہشت گردی، بڑے شہروں میں امن و امان کی مگلوٹی ہوئی صورت حال اور توانائی کی قلت نے پاکستان میں کاروبار کے لیے ماحول دشوار بنا دیا، جس سے حالیہ برسوں میں نہ صرف بیرونی سرمایہ کار پاکستان سے گریزاں رہے بلکہ ملکی کاروباری اداروں کی بھی حوصلہ شکنی ہوئی کہ وہ اپنی سرمایہ کاری بڑھائیں۔ کاروبار کرنے میں آسانی کے عالمی بینک کے اشاریے میں پاکستان کا درجہ مسلسل گر رہا ہے۔ 2005ء اور 2015ء کے درمیان یہ اشاریہ 51.5 فیصد بڑھ چکا ہے۔
- **پالیسی کووریج:** اب پاکستان میں اگرچہ مناسب سیاسی استحکام پایا جاتا ہے، ماضی میں یہاں سیاسی حکومتیں بار بار تبدیل ہوتی رہیں جس کی وجہ سے اقتصادی فیصلہ سازی میں معیار اور توازن کا خیال نہیں رکھا گیا۔²⁸ پالیسی سازی میں ایسی کمزوریوں سے نہ صرف موجودہ کاروباری اداروں پر اثر پڑا بلکہ نئی سرمایہ کاری بھی دور چلی گئی۔
- **سرکاری شعبے کی سرمایہ کاری میں کمی:** سرکاری شعبے کی سرمایہ کاری خاص طور پر انفراسٹرکچر میں، نجی سرمایہ کاری کو ترغیب دیتی ہے اور نمو کو مدد ملتی ہے۔ تاہم پاکستان میں سرکاری سرمایہ کاری کا تناسب گرتا جا رہا ہے، جو 1990ء کی دہائی میں اوسطاً 9.5 فیصد سے گرا کر کم 15.5 فیصد ہو گیا۔ اس کا ایک اہم سبب ٹیکس اور جی ڈی پی کے بہت تناسب اور قلیل بیرونی سرمایہ کاری کی بنا پر بڑھتی ہوئی مالیاتی رکاوٹیں ہیں، جن کی موجودگی میں حکومت ترقیاتی منصوبوں پر زیادہ خرچ کرنے کے قابل نہیں رہتی۔
- **حالیہ بہت گرائی، ادائیگیوں کے توازن کی بہتر صورت حال اور امن و امان کے بہتر حالات کی بنا پر پالیسی سازوں کے لیے موقع پیدا ہوا ہے کہ وہ توانائی کی قلت، بہتر نظم و نسق اور سرکاری سرمایہ کاری بہتر بنانے جیسے ساختی مسائل حل کریں۔ بہت گرائی سے شہری گھرانوں کے لیے بھی بچت کرنے کی گنجائش پیدا ہوگی۔ تاہم دیہی بچت کی شرح بڑھانا اجناس کی موجودہ بہت قیمتوں کی بنا پر ایک چیلنج ہو سکتا ہے۔ اسی طرح، مربوط اقتصادی پالیسیوں کے ساتھ ایک کاروبار دوست ماحول اشیا ساز اداروں کو مناسب ترغیب فراہم کر سکتا ہے کہ وہ قدری سلسلے میں قدم بڑھائیں، اور ٹیکنالوجی میں سرمایہ لگائیں جس سے وہ بہت قدر کی مصنوعات تیار کرنے کے بجائے بلند قدر کی مصنوعات تیار کرنے کے قابل ہو سکیں گے۔**

3.5 مہنگائی

اجناس (خصوصاً تیل کے) بین الاقوامی نرخوں میں مسلسل کمی اور زری توسیع کے محدود رہنے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عمومی گرائی صارف اشاریہ قیمت م س 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران اوسطاً 2.1 فیصد کم ہو گیا، جبکہ گذشتہ سال اسی مدت میں یہ 6.1 فیصد تھا۔ یہ ایک نمایاں کمی ہے تاہم اس عرصہ کے دوران ہونے والی ایک اہم پیشرفت پر پردہ ڈال رہی ہے اور وہ یہ ہے کہ گرائی بہت ترین سطح پر پہنچ چکی تھی۔ دوسری سہ ماہی کے تینوں مہینوں کے دوران سال بسال مہنگائی رفتہ رفتہ بڑھتی رہی اور دسمبر 2015ء میں 3.2 فیصد تک جا پہنچی جبکہ رواں مالی سال کی پہلی سہ ماہی میں بتدریج کمی دیکھی گئی تھی۔ چنانچہ م س 16ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران اوسط مہنگائی 2.5 فیصد ہو گئی جو کہ پہلی سہ ماہی میں 1.7 فیصد تھی (جدول 3.5)۔²⁹

اس کمی کے بڑے اسباب یہ تھے: (i) م س 16ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پاکستانی روپے کی قدر میں ہونے والی کمی کا تاخیری اثر، (ii) کئی غذائی اشیا خصوصاً دالوں، چائے اور چند تلف پذیر اشیا کے نرخوں میں اضافہ،^{30,31} (iii) بہت سی پرتعیش اور غیر موسمی اشیا پر ریگولیٹری ڈیوٹیوں کا

²⁸ مثال کے طور پر کھاد، بجلی اور سی این جی شعبوں میں سرمایہ کاری کے لیے کئی ترغیبات دی گئی تھیں اور وعدہ تھا کہ گیس کی رسد بلا تعطل جاری رہے گی۔ تاہم یہ وعدہ گیس کے دستیاب وسائل کے درست تجزیے کے بغیر کیا گیا تھا۔

²⁹ سال بسال گرائی میں تخفیف اضافہ حیران کن نہیں ہے۔ گرائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت مسلسل کمی سے ستمبر 2015ء میں سال بسال صرف 1.3 فیصد تک گرائی، اور نومبر 2014ء سے ستمبر 2015ء تک مسلسل گیارہ مہینے تھوک اشاریہ قیمت میں کمی ہوئی چنانچہ قیمتوں کی تقلیل پر معاشرے کے چند طبقوں نے تعویض ظاہر کی۔ تاہم تفصیلی تجزیے سے پتہ چلتا ہے کہ عمومی گرائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت مستقبل قریب میں بہت ترین ہو جائے گی (اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ م س 15ء میں قیمتوں کی تقلیل پر خصوصی نیکش 2)۔

³⁰ اس کے علاوہ م س 16ء کی دوسری سہ ماہی میں بجلی اور گیس کے سال بسال نرخ بھی بالترتیب 3.4 فیصد اور 9.9 فیصد بڑھ گئے، جبکہ م س 15ء کی دوسری سہ ماہی میں بجلی کے چار جز صرف 1.2 فیصد بڑھے تھے اور گیس کے نرخ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔

³¹ م س 16ء کی پہلی سہ ماہی میں حکومت کو حاصل کیے گئے سامان تھا چنانچہ دوسری سہ ماہی میں اس نے حاصل کیے لیے کئی اضافی اقدامات کیے، مثلاً ریگولیٹری ڈیوٹیوں کا نفاذ اور کسٹم ڈیوٹی میں اضافہ، نیز، دوسری سہ ماہی میں اس نے پیٹرول اور ہائی اسپید ڈیزل پر ٹیکس کے ریٹ بھی بڑھا دیے۔

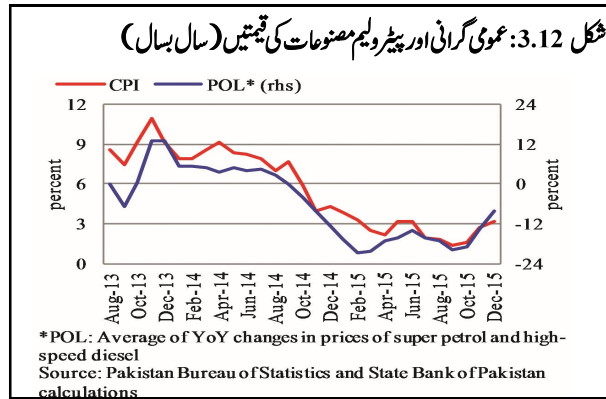
جدول 3.5: گرانی لحاظ صارف اشاریہ قیمت (فیصد)

قوزی	مجموعی	غذائی	غیر غذائی	توانائی	غیر غذائی غیر توانائی	تراشیدہ	صافی کا نسبتی مستحکم جز
مئی 15ء	7.5	6.6	8.2	9.1	8.0	7.3	8.2
پہلی سہ ماہی	4.7	3.6	5.5	-2.5	7.1	5.5	7.4
دوسری سہ ماہی	6.1	5.1	6.9	3.0	7.6	6.4	7.8
پہلی ششماہی	3.2	1.9	4.2	-6.1	6.2	4.2	6.5
تیسری سہ ماہی	2.8	2.0	3.4	-5.0	4.9	3.6	5.2
چوتھی سہ ماہی	1.7	0.3	2.6	-3.5	3.9	2.8	4.3
مئی 16ء	2.5	1.8	3.0	-1.2	3.8	2.8	4.4
پہلی سہ ماہی	2.1	1.0	2.8	-2.4	3.8	2.8	4.3

”صارف اشاریہ قیمت کا نسبتی مستحکم جز (Relative Stable Component of CPI)، اس کا تفصیلی طریقہ کار اور گروپ دار اجزاء بشمول اوزان اس ویب پر دیکھے جاسکتے ہیں:

<http://www.sbp.org.pk/publications/wpapers/2013/wp66.pdf>

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات اور بینک دولت پاکستان



نفاذ، اور کسٹم ڈیوٹیوں میں ایک فیصدی درجہ اضافہ، اور (iv) پیٹرولیم کے نرخوں میں (نومبر 2015ء سے) نافذ العمل اضافہ (شکل 3.12)۔

اگر صارف اشاریہ قیمت باسکٹ سے اجتناس کے دوسب سے زیادہ متغیر گروپوں کو الگ کر کے دیکھا جائے تو مئی 16ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران غیر غذائی غیر توانائی گرانی اوسطاً 3.8 فیصد رہی۔ یہ نہ صرف گذشتہ سال کی اسی سہ ماہی کے

دوران موجود غیر غذائی غیر توانائی گرانی (7.1 فیصد) کی سطح سے خاصی پست ہے بلکہ مئی 16ء کی پہلی سہ ماہی کی سطح سے بھی معمولی سی کم ہے۔ اسی طرح مئی 16ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران صارف اشاریہ قیمت - نسبتی مستحکم جز (RSC) میں 4.4 فیصد اضافہ درج کیا گیا جو کہ مئی 15ء کی دوسری سہ ماہی میں 7.4 فیصد رہا تھا۔ ان تمام قوزی اظہاریوں سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ عمومی گرانی میں حالیہ اضافے میں بڑی حد تک غذائی اور توانائی گروپوں کے براہ راست اور بالواسطہ دونوں اثرات کارفرما ہیں۔

غذائی گروپ کا حصہ صارف اشاریہ قیمت باسکٹ میں ایک تہائی سے زائد ہے، مئی 16ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران غذائی گروپ میں 1.8 فیصد اوسط گرانی ہوئی جبکہ مئی 16ء کی پہلی سہ ماہی میں صرف 0.3 فیصد ہوئی تھی۔ چند اجتناس (بشمول پیاز، ٹماٹر، چائے، سگریٹ، چنا

اور متعلقہ اشیا کی قیمتوں میں تیزی سے ہونے والا اضافہ اس نمو کا بڑی حد تک سبب تھا، گرائی ظاہر کرنے والی مرکب غذائی اشیا کی تعداد دونوں سہ ماہیوں کے دوران کم و بیش برقرار رہی۔³² اس اضافے کو مختلف عوامل کا نتیجہ قرار دیا جاسکتا ہے مثلاً چائے کی بین الاقوامی قیمتوں میں اضافہ، چنے کی فصل کو ہونے والے نقصانات، اور سگریٹ پرفیڈرل ایکسٹرنڈیوٹی میں اضافہ۔^{33,34,35}

صارف اشاریہ قیمت باسکٹ کے ذیلی اشاریوں میں سب سے زیادہ اضافہ الکحل مشروبات اور تمباکو گروپ میں دیکھا گیا۔³⁶ اس گروپ کی اوسط مہنگائی رواں مالی سال کی پہلی ششماہی میں 18 فیصد رہی جبکہ مئی 15ء کی اسی مدت میں 22 فیصد رہی تھی، کیونکہ بعض اشیا (جیسے سگریٹ) ملک کے مختلف علاقوں میں خوردہ سے زائد نرخوں پر بیچی جا رہی ہے۔³⁷

مئی 16ء کی دوسری سہ ماہی میں ایک اور اہم پیشرفت ٹرانسپورٹ گروپ میں سال بسال 8.6 فیصد قیمتوں کی تقلیل ہے جو کہ پہلی سہ ماہی میں 11.6 فیصد کے مقابلے میں کم ہے۔ مئی 16ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پیٹرولیم مصنوعات کی خوردہ قیمتوں میں دوبارگی کے بعد نومبر 2015ء میں درحقیقت اضافہ بھی کیا گیا۔³⁸ اس کے علاوہ دسمبر 2015ء میں پیٹرولیم کی قیمتیں عالمی سطح پر تیزی سے کمی کے باوجود ملک میں جوں کی توں رکھی گئیں۔ چنانچہ تیل کی عالمی قیمتوں میں کمی کے فوائد ملکی صارفین کو پہنچانے کا سلسلہ دوسری سہ ماہی میں کسی حد تک سست پڑ گیا۔ تاہم یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ صارفین کو فائدہ پہنچانے کا سلسلہ علاقے کے دوسرے ملکوں اور ترقی یافتہ ملکوں کی نسبت پاکستان میں اب بھی مستحکم ہے (باکس 3.2)۔³⁹

مئی 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران دیگر اشاریوں کے علاوہ مکاناتی خدمات (کرایہ مکان، پانی، گیس، اور بجلی) میں 5.1 فیصد سال بسال اوسط گرائی ہوئی، جبکہ گذشتہ سال کی اسی مدت میں 7.3 فیصد ہوئی تھی۔⁴⁰ مزید برآں، اس گروپ میں مہنگائی دونوں سہ ماہیوں کے دوران نمایاں طور پر مستحکم رہی۔ مئی 16ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران کرایہ مکان میں نسبتاً پست گرائی نے ستمبر 2015ء کے دوران گھریلو صارفین کے لیے گیس نرخوں میں ہونے والے اضافے کو بخوبی زائل کر دیا۔

32 تلف پذیر غذائی اشیا کے نرخ مئی 16ء کی دوسری سہ ماہی میں سال بسال 0.7 فیصد بڑھ گئے جبکہ پہلی سہ ماہی میں 9.8 فیصد گر گئے تھے۔

33 چائے کی بین الاقوامی قیمتوں میں اضافے کی پیروی میں ملکی قیمتیں بھی بڑھ گئیں۔ ملکی طلب میں مومی اضافے نے بھی چائے کی قیمتیں بڑھانے میں اپنا کردار ادا کیا۔

34 چنے کی فصل کو ہونے والے نقصانات کے پیش نظر حکومت نے ستمبر 2015ء میں 50 ہزار ٹن چندا درآمد کرنے کی اجازت دی۔

35 سگریٹ کی فروخت پرفیڈرل ایکسٹرنڈیوٹی 3,030 روپے فی ہزار سگریٹ بھی بنے بڑھا کر 3,155 روپے کر دیا گیا۔ ایس آر او 1181/1/2015

36 اس گروپ میں صرف سگریٹ، پان اور چھالی شامل ہیں۔

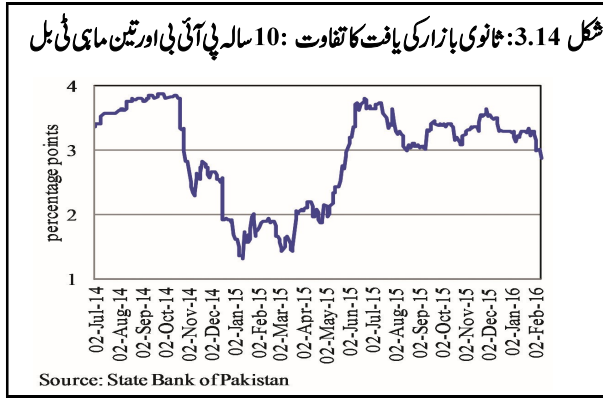
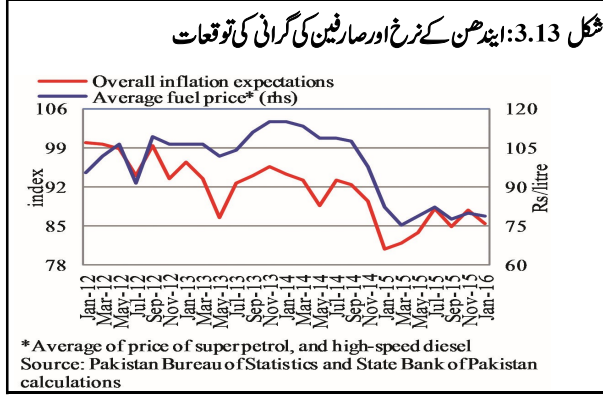
37 سگریٹ کے علاوہ مشروبات اور مٹی کا تیل تیار کنندگان/حکومت کے مقرر کردہ نرخوں پر فروخت ہو رہا ہے۔ یہ بات صارف اشاریہ قیمت کے تفصیلی ڈیٹا سے ظاہر ہے۔ نیز

اس مسئلے کو اسٹیٹ بینک کی پاکستانی معیشت کی کمیٹی نے پورٹوں میں کئی بار اجاگر کیا جا چکا ہے تاہم متعلقہ حکام کی طرف سے قیمتوں کی گمرانی سے ہونے والا فائدہ اب تک حاصل نہیں ہوا ہے۔

38 نومبر 2015ء میں پیٹرول اور ڈیزل کے نرخ بالترتیب 2.5 روپے اور 1.75 روپے فی لٹر بڑھ دیے گئے تھے۔

39 تیل کے پست عالمی نرخوں کا فائدہ ملکی صارفین کو فروری 2016ء میں پہنچایا گیا۔

40 صارف اشاریہ قیمت باسکٹ میں اشاریہ کرایہ مکان کا وزن 29.41 فیصد ہے۔ اس گروپ میں کرایہ مکان، بجلی، گیس، پانی، مٹی کا تیل، جلانے کی لکڑی، تعمیراتی سامان اور تعمیرات سے متعلق اجرت کی شرح شامل ہے۔



عمومی منظر نامہ

جنوری 2016ء میں صارفین کی توقعات کے سروے کے حالیہ اعداد سے پتہ چلتا ہے کہ گذشتہ سروے کی نسبت مہنگائی کی توقعات میں نمایاں کمی کا اظہار کیا ہے۔ اگلے چھ ماہ کے دوران اجناس کے تمام گروپوں میں پست مہنگائی کی توقعات نمایاں ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صارفین نے تیل کی عالمی قیمتوں میں تیزی سے کمی کے ممکنہ اثرات اور ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کے استحکام سے خاصی امیدیں وابستہ کر لی ہیں (شکل 3.13)۔^{41,42}

تیل کی خام قیمتوں، جو 12 سال کی پست ترین سطح پر ہیں، میں مسلسل کمی کے رجحان کی پیروی میں حکومت نے فروری اور مارچ 2016ء میں پیٹرول کی ملکی قیمتیں بالترتیب 6.6 فیصد اور 11.9 فیصد کم کر دیں۔⁴³ معلوم ہوتا ہے کہ ایندھن کی پست قیمتوں کے براہ راست اور بالواسطہ دونوں

اثرات گرانی کے اس دباؤ کو کسی حد تک زائل کر دیں گے جو سال کی دوسری سہ ماہی میں اضافی ٹیکس عائد ہونے سے پیدا ہوا تھا۔

صارفین کی توقعات کے سروے کی طرح، گرانی کی توقعات کا مارکیٹ سے منسلک اظہار یہ (طویل مدتی اور قلیل مدتی سرکاری تمسکات کے مابین یافت کا تفاوت) بھی مستقبل میں پست گرانی کی نشان دہی کرتا ہے۔ خاص طور پر، 10 سالہ پی آئی بی اور 3 ماہی ٹی بلوں کے مابین ثانوی بازار کی یافت کا تفاوت اکتوبر اور نومبر 2015ء میں آہستہ آہستہ بڑھنے کے بعد دسمبر 2015ء کے پہلے ہفتے سے بتدریج گھٹنے لگا ہے (شکل 3.14)۔⁴⁴ اس کا مطلب ہے کہ مارکیٹ کو مستقبل میں مہنگائی کا دباؤ پست رہنے کی توقع ہے۔

41 شرح مبادلہ 16:1 کی پہلی سہ ماہی میں گرنے کے بعد گذشتہ چند ماہ میں 104 روپے سے 105 روپے فی ڈالر کے محدود سے دائرے میں حرکت کر رہا ہے۔

42 درحقیقت حکومت نے پیٹرول اور ہائی اسپیڈ ڈیزل کے نرخوں میں بالترتیب 8.84 روپے اور 4.67 روپے فی لٹر کی کمی کی ہے۔

43 تیل کی عالمی قیمتیں 2015ء میں 12 سال کی پست ترین سطح تقریباً 35 ڈالر فی بیرل تک گر گئیں، اور 2016ء میں بھی خاصی کم رہنے کا امکان ہے۔ پاکستان میں پیٹرول اور ہائی اسپیڈ ڈیزل کے نرخ اکتوبر 2014ء سے دسمبر 2015ء تک اوسطاً بالترتیب 26.4 فیصد اور 22 فیصد گر گئے۔

44 دس سالہ پی آئی بی کے ثانوی بازار کی یافت جنوری 2016ء میں 21 پیسے پوائنٹس کم ہو گئی جبکہ نومبر اور دسمبر 2015ء کے دوران 7 پیسے پوائنٹس اضافی اضافہ ہوا تھا۔

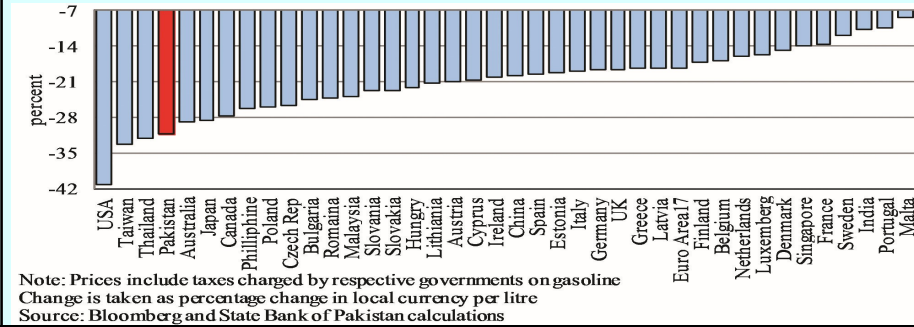
پاکس: 3.2 پاکستان میں تیل کی قیمتوں کی منتقلی کا معاملہ

تیل کی قیمتوں میں جولائی 2014ء سے متواتر کمی کے بعد بہت سے ملکوں نے اپنی ایندھن کی قیمتیں کم کر لیں جس سے دنیا بھر میں گرانی کی تخفیف میں بھی مدد ملی۔⁴⁵ اس بڑے حجم سے قیمتوں کی منتقلی نے اس تصور کو جنم دیا کہ پیٹرولیم مصنوعات کی عالمی اور ملکی قیمتوں کے مابین فرداً فرداً (one-to-one) کوئی تعلق پایا جاتا ہے۔ اسی طرح پاکستان میں بعض تجزیہ کار تیل کے نرخوں میں کمی کو صرف ملکی گرانی میں تخفیف سے منسلک کرتے ہیں۔ ہم یہاں ان دو نکات کا مختصر جائزہ لیتے ہیں۔

الف۔ قیمتوں کی منتقلی اور فرداً فرداً تعلق

پاکستان نے تیل کی عالمی قیمتوں میں کمی کا فائدہ ملکی صارفین کو پہنچانے کے معاملے میں محتاط پالیسی اختیار کی ہے۔ ایک طرف، پاکستان نے تیل کی قیمتوں میں علاقے کے دوسرے ملکوں کے مقابلے میں خاصی کمی کی ہے (شکل 3.2.1)، دوسری طرف اس نے صارفین کو پہنچایا جانے والا کچھ ممکنہ فائدہ روک بھی رکھا ہے۔ اس پالیسی کے نتیجے میں حکومت نہ صرف کچھ حاصل وصول کرنے کے قابل ہوئی بلکہ ملک میں طلب کا بندوبست رکھنے میں بھی مدد ملی۔

شکل 3.2.1: اکتوبر 14ء تا فروری 16ء منتخب ملکوں میں کیسولین کی خردہ قیمت میں تبدیلی



تیل کے نرخوں میں کمی کے نتیجے میں نہ صرف تیل کی طلب میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ دوسری صارفین اشیا کی بھی طلب بڑھ جاتی ہے (کیونکہ صارفین اپنی بچی ہوئی رقم سے دوسری اشیا خرید لیتے ہیں)۔ اس کے نتیجے میں اضافی طلب بڑھ سکتی ہے، چنانچہ عام قیمتوں اور اضافی قیمتوں میں غیر مطلوب تغیر پیدا ہو سکتا ہے۔

قیمتوں کی منتقلی میں محتاط رویہ اپنانے سے حکومت کو ملک میں قیمتوں کی تقلیل کی صورت حال سے بچنے میں بھی مدد ملی، جو کہ معاشی سرگرمیوں کے لیے زیادہ نقصان دہ ہے۔⁴⁶ علاقے کے دوسرے ملکوں کے مقابلے میں پاکستان میں گزشتہ بڑھ سال کے دوران گرانی زیادہ مستحکم رہی۔⁴⁷ یہ بات قابل ذکر ہے کہ تائیوان اور تھائی لینڈ جیسے بعض ملکوں کو قیمتوں کی تقلیل کا سامنا کرنا پڑا جس کا بنیادی سبب یہ تھا کہ انہوں نے تیل کی متواتر گرتی ہوئی قیمتوں کا فائدہ اپنے ملکی صارفین کو بڑی تیزی سے منتقل کر دیا۔⁴⁸

مزید برآں، قیمتوں میں بلند تغیر مجموعی طور پر معیشت کے لیے نقصان دہ ہے، کیونکہ یہ کاروباری فیصلہ سازی میں بے یقینی لاتا ہے۔ چنانچہ اقتصادی نقطہ نظر سے حکومت کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ عالمی اور ملکی قیمتوں کے مابین ایک محفوظ خلا (buffer) برقرار رکھے تاکہ ملکی قیمتوں میں استحکام رہے۔

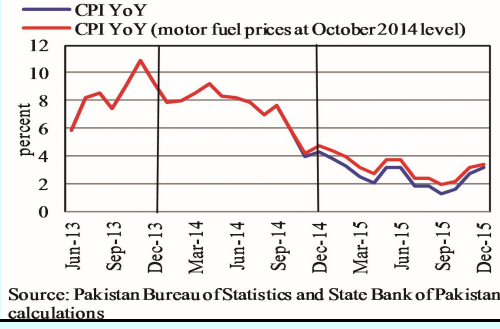
45 تیل کی بین الاقوامی قیمتیں جولائی 2014ء میں 105.2 ڈالر فی بیرل سے متواتر گرنے لگیں اور دسمبر 2015ء میں 36.5 ڈالر فی بیرل تک آ گئیں۔

46 تفصیل کے لیے دیکھئے م س 15ء کی اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ میں قیمتوں کی تقلیل کا تجزیہ خصوصی سیکشن 2۔

47 جولائی 2014ء سے دسمبر 2015ء تک سال بسال گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت کے تغیر کا عددی پاکستان کے معاملے میں پست ہے جبکہ فلپائن، سنگاپور، سری لنکا، تائیوان، تھائی لینڈ، اورویت نام کے معاملے میں بلند ہے۔

48 جنوری 2015ء سے اگست 2015ء تک تائیوان قیمتوں کی تقلیل کا شکار رہا، جبکہ تھائی لینڈ کو جنوری 2015ء سے جنوری 2016ء تک سال بسال بنیاد پر قیمتوں کی تقلیل کا سامنا کرنا (ماخذ: ہیورا پینا لینکس)۔

شکل 3.2.2: موثر ایندھن کی پست قیمتوں کے عمومی گرانی پر براہ راست اثرات



پاکستان میں ایندھن کی ملکی قیمتوں کا اعلان اوگرا (آئل اینڈ گیس ریگولیٹری اتھارٹی) کرتی ہے جس کے لیے تیل کی ملکی اور بین الاقوامی قیمتوں کے ربط کے لیے ایک طریقہ کار مقرر ہے۔ عام طور پر حکومت بین الاقوامی قیمتوں اور یا شرح مبادلہ میں رد و بدل سے مطابقت پیدا کرنے کے لیے ملکی قیمتوں میں مابعد رد و بدل کرتی ہے۔ تاہم یہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ قیمتوں میں تبدیلی بہت سے عوامل مثلاً ٹیکس، زرینی کرایہ، اور تقسیم کاروں اور یا ڈیلروں کا منافع وغیرہ کی بنا پر فراہم کنندہ کی جاسکتی۔⁴⁹

ب۔ کیا تیل کی گرانی ہوئی قیمتیں کم پہنچانی کا واحد سبب ہیں؟

تیل کے نرخ صارف اشاریہ قیمت باسکٹ کی اشیا اور خدمات کی قیمتوں پر براہ راست اور بالواسطہ دونوں طرح کے اثرات ڈالتے ہیں۔⁵⁰ تیل کے نرخوں کے بالواسطہ اثرات کو ناچنا نسبتاً مشکل ہوتا ہے، تاہم براہ راست اثرات کا تخمینہ آسانی سے لگایا جاسکتا ہے۔

اس مقصد کے لیے ہم نے اکتوبر 2014ء کے بعد سے عمومی گرانی کا دوبارہ تخمینہ تیل کی قیمتیں اکتوبر 2014ء کی سطح پر فرض کرتے ہوئے لگایا، اور اس کا موازنہ حقیقی شرح گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت کے ساتھ کیا (شکل 3.2.2)۔ پاکستان میں تیل کے نرخوں میں کمی کے براہ راست اثرات کو منہا کر دیا جائے تب بھی گرانی میں کمی کارخانہ دکھائی دیتا ہے۔⁵¹ پاکستان میں گرانی درحقیقت دسمبر 2013ء ہی سے گرانی شروع ہو گئی تھی جب کہ تیل کی عالمی قیمتیں بعد میں، جولائی 2014ء سے گرانی شروع ہوئیں۔

خلاصہ یہ کہ تیل کے نرخوں میں کمی گرانی میں حالیہ تخفیف کا ایک اہم عنصر ہے، تاہم دیگر عوامل مثلاً اجناس (گندم، چاول اور خوردنی تیل) کے پست نرخوں نے بھی گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت میں کمی لانے میں اپنا حصہ ڈالا۔ مزید برآں، گرانی کم کرنے میں مستحکم شرح مبادلہ، اور مرس 13ء کے دوران اور مرس 14ء کے ابتدائی مہینوں میں سخت زری پالیسی کے تاخیری اثرات بھی کارفرما رہے۔

آخر میں، اس بات کی ضرورت ہے کہ موجودہ پست سود (بذریعہ مجموعی طلب)، ٹیکس وصولی کے اقدامات، اور شرح مبادلہ میں رد و بدل کے مہنگائی پر پڑنے والے ممکنہ اثرات واضح کیے جائیں۔ ان تمام امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسٹیٹ بینک کو توقع ہے کہ مرس 16ء کی اوسط گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت 3 سے 4 فیصد تک رہے گی جو کہ 6 فیصد ہدف سے خاصی پست ہے۔

49 اوگرا 16 اپریل 2006ء سے ایندھن کی مختلف قیمتوں کا اعلان کر رہی ہے۔ نیز، یکم جون 2011ء سے ریفرنڈریاں اور آئل مارکیٹنگ کمپنیاں موٹرا سپرٹ، ایچ او بی سی، لائٹ ڈیزل آئل اور ایئر لائنوں کے بعض ایندھنوں مثلاً جے پی ون، جے پی فور اور جے پی ایٹ کی بیرون ریفرنڈری اور بیرون ڈپو قیمتوں کا اعلان کرتی ہیں۔ ایندھن کی مختلف مصنوعات کی قیمتیں معلوم کرنے کے لیے مختلف معلومات درکار ہوتی ہیں مثلاً ”درآمدی مساواتی ٹی کے تصور پر مبنی بیرون ریفرنڈری قیمت، سرکاری لیویز (ایکسائز ڈیوٹی اور پیٹرولیم ڈیوٹی پلینٹ لیوی)، اندرون ملک کرایہ اخراجات، تقسیم کار اور ڈیلر کا منافع، اور سلز ٹیکس۔ تفصیل کے لیے دیکھیے:

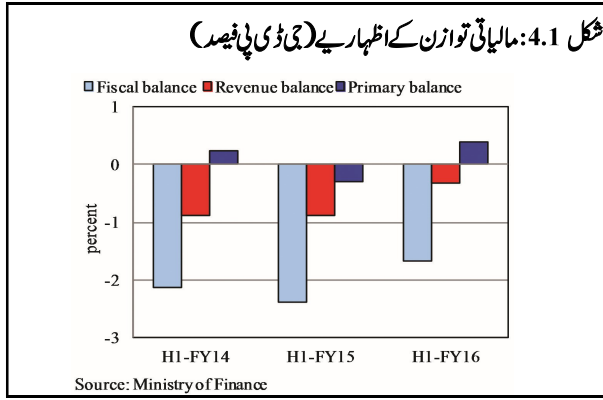
<http://ocac.org.pk/pricingFormula> and http://www.ogra.org.pk/cats_disp.php?cat=86

50 واضح رہے کہ دونوں یعنی تیل اور دیگر اجناس مثلاً گھیوں اور چاول کی پست بین الاقوامی قیمتوں نے بھی دیگر عوامل کے ساتھ گرانی میں حالیہ کمی میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔

51 جہاں تک بالواسطہ اثرات کا تعلق ہے تو تیل کی قیمتوں کے پہلے مرحلے کے اثرات ٹرانسپورٹ شعبے پر پڑے۔ اگر ان اثرات سے مطابقت پیدا کر لی جائے تو مجموعی گرانی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت اب بھی کمی کارخانہ ظاہر کر رہی ہے۔

4 مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ

4.1 عمومی جائزہ



مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران محاصل کی وصولی اور اخراجات کے انتظام سے متعلق اہم پالیسی اقدامات کے باعث مجموعی مالیاتی صورت حال مستحکم رہی۔ اس مدت کے دوران بجٹ خسارہ کم ہو کر جی ڈی پی کا 1.7 فیصد ہو گیا جو مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی میں 2.4 فیصد تھا (شکل 4.1)۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اسی مدت کے دوران محصولاتی توازن میں 0.6 فیصدی درجے بہتری آئی جبکہ بنیادی خسارہ مثبت (جی ڈی پی کا 0.4 فیصد) ہو گیا۔

مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران کمزور مالیاتی نتائج، خصوصاً محصولات جمع کرنے کے متعلق، کے ردعمل میں وفاقی حکومت نے مالی سال 16ء کی دوسری سہ ماہی میں نئے ٹیکس اقدامات کا اعلان کیا جن میں بعض اجزاء پر اضافی کسٹم اور ریگولیٹری ڈیوٹی عائد کرنے کے ساتھ ساتھ سگریٹ پر ایف ای ڈی میں اضافہ شامل ہیں۔ ملک میں ٹیکس گوشوارے جمع کرانے کی ثقافت کو فروغ دینے کی خاطر نان فائلرز کے لیے ہر قسم کے مالی لین دین پر وہولڈنگ ٹیکس برقرار رکھا گیا۔¹ اگر وسائل جمع کرنے کی یہ رفتار سال کی دوسری ششماہی میں بھی برقرار رہی تو ایف بی آر کے ٹیکس اور جی ڈی پی کا تناسب جو تقریباً 9 فیصد کے ارد گرد ہے، اس میں اضافہ ہو سکتا ہے۔²

اخراجات کے لحاظ سے حکومت نے اپنے غیر ترقیاتی اخراجات (علاوہ سودی ادائیگیاں) میں کٹوتی کی جس سے مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی

¹ تاہم مالی شمولیت اور غیر رسمی شعبے کی نمو کے لحاظ سے خاص طور پر اس ٹیکس کے اثرات کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ جبکہ اس کے ساتھ غیر رسمی معیشت کے بھی طویل مدت میں ٹیکس کی وصولی پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

² اگر مالی سال 16ء کے دوران ایف بی آر کی ٹیکس وصولی کی شرح نمو نامیہ جی ڈی پی سے زائد رہتی ہے تو پھر ایف بی آر کے ٹیکسوں اور جی ڈی پی کا تناسب گزشتہ برس کے مقابلے میں بلند رہے گا۔ اگر ایف بی آر پورے سال کے لیے 18.2 فیصد کی موجودہ شرح نمو برقرار رکھتی ہے اور مالی سال 16ء کے سالانہ منصوبے کے تخمینے کے مطابق نامیہ جی ڈی پی کی نمو 12 فیصد سے نہ بڑھے تو ایسا ممکن ہے۔

میں مالیاتی صورت حال بہتر بنانے میں مدد ملی۔ اگرچہ مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران قرضوں کی واپسی گزشتہ برس کے مقابلے میں بلند رہی تاہم جاری اخراجات میں خاطر خواہ اضافہ نہیں ہو سکا۔ مزید برآں، سرکاری شعبے کی کاروباری کمپنیوں (پی ایس ایز) کو قرض گاری منفی رہی۔ ان عوامل سے حکومت کو انفراسٹرکچر کے وسیع المہنیا منصوبوں کا تسلسل برقرار رکھنے میں مدد ملی؛ خصوصی علاقوں پر اخراجات کی گنجائش پیدا ہوئی؛⁴ اور عارضی بے گھر افراد (ٹی ڈی پیز) کو بسانے میں اعانت حاصل ہوئی۔

بہتر مالیاتی توازن کے سبب مالکاری کی مجموعی ضروریات میں بھی کمی آئی۔ 15.2 ارب روپے کا خسارہ پورا کرنے کے لیے حکومت نے 203.2 ارب روپے بیرونی ذرائع سے حاصل کیے جو گزشتہ برس کے مقابلے میں 43.6 فیصد زیادہ ہیں۔ اس سے حکومت کو ملکی ذرائع پر انحصار کو خاصا کم کرنے میں مدد ملی (جدول 4.1)۔

4.2 محاصل

مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران مجموعی محصولات 14.6 فیصد نمو کے ساتھ بڑھ کر 2,004.9 ارب روپے تک پہنچ گئے جبکہ گزشتہ برس کی اسی مدت میں 5.0 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ یہ مضبوط نمو بنیادی طور پر ٹیکس محصولات میں 20.4 فیصد کے خاصے اضافے سے حاصل ہوئی (جدول 4.1)۔ محصولات کے اہم ذرائع میں آمدنی و منافع (540.8 ارب روپے)، اشیا و خدمات (667.9 ارب روپے)، تجارت (179.4 ارب روپے) اور توانائی (130.1 ارب روپے) پر عائد ٹیکس شامل ہیں۔ مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران وفاقی حکومت نے مجموعی ٹیکسوں کا تقریباً 92 فیصد جمع کیا۔ تاہم، غیر ٹیکس ذرائع سے محصولات کی وصولی گزشتہ برس کے مقابلے میں کچھ کم رہی۔

ایف بی آر ٹیکس وصولیاں

وفاقی حکومت نے دوسری سہ ماہی کے دوران اضافی ٹیکس اقدامات کا اعلان کیا تھا جس سے ایف بی آر کو سال کی پہلی ششماہی کے دوران 1,384.9 ارب روپے جمع کرنے میں مدد ملی جو 18.2 فیصد کی نمو کو ظاہر کرتا ہے (جدول 4.2)۔ اضافی ٹیکس اقدامات درج ذیل ہیں:

- گاڑیوں کی صنعت اور کسٹمز ایکٹ 1969ء کے پہلے جدول میں درج اشیا پر اضافی ایک فیصد کسٹم ڈیوٹی کا نفاذ۔⁵ اس کے نتیجے میں ٹریکٹروں، غیر سی این جی بسوں، رکشوں (علاوہ فوراسٹرک) اور دیگر گاڑیوں پر عائد موجودہ ڈیوٹی میں اضافہ ہو گیا۔ اس پالیسی کا اطلاق موٹر سائیکلوں کے پرزوں پر بھی کیا گیا؛⁶

- 400 درآمدی گھریلو صارفی اشیا پر مختلف شرحوں سے اضافی ریگولیٹری ڈیوٹی بھی عائد کی گئی۔⁷ ان میں مرغابی، مچھلیوں، دودھ کی مصنوعات اور پھلوں جیسی غذائی مصنوعات کے ساتھ ساتھ کاسمیٹکس اور شیمپو جیسے ذاتی نگہداشت کے اجزاء بھی شامل ہیں؛

³ مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران غیر ترقیاتی اخراجات (علاوہ سودی ادائیگیاں) 1,461.4 ارب روپے ہو گئے جو مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی میں 1,506.8 ارب روپے تھے۔

⁴ ان علاقوں میں آزاد جموں و کشمیر، گلگت بلتستان اور فاطما شامل ہیں۔

⁵ فیڈرل بورڈ آف ریونیو دیکھیے ایس آر او 1190 (1) 2015 اور ایس آر او 1178 (1) 2015۔

⁶ قبل ازیں ڈیوٹی کو ایک سال کے لیے واپس لے لیا گیا تھا۔

⁷ فیڈرل بورڈ آف ریونیو دیکھیے ایس آر او 1177 (1) 2015۔

مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ

جدول 4.1: مالیاتی سرگرمیوں کا خلاصہ					ارب روپے
بجٹ م 16ء	حقیقی	مؤفیہ	بیل ششماہی م 15ء	بیل ششماہی م 16ء	
4,712.0*	1,749.1	2,004.9	5.0	14.6	الف۔ مجموعی بحاصل
3,729.5	1,361.1	1,639.1	16.1	20.4	ٹیکس بحاصل
958.5	388.0	365.9	-21.4	-5.7	غیر ٹیکس بحاصل
6,016.6	2,400.9	2,520.1	8.9	5.0	ب۔ مجموعی اخراجات
4,786.1	1,989.0	2,104.4	5.4	5.8	جاری
1,279.9	572.7	632.4	-4.2	10.4	سودی ادائیگیاں
1,234.9	321.4	426.2	32.0	32.6	ترقیاتی
-4.4	9.6	-1.8			خالص قرض گاری
0.0	80.9	-8.6			ج۔ شماریاتی فرق
-1,304.7	-651.8	-515.2	20.7	-21.0	مالیاتی توازن (الف۔ ب۔ ج)
-74.1	-239.9	-99.4			محصولاتی توازن
-24.8	-79.1	117.3			ابتدائی توازن
1,304.7	651.8	515.2			مالکاری
321.7	141.5	203.2			بیرونی ذرائع
982.9	510.3	311.9			ملکی ذرائع
283.4	199.0	183.3			بینک
649.5	296.1	128.7			غیر بینک
50.0	15.2	0.0			نچ کاری
15.4	6.4	6.5			جی ڈی پی کا فیصد
12.2	5.0	5.3			مجموعی بحاصل
19.6	8.8	8.2			ٹیکس بحاصل
15.6	7.3	6.9			مجموعی اخراجات
4.0	1.2	1.4			جاری
-4.3	-2.4	-1.7			ترقیاتی
-0.2	-0.9	-0.3			مالیاتی توازن
-0.1	-0.3	0.4			محصولاتی توازن
					ابتدائی توازن

* بشمول 24 ارب روپے گرانٹ، ماخذ: وزارت خزانہ

- پر تعیش اور اسپورٹس گاڑیوں کی درآمد پر 60 فیصد ریگولیٹری ڈیوٹی؛⁸ اور
- سگریٹ پر اضافی وفاقی ایکسائز ڈیوٹی (ایف ای ڈی) کا نفاذ۔⁹

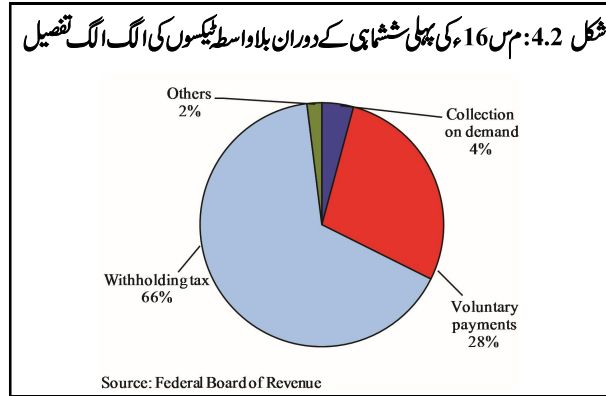
8 فیڈرل بورڈ آف ریونیو بذریعہ ایس آر او 1190 (I) / 2015۔

9 3600 روپے فی ہزار سگریٹ سے متجاوز سگریٹوں کے لیے ڈیوٹی کو 3,030 روپے سے بڑھا کر 3,155 روپے کر دیا گیا۔ کم قدر کی حامل سگریٹوں (3,600 روپے فی ہزار سگریٹ سے کم قیمت کے حامل) پر ڈیوٹی کو 1,320 روپے سے بڑھا کر 1,420 روپے کر دیا گیا۔ ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو کیجیے ایس آر او 1181 (I) / 2015۔

ان اقدامات کے علاوہ ایف بی آر نے ٹیکسوں پر عملدرآمد کے مسائل بھی حل کیے اور مزید ٹیکس دہندگان کو ٹیکسوں کے دائرے میں لانے کے لیے کوششیں کی گئیں۔ اس ضمن میں ایف بی آر نے تاجروں کے لیے ایک سادہ چار سالہ رضا کارانہ ٹیکس عملدرآمد اسکیم (وی ٹی سی ایس) متعارف کرائی جس میں انہیں ایک صفحے پر ٹیکس گوشوارے جمع کرانے کی اجازت فراہم کی گئی۔¹⁰

جدول 4.2: ایف بی آر کی ٹیکس وصولی					
ارب روپے					
موصفہ	وصولی				
	بجٹ 2016ء	پہلی ششماہی 2015ء	پہلی ششماہی 2016ء	پہلی ششماہی 2015ء	پہلی ششماہی 2016ء
بلاواسطہ ٹیکس	1,347.9	458.9	540.8	20.1	17.8
بالواسطہ ٹیکس	1,755.8	713.0	844.1	9.8	18.4
کسٹم ڈیوٹی	299.1	135.3	179.4	22.9	32.6
سیلز ٹیکس	1,250.3	513.8	591.0	6.7	15.0
ایف ای ڈی	206.4	64.0	73.7	11.0	15.2
مجموعی ٹیکس	3,103.7	1,171.9	1,384.9	13.7	18.2

ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو



بلاواسطہ ٹیکس مالی سال 2016ء کی پہلی ششماہی کے دوران ایف بی آر نے بلاواسطہ ٹیکسوں کی مد میں 540.8 ارب روپے جمع کیے جو مالی سال 2015ء کی پہلی ششماہی میں جمع ہونے والے محاصل سے 82 ارب روپے زیادہ ہے (جدول 4.2)۔ ان میں سے بیشتر وصولی ودھولڈنگ ٹیکسوں (376.8 ارب روپے) کی مد میں حاصل ہوئی جبکہ عندالطلب رضا کارانہ ادائیگیوں اور وصولیوں کا حصہ بالترتیب

161.5 ارب روپے اور 24.1 ارب روپے رہا۔ جیسا کہ شکل 4.2 میں دکھایا گیا ہے مجموعی بلاواسطہ ٹیکسوں میں سے دو تہائی ودھولڈنگ ٹیکسوں سے حاصل ہوئے جن میں سے بیشتر کا اطلاق معاشی لین دین پر کیا گیا۔ اس سے بلاواسطہ ٹیکس نظام میں ایک رجعتی عنصر آگیا ہے جس کو کم کرنے کے لیے ٹیکس حکام کی طرف سے مزید کوششوں اور معیشت کی دستاویزیت کو بڑھا کر کم کرنے کی ضرورت ہے۔

10 یہ اسکیم خصوصی طور پر ان تاجروں کے لیے تھی جن کا جاری سرمایہ مالی سال 2015ء کے دوران 50 ملین روپے سے کم تھا اور جو ٹیکسوں کے دائرے سے باہر تھے۔ تاجر ٹیکس سال 2015ء کے لیے اپنے جاری سرمائے میں سے صرف 1 فیصد ادا کر کے اور ایک سادہ صفحے پر مشتمل گوشوارے کے ذریعے جمع کر سکتے ہیں۔ آئندہ تین برسوں کے لیے ایک تاجر کو اپنے ٹرن اوور کا 0.2 فیصد ادا کرنا ہوگا بشرطیکہ: (i) ٹیکس سال 2016ء کے لیے وہ ٹیکس سال 2015ء میں اعلان کردہ جاری سرمائے کے کم از کم تین گنا ٹرن اوور ظاہر کرے گا؛ اور (ii) 2017ء اور 2018ء کے ٹیکس برسوں کے لیے وہ اس ٹرن اوور کو ظاہر کرے گا جو گذشتہ ٹیکس سال کے لیے ادا شدہ ٹیکس سے کم از کم 25 فیصد زائد ہو (تفصیلات کے لیے ایف بی آر کی ویب سائٹ ملاحظہ فرمائیں)۔

جدول 4.3: غیر ٹیکس حاصل			
ارب روپے			
حقیقی	بجٹ 16ء	پہلی ششماہی 15ء	پہلی ششماہی 16ء
2.2	4.1	69.2	مارک اپ (سرکاری ادارے اور دیگر)
31.4	39.5	88.1	منافع منقسمہ
122.6	137.5	280.0	اسٹیٹ بینک کا منافع
78.2	80.2	154.0	دفاع (بشمول اتحادی سپورٹ فنڈ)
31.5	40.9	58.6	تیل و گیس پر رائلٹی
6.2	7.2	25.0	پاسپورٹ اور دیگر فیس
4.2	5.4	21.0	خام تیل پر لی گئی رعایت
1.4	8.7	18.0	خام تیل پر ونڈ فال لیوی
365.9	388.0	958.5	مجموعی غیر ٹیکس حاصل
ماخذ: وزارت خزانہ			

بالواسطہ ٹیکس
مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران بالواسطہ ٹیکس 18.4 فیصد سال بسال نمو کے ساتھ بڑھ کر 844.1 ارب روپے تک پہنچ گئے۔ ان میں سے بیشتر (70 فیصد) سیلز ٹیکس سے حاصل کیے گئے۔ سیلز ٹیکس وصولیوں میں اہم حصہ پیٹرولیم مصنوعات (216.3 ارب روپے) اور توانائی (27.7 ارب روپے) اور لوہا و فولاد (22.7 ارب روپے) سے حاصل ہوا۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے حال میں متعارف کی جانے والی اضافی ڈیوٹیوں کی بدولت کسٹم

ڈیوٹی کی وصولیوں میں 30 فیصد سے زائد کا اضافہ ہوا۔ اسی طرح مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران سگریٹ پر عائد اضافی ایف ای ڈی سے 32.1 ارب روپے کی ٹیکس وصولی ہوئی جبکہ گزشتہ برس کی اسی مدت میں 27.9 ارب روپے حاصل ہوئے تھے۔

غیر ٹیکس محصولات

مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران جمع کیے گئے مجموعی محصولات میں غیر ٹیکس ذرائع کا حصہ 18.2 فیصد تھا۔ مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران غیر ٹیکس ذرائع سے 365.9 ارب روپے جمع کیے گئے جو مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی میں دیکھی جانے والی سطح سے 22.1 ارب روپے کم ہے (جدول 4.3)۔ اسٹیٹ بینک کے منافع سے 122.6 ارب روپے کا اضافہ ہوا جبکہ قومی خزانے میں دفاع اور تیل و گیس پر رائلٹی کا حصہ بالترتیب 78.2 ارب روپے اور 31.5 ارب روپے تھا۔

مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران خام تیل کی قیمتوں میں کمی کے ساتھ ونڈ فال لیوی اور خام تیل پر حاصل رعایت بھی کم ہو کر 5.6 ارب روپے ہو گئی جو گزشتہ برس کی اسی مدت میں 14.1 ارب روپے تھی۔

4.3 اخراجات

مجموعی مالیاتی اخراجات مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی میں جی ڈی پی کے 8.8 فیصد سے گر کر مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی میں 8.2 فیصد پر آ گئے۔ اس کا اہم سبب زیر جائزہ مدت کے دوران جاری اخراجات میں کٹوتی ہے جس کے باعث اخراجات جی ڈی پی کے 7.3 فیصد سے کم کر ہو کر 6.9 فیصد پر پہنچ گئے (جدول 4.1)۔ مزید برآں، مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران پی ایس ایز کو خالص قرض گاری منفی رہی جس

جدول 4.4: پہلی ششماہی کے دوران مالیاتی اخراجات کا تجزیہ				
ارب روپے				
مؤید	اصل	م 16	م 15	م 16
جاری اخراجات	1,989.0	2,104.4	5.4	5.8
وفاقی	1,385.7	1,436.7	2.4	3.7
سودی ادائیگی	572.7	632.4	-4.2	10.4
دفاع	329.6	303.3	11.6	-8.0
نظم عامہ و سلاحتی	43.8	47.0	12.9	7.3
دیگر	439.6	454.0	4.4	3.3
صوبائی	603.3	667.7	12.8	10.7
ترقیاتی اخراجات	321.4	426.2	32.0	32.6
سرکاری شعبے کے ترقیاتی اخراجات	269.4	378.0	26.7	40.3
وفاقی	125.5	155.8	5.8	24.2
صوبائی	143.9	222.1	53.2	54.4
دیگر (بشمول بینظیر انکم سپورٹ پروگرام)	52.0	48.2	68.3	-7.2
خالص قرض کاری (سرکاری شعبے کے اداروں کو)	9.6	-1.8	-88.4	-119.0
مجموعی اخراجات*	2,320.0	2,528.7	4.8	9.0

* اس میں شارپاتی فرق کو شامل نہیں کیا گیا۔
ماخذ: وزارت خزانہ

ترقیاتی لحاظ سے اخراجات وسیع البینا دتھے جن میں انفراسٹرکچر کی تعمیر اور بجلی کی پیداوار پر خصوصی توجہ مرکوز رہی۔ اس ضمن میں سڑکوں اور شاہراہوں کی تعمیر کے لیے 31.3 ارب روپے، بجلی کے منصوبوں کے لیے 155.8 ارب روپے اور ریلوے کی ترقی پر 7.8 ارب روپے جاری کیے گئے۔ اس کے علاوہ آزاد جموں و کشمیر، گلگت بلتستان اور فائنا میں منصوبوں پر 17.4 ارب روپے خرچ ہوئے؛ جبکہ عارضی بے گھر افراد کے لیے 159.1 ارب روپے اور کمیونٹی کی ترقی کے پروگراموں سے متعلق 20 ارب روپے جاری کیے گئے۔¹¹

4.4 صوبائی مالیاتی کارروائیاں

مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران صوبوں کا مجموعی فاضل بڑھ کر 208.6 ارب روپے تک پہنچ گیا جو پورے سال کے 297 ارب روپے کے ہدف کا تقریباً 70 فیصد ہے (جدول 4.5)۔ سب سے زیادہ فاضل 88.9 ارب روپے سندھ نے فراہم کیا جس کے بعد خیبر پختونخوا کے 61.9 ارب روپے، پنجاب 36.0 ارب روپے اور بلوچستان کے 21.7 ارب روپے شامل ہیں۔

مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران مجموعی صوبائی اخراجات کی نمو 19.0 فیصد سے مستحکم رہی جو گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران ہونے والی 18.6 فیصد نمو سے ہم آہنگ ہے۔ صوبوں کے ترقیاتی اخراجات میں 54.4 فیصد کی بلند نمو کے باعث مجموعی اخراجات میں صوبوں کا حصہ مالی سال 15ء کی پہلی ششماہی کے 32.5 فیصد سے معمولی اضافے کے ساتھ بڑھ کر مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی میں 36 فیصد ہو گیا۔

¹¹ ماخذ: پی ایس ڈی پی 16-2015ء، 12-2015-31 بینک جاری کردہ رقم کی صورت حال، وزارت منصوبہ بندی، ترقی و اصلاحات۔

مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ

جدول 4.5: مالی سال کی پہلی ششماہی کے دوران صوبائی مالیاتی سرگرمیاں										
ارب روپے										
پنجاب	سندھ	خیبر پختونخوا	بلوچستان	قلم صوبے	پنجاب	سندھ	خیبر پختونخوا	بلوچستان	قلم صوبے	
مئی 15ء	مئی 16ء	مئی 15ء	مئی 16ء	مئی 15ء	مئی 16ء	مئی 15ء	مئی 16ء	مئی 15ء	مئی 16ء	
412.5	496.8	249.8	293.0	141.4	165.0	93.2	96.2	897.0	1051.0	الف۔ مجموعی محاصل
336.0	415.6	189.7	227.1	118.9	140.0	79.1	85.4	723.7	868.1	وفاقی محاصل میں حصہ
56.8	76.4	45.3	56.4	14.9	17.0	2.6	3.8	119.6	153.6	صوبائی محاصل
46.0	60.7	42.3	53.9	5.5	6.0	1.2	1.8	95.0	122.4	ٹیکس
3.9	4.3	1.3	0.5	0.2	0.3	0.0	0.0	5.4	5.0	جائیداد ٹیکس
-	25.7	-	28.4	-	3.5	-	0.9	-	58.4	خدمات پر عائد جی ایس ٹی
0.8	1.2	1.7	1.8	0.0	0.0	0.2	0.2	2.7	3.1	ایکسائز ڈیوٹی
9.4	11.2	2.9	3.3	0.3	0.3	0.2	0.1	12.8	15.0	اسٹیمپ ڈیوٹی
4.6	5.8	1.8	2.3	0.4	0.6	0.3	0.3	7.1	9.0	گاڑیوں پر ٹیکس
27.4	12.7	34.6	17.6	4.5	1.3	0.6	0.2	67.0	31.8	دیگر
10.8	15.7	3.0	2.5	9.5	10.9	1.4	2.1	24.6	31.3	غیر ٹیکس
19.7	4.7	14.9	9.5	7.5	8.1	11.5	6.9	53.6	29.2	وفاقی قرضے اور منتقلیاں
351.4	453.8	208.5	215.6	125.5	148.6	68.3	77.8	753.7	895.8	ب۔ مجموعی اخراجات
274.5	312.4	170.6	178.7	104.8	116.5	59.8	66.0	609.8	673.7	جاری
76.9	141.4	37.9	36.8	20.6	32.1	8.5	11.8	143.9	222.1	ترقیاتی
61.1	43.0	41.4	77.4	15.9	16.4	24.9	18.4	143.3	155.2	فرق (الف-ب)
-33.8	-36.0	-37.7	-88.9	-17.9	-61.9	-20.9	-21.7	-110.4	-208.6	مالکاری*
-33.8	-36.0	-37.7	-88.9	-17.9	-61.9	-20.9	-21.7	-110.4	-208.6	(مجموعی توازن)

* مالکاری میں منفی علامت کا مطلب ہے فاضل۔

ماخذ: وزارت خزانہ

تاہم، صوبائی سطح پر وسائل جمع کرنے کی صورت حال کمزور رہی۔ صوبائی محصولات کے 1,051 ارب روپے کے مقابلے میں صوبوں نے اپنے وسائل سے 153.6 ارب روپے جمع کیے جبکہ بقیہ رقوم وفاقی منتقلیوں اور قرضوں سے حاصل ہوئیں۔ اگرچہ اٹھارہویں ترمیم کے تحت صوبائی حکومتوں کو خدمات اور زراعت کے شعبوں پر ٹیکس عائد کر کے مالی وسائل جمع کرنے کا اختیار دیا گیا ہے لیکن صوبے ابھی تک ان مواقع سے صحیح فائدہ نہیں اٹھا سکے ہیں۔

4.5 سرکاری قرضہ

پاکستان کا سرکاری قرضہ آخر جون 2015ء کے 17.8 ٹریلین روپے سے بڑھ کر آخر دسمبر 2015ء میں 18.9 ٹریلین روپے تک پہنچ گیا جو جی ڈی پی کا 61.5 فیصد تھا (جدول 4.6 الف)۔ اس قرضے کا بڑا حصہ ملکی ذرائع پر مبنی ہے لیکن مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران بیرونی قرضوں میں بھی خاصا اضافہ ہو گیا (جدول 4.6 ب)۔ تاہم اس کے باوجود بیرونی قرضوں اور جی ڈی پی کے تناسب میں کمی کا رجحان برقرار رہا (جدول 4.6 ب)۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ بیرونی قرضوں میں اضافے کے ساتھ ساتھ ملک کے زرمبادلہ کے ذخائر میں بھی اضافہ ہوا جو ملک کی قرضوں کی واپسی کی صلاحیت کے لیے خوش آئند ہے۔

ملکی قرضہ

مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران پاکستان کے ملکی قرضوں میں 687.1 ارب روپے کا اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں یہ اضافہ 602.7 ارب روپے تھا (جدول 4.7)۔ اس اضافے کا ایک اہم حصہ پہلی سہ ماہی میں دیکھا گیا کیونکہ قدرے کم بجٹ خسارے اور کثیر فریقی رقوم کی آمد شروع ہونے سے مالی سال 16ء کی دوسری سہ ماہی میں ملکی قرض بڑھنے کی رفتار کم ہو گئی تھی۔

جدول 4.6 الف: پاکستان کے سرکاری قرضے کا خاکہ							
ارب روپے							
اسٹاک	کل میں حصہ	بہاؤ	پہلی ششماہی	مئی 16ء	جون 15ء	دسمبر 15ء	جون 15ء
سرکاری قرضہ	100.0	578.4	1,097.7	768.8	328.9	17,757.7	18,855.4
سرکاری ملکی قرضہ	68.7	602.7	687.1	522.1	165.0	12,192.5	12,879.6
سرکاری بیرونی قرضہ	31.3	-24.4	410.6	246.7	163.9	5,565.2	5,975.8
حکومت کا بیرونی قرضہ	26.9	-80.6	303.0	182.7	120.2	4,770.0	5,072.9
آئی ایم ایف کا قرضہ	2.4	60.0	105.5	57.7	47.8	417.6	523.1
بیرونی واجبات	2.1	-3.8	2.2	6.3	-4.1	377.6	379.7
یادداشتی اجزا (سرکاری قرضہ وزارت خزانہ کی تعریف)*	17,380.2	582.2	1,095.5	762.5	333.0	18,475.7	18,475.7

* وزارت خزانہ سرکاری قرضے کی تعریف میں بیرونی واجبات کو شامل نہیں کرتا جبکہ اسٹیٹ بینک ان واجبات کو شامل کرتا ہے جن میں: مرکزی بینک کے ڈپازٹس، تبدل، ایس ڈی آر کا اختتام اور مرکزی بینک کے غیر کاغذی مقامی کرنسی ڈپازٹس۔

ماخذ: بینک دولت پاکستان

اگرچہ حکومت نے اسٹیٹ بینک کے قرضے واپس کر دیے تھے لیکن اس نے مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران جدولی بینکوں سے زیادہ قرض لیا۔ تاہم، اعداد و شمار کی تفصیلات سے پتہ چلتا ہے کہ مالی سال 16ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران کمرشل بینکوں کا قرض گاری کا رجحان پہلی سہ ماہی سے مختلف رہا۔ مالی سال 16ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران گرانی (باب 3) میں اضافے کے باعث بینکوں نے اپنے شرح سود کے امکانات میں تبدیلی کرتے ہوئے قلیل مدتی حکومتی تمسکات میں اپنی شرکت کو بڑھا دیا تھا۔ جیسا کہ جدول 4.8 میں دکھایا گیا ہے کہ مالی سال 16ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران کمرشل بینکوں نے پاکستان انویسٹمنٹ بانڈز کے مقابلے میں بلند رقوم کی پیشکش کی۔ مزید برآں، ٹی بی کی نیلامیوں میں پیشکش کردہ ساری رقوم کا تقریباً نصف حصہ سہ ماہی ٹی بلز میں مرکوز تھا۔

مجموعی طور پر حکومت نے مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران بنیادی نیلامیوں میں کمرشل بینکوں سے 2.6 ٹریلین روپے قرض لیا جو اسی مدت کے مقررہ ہدف سے بڑی حد تک ہم آہنگ ہے۔ تاہم، مالی سال 16ء کی دوسری سہ ماہی میں منعقد ہونے والی نیلامیوں میں بولی کے رجحان سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت نے 1.1 ٹریلین روپے قبول کیے جو سہ ماہی کے مقررہ ہدف اور عرصیت دونوں سے کم ہے۔ خاصی بیرونی رقوم کے علاوہ کمرشل بینکوں سے قرض گیری میں کمی کے ذمہ دار عوامل یہ ہیں: (i) دسمبر 2015ء میں حکومت کی جانب سے اجارہ صکوک (جی آئی ایس) کا کامیاب انعقاد، جس سے سہ ماہی کے دوران عرصیت مکمل کرنے والے جی آئی ایس کے اثرات جزوی طور پر زائل ہو گئے تھے؛ اور (ii) نومبر 2015ء میں مؤخر ادا بینگی کی بنیادوں پر حکومت کے اجارہ صکوک کی یکمشت خریداری کے ذریعے 208.5 ارب روپے جمع کرنا شامل ہیں۔

مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ

جدول 4.6 ب: پاکستان کے سرکاری قرضے کا خاکہ (تناسبات فیصد میں)								
م 10	م 11	م 12	م 13	م 14	م 15	م 15	م 15	م 16
مقرضیت کے اظہار بے								
62.1	60.1	64.5	65.2	65.1	64.8	61.7	61.5	سرکاری قرضہ/جی ڈی پی
31.3	32.9	38.1	42.5	43.5	44.5	42.0	42.0	ملکی قرضہ/جی ڈی پی
30.8	27.2	26.4	22.7	21.6	20.3	19.7	19.5	بیرونی قرضہ/جی ڈی پی
1.6	1.1	0.7	0.5	1.3	1.9	1.8	2.2	قلیل مدتی بیرونی قرض/بیرونی قرض
قرضوں کی ادائیگی کے اظہار بے								
27.8	28.0	32.0	30.9	29.5	30.7	30.0	28.8	ملکی قرض/مجموعی حاصل پر سودی ادائیگی
2.7	2.3	2.1	1.9	1.8	2.3	2.3	2.7	بیرونی قرض/زرمبادلہ آمدنی پر سودی ادائیگی
4.5	3.7	3.6	3.3	3.2	4.4	4.4	5.4	بیرونی قرض/برآمدی آمدنی پر سودی ادائیگی
16.9	11.1	14.9	21.4	23.4	16.4	18.1	15.3	بیرونی قرض کی ادائیگی/برآمدی آمدنی
سیالیت کے اظہار بے								
19.7	28.5	40.1	41.7	19.3	18.5	14.8	16.6	ذخائر/قلیل مدتی بیرونی قرض
یادداشتی اجزاء:								
60.6	58.9	63.3	63.9	63.8	63.5	60.5	60.2	سرکاری قرض/جی ڈی پی (وزارت خزانہ کی تعریف)
ماخذ: بینک دولت پاکستان								

جدول 4.7: حکومت کے ملکی قرض میں مطلق تبدیلی					قومی بچت اسکیموں کے ذریعے
م 16	م 16	م 15	م 15	م 16	
دوسری سرمایہ	پہلی سرمایہ	پہلی ششماہی	پہلی ششماہی	پہلی ششماہی	رقوم جمع کرنا
165.0	522.1	687.1	602.7	602.7	پالیسی ریٹ میں کٹوتی کے بعد قومی بچت اسکیموں کی
98.3	90.8	189.0	615.4	615.4	منافع کی شرحوں پر بھی نظر ثانی کرتے ہوئے اسے کم
185.2	55.6	240.8	587.5	587.5	کردیا گیا اور دسمبر 2015ء میں یہ شرح 12 برسوں کی
-116.1	0	-116.1	0	0	پست ترین سطح پر رہی (شکل 4.3)۔
43.2	377.4	420.6	-180.7	-180.7	
212.6	0	212.6	0	0	
-107.9	614.7	506.8	64.7	64.7	یہ مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران خام
-61.6	-58.2	-119.8	-331.1	-331.1	اور خالص رقوم کی آمد دونوں میں سست رفتاری کا
23.5	53.7	77.2	168	168	سبب بنا (جدول 4.9)۔ ¹² خصوصاً، مالی سال
0	0.1	0.1	0.1	0.1	16ء کی پہلی ششماہی کے دوران قومی بچت
* بشمول ٹریڈری بلز پر دستیاب 0.013 ارب روپے					اسکیموں کے ذریعے جمع ہونے والی خالص رقوم
ماخذ: بینک دولت پاکستان					گذشتہ برس کی اسی مدت میں دیکھی جانے والی سطح کے نصف سے کم تھیں۔ نومبر 2015ء میں بلند رقوم جمع ہونے کا بنیادی سبب قومی بچت
					اسکیموں میں ادارہ جاتی سرمایہ کاری کے باعث کچھ کمی پہلے سے متوقع تھی۔ ¹³ اس کے علاوہ حکومت کی جانب سے نان فائلرز کے لیے منافع پر

12 اکتوبر اور دسمبر 2015ء میں قومی بچت اسکیموں پر منافع کی شرحیں کم کی گئیں۔

13 نومبر 2015ء میں خصوصی بچت کھاتوں پر خالص سرمایہ کاری 156.6 ارب روپے تھی۔

جدول 4.8: پی آئی بی اور ٹریڈری بلز کی تیلای کا عاکہ۔ صرف ساتھی بولیاں			
ارب روپے	ہدف	پیشکش	قبولیت
پہلی سرمایہ س 16ء			
ٹریڈری بلز	1,200.0	1,387.0	1,260.6
سرمایہ		314.7	286.8
ششماہی		498.9	469.5
بارہ ماہی		573.4	504.2
پی آئی ہیز	200	808.2	218.2
3 سالہ		469.6	134.6
5 سالہ		281.1	77.0
7 سالہ			7.3
10 سالہ		57.5	6.6
کل	1,400.0	2,195.2	1,478.8
دوسری سرمایہ س 16ء			
ٹریڈری بلز	1,225.0	2,060.9	946.5
سرمایہ		910.8	449.6
ششماہی		600.5	273.1
بارہ ماہی		549.6	223.8
پی آئی ہیز	150.0	447.0	182.9
3 سالہ		263.3	111.6
5 سالہ		169.2	67.8
10 سالہ		14.5	3.5
کل	1,375.0	2,507.9	1,129.4
کامل مجموعہ	2,775.0	4,703.1	2,608.2
ماخذ: بینک دولت پاکستان			

عائد و دہولڈنگ ٹیکس میں اضافے کے فیصلے نے بھی اس مدت کے دوران قومی بچت اسکیموں میں رقوم کی آمد پر منفی اثرات مرتب کیے۔¹⁴

سرکاری بیرونی قرضہ اور واجبات

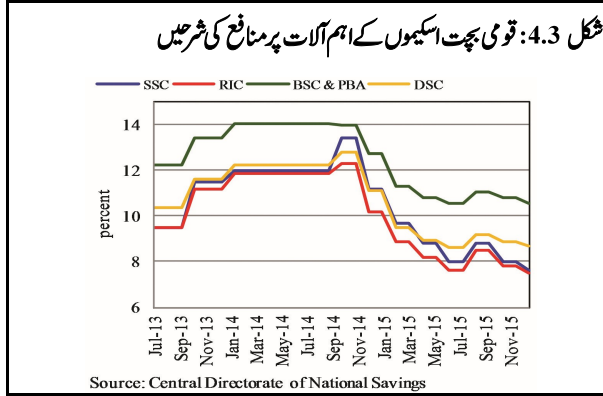
مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران پاکستان کے بیرونی قرضے اور واجبات 2.3 ارب ڈالر اضافے کے ساتھ بڑھ کر آخر دسمبر 2015ء تک 57.0 ارب ڈالر تک پہنچ گئے (جدول 4.10)۔ اس کا اہم سبب کثیر فریقی امدادی اداروں کی جانب سے قرضوں کی تقسیم میں اضافے اور آئی ایم ایف کی توسیع شدہ فنڈ سہولت (ای ایف ایف) کی وصولیاں تھیں۔

قرضوں کی تقسیم

مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں بیرونی قرضوں کی تقسیم میں 840.8 ملین ڈالر کا اضافہ ہوا (جدول 4.11)۔ اس مدت کے دوران اہم قرض دہندگان کی تفصیلات کو ذیل میں دیا گیا ہے:

- چین نے 561.4 ملین ڈالر قرضہ دیا جس میں سے بیشتر بجلی کے انفراسٹرکچر منصوبوں کے لیے ہے۔
- ایشیائی ترقیاتی بینک سے سماجی تحفظ کی ترقی کی مد میں 47.2 ملین ڈالر اور پائیدار توانائی کے اصلاحاتی پروگرام کے تحت 394.0 ملین ڈالر کی رقوم موصول ہوئیں۔

¹⁴ قومی بچت اسکیموں کے منافع پر دہولڈنگ ٹیکس کو فنانس ایکٹ 2015ء میں بڑھا کر 17.5 فیصد کر دیا گیا جبکہ فائلرز کے لیے کسی رد و بدل کے بغیر اسے 10 فیصد پر برقرار رکھا گیا۔



• پاکستان کو پاور سیکٹر ریفرم ڈولپمنٹ پالیسی کرڈٹ کے تحت عالمی ترقیاتی ایجنسی (آئی ڈی اے) سے 489.4 ملین ڈالر موصول ہوئے۔

• حکومت نے کمرشل قرض دہندگان سے 956.1 ملین ڈالر کا قرضہ لیا۔

• پاکستان کو ستمبر 2015ء میں یورو بانڈ کے اجرا سے 500 ملین ڈالر حاصل ہوئے۔

جدول 4.9: پہلی ششماہی کے دوران قومی بچت اسکیموں کے تحت وصولیاں

ارب روپے

مئی 16ء	مئی 15ء	مئی 15ء	مئی 16ء	
خالص	خالص	خالص	خالص	
1.1	13.3	8.6	23.7	ڈیفنس سیونگز سرٹیفکیٹ
4.9	87.1	28.0	124.0	اسٹیشنل سیونگز سرٹیفکیٹ
-5.3	35.3	40.3	85.3	آر آئی سی
39.5	80.3	26.5	68.0	بہبود سیونگز سرٹیفکیٹ
25.3	77.1	54.6	96.9	اسٹیشنل سیونگز اکاؤنٹ
11.8	119.0	9.6	107.6	دیگر
77.2	412.1	167.6	505.4	کل

ماخذ: سینٹرل ڈائریکٹوریٹ آف نیشنل سیونگز

جدول 4.10: پاکستان کے بیرونی قرضے اور واجبات

ملین ڈالر

تبدیلی	دسمبر 15ء	جون 15ء	
2,311.8	56,985.4	54,673.6	سرکاری قرضہ
1,514.4	48,375.6	46,861.2	حکومتی قرضہ
885.6	4,988.6	4,103.0	آئی ایم ایف
-88.2	3,621.2	3,709.4	بیرونی واجبات

ماخذ: بینک دولت پاکستان

بیرونی قرض کی واپسی مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں بیرونی قرضوں کی واپسی میں 549.2 ملین ڈالر کی واقع ہوئی (جدول 4.12)۔ اس کی پس پردہ اہم عوامل میں سے ایک آئی ایم ایف کو قرضوں کی واپسی میں خاصی کمی تھی؛ یہ ادائیگیاں گذشتہ برس بلند ترین سطح پر پہنچ گئی تھیں۔ دوسری جانب کثیر فریقی اور دوطرفہ امدادی اداروں کو قرضے کی واپسی تقریباً گذشتہ برس کی سطح پر رہی۔

بیرونی قرضوں کی واپسی میں حالیہ کی کا اثر ملک میں قرضوں کی ادائیگی کی صلاحیت کے اظہار یوں سے بھی نمایاں ہے۔ خصوصاً مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران بیرونی قرضوں کی واپسی اور

برآمدات کا تناسب مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی میں بہتری کے بعد 15.3 فیصد پر آ گیا جو گذشتہ برس کی اسی مدت میں 18.1 فیصد تھا۔

جدول 4.11: پہلی ششماہی کے دوران بیرونی قرضوں کی تقسیم
ملین ڈالر

مطلق A	م 16ء	م 15ء	
289.4	607.4	318.0	ایشیائی ترقیاتی بینک
500.3	594.9	94.5	بین الاقوامی ترقیاتی ایجنسی
-82.2	39.3	121.5	انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ بینک
2.1	36.2	34.1	آئی بی آر ڈی
-415.3	378.5	793.8	انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ بینک (قلیل مدتی)
41.6	247.2	205.6	برطانیہ
56.1	561.4	505.3	چین
-16.5	0.0	16.5	سعودی عرب
-31.1	26.5	57.7	جاپان
22.1	80.7	58.5	امریکہ
-500.0	500.0	1,000.0	یورو/سکوک بانڈ
906.1	956.1	50.0	کمرشل بینک
68.3	123.9	55.7	دیگر
840.8	4,152.0	3,311.2	ذیلی مجموعہ¹
-602.0	1,005.0	1,607.0	آئی ایم ایف ²
ماخذ: اقتصادی امور ڈویژن، اسلام آباد، ² بینک دولت پاکستان			

جدول 4.12: سرکاری بیرونی قرضے کی واپسی۔ پہلی ششماہی
ملین ڈالر

تبدیلی	م 16ء	م 15ء	
255.9	1,533.9	1,278.6	حکومتی قرضہ
			جس میں
-5.7	222.1	227.7	پیرس کلب
-12.5	699.4	711.2	کثیر فریقی
-5.5	158.2	163.4	دیگر دوطرفہ
211.4	219.7	8.2	کمرشل قرضے
-800.1	74.3	874.4	آئی ایم ایف
-4.5	43.8	48.2	بیرونی واجبات
-549.2	1,652	2,201.2	کل
ماخذ: بینک دولت پاکستان			

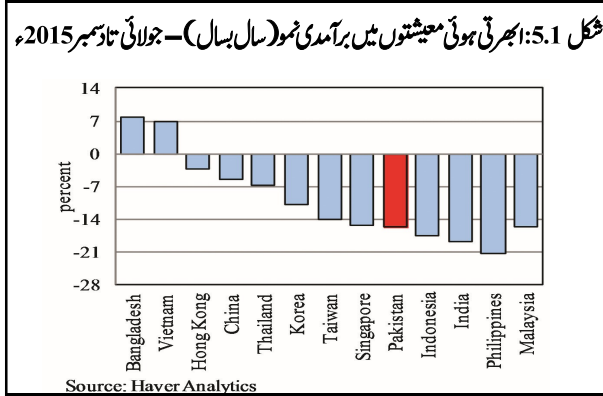
5 بیرونی شعبہ

5.1 عمومی جائزہ

پاکستان کی ادا کیلیوں کے توازن کو بہتر بنانے میں اجناس کے عالمی نرخوں کی تخفیف نے اپنا نمایاں کردار مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران بھی جاری رکھا۔ آخر دسمبر تک تیل کی قیمتیں 12 سال کی پست ترین سطح تک پہنچ گئیں جس سے ملک کے درآمدی بل میں مزید کٹوتی ہوئی (جدول 5.1)۔ اگرچہ برآمدات میں تیزی سے کمی نے زیادہ تر فوائد کو زائل کر دیا تاہم مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی میں جاری کھاتے میں مجموعی خسارہ پچھلے سال کی اسی مدت کی سطح سے خاصا نیچے تھا۔ چونکہ بیرونی سرمایہ کاریاں کم رہیں اس لیے اس خسارے کی مالکاری زیادہ تر عالمی مالی اداروں کے قرضہ جات اور کمرشل قرضوں سے کی گئی جو وافر مقدار میں دستیاب تھے۔ چنانچہ ملک کے ذخائر بڑھتے رہے اور اسٹیٹ بینک کے خالص بین الاقوامی ذخائر مقررہ راہ پر گامزن رہے۔

جدول 5.1: پاکستان کے بیرونی کھاتے کا خلاصہ						
ملین امریکی ڈالر						
پہلی سرمایہ، پہلی سرمایہ، دوسری سرمایہ، دوسری سرمایہ، پہلی ششماہی، پہلی ششماہی،	میں 15ء	میں 16ء	میں 15ء	میں 16ء	میں 15ء	میں 16ء
جاری کھاتے کی رقم	-1,631	-351	-832	-1,074	-2,463	-1,426
تجارتی توازن	-6,054	-4,700	-3,884	-4,541	-9,938	-9,241
برآمدی وصولیاں	5,959	5,321	6,205	5,497	12,164	10,818
درآمدی ادائیگیاں	12,013	10,021	10,089	10,038	22,102	20,059
تیل کے درآمدی اخراجات	4,476	2,582	3,122	1,882	7,598	4,464
خدمات کا توازن	-658	-177	-833	-836	-1,491	-1,013
کارکنوں کی ترسیلات	4,775	4,967	4,387	4,769	9,162	9,736
پاکستان میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	201	248	410	376	611	624
پاکستان میں جزو دانی سرمایہ کاری	133	390	991	-152	1,124	238
یورپا بنڈ / ویکو	0	500	1,000	0	1,000	500
زرمبادلہ قرضے (خالص)	431	632	912	1,958	1,342	2,590
زرمبادلہ کے ذخائر (اختتام عرصہ)	13,511	20,075	15,268	20,812	15,268	20,812
ماخذ: بینک دولت پاکستان						

یہ بہتری خوش آئند تو ہے مگر زیادہ تسلی بخش نہیں۔ دیگر ابھرتی ہوئی منڈیوں کی طرح عالمی معیشت کے نئے معمولات کے ساتھ خطرات بھی بڑھے ہیں: سست معاشی بحالی، تیل کی منڈی میں ساختی تبدیلیاں جنہوں نے اضافی رسد پیدا کی، ترقی یافتہ معیشتوں میں مہنگائی کی کم شرحیں اور چین



میں سست روی اور امریکہ میں پالیسی کی تبدیلی کی بنا پر ایکویٹی اور کرنسی کی عالمی منڈیوں میں خدشات¹۔ ہجرتی ہوئی اہم منڈیوں میں حال ہی میں برآمدات کم ہوئی ہیں، ترسیلات زر سست ہو رہی ہیں اور سرحد پار سرمایہ کاری محدود ہے۔ پاکستان پر بھی یہ اثرات پڑ رہے ہیں۔

پریشان کن امر یہ ہے کہ مالی سال 16ء کی دوسری سہ ماہی میں پاکستان کی برآمدات کا زوال مسلسل

چوتھی سہ ماہی میں داخل ہو گیا۔² اس دوران ملکی طلب متحرک رہی اور نان آئل درآمدات مستحکم ہوتی رہیں۔ خاص طور پر ملک میں جاری تعمیراتی سرگرمیوں کی بنا پر مشینری، فولاد اور دیگر خام مال کی درآمدزیاں زیادہ رہی۔ چونکہ ترسیلات زر کی نمو اتنی رفتار سے نہ ہو سکی کہ اس بڑھتے ہوئے عدم توازن کو ختم کر سکے اس لیے دوسری سہ ماہی میں جاری کھاتے کا خسارہ پہلی سہ ماہی میں کم ہونے کے بعد دوسری سہ ماہی میں 29.1 فیصد سال بسال بڑھ گیا (سیکشن 5.2)۔

لہذا عملاً بیرونی حالات نے پاکستان کے لیے منفی اثرات پیدا کرنا شروع کر دیے ہیں۔³ اس سے بنیادی طور پر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان ان ممالک کی صف میں شامل ہونے سے قاصر ہے جو اپنی مسابقت بڑھا کر، اور ریاستی اصلاحات متعارف کر کے اور ان پر عملدرآمد کر کے عالمی کساد بازاری کا مقابلہ کرنے میں کامیاب رہے۔

ہنگلہ دیش اور ویت نام نے مئی 16ء کی پہلی ششماہی میں قابل رشک برآمدی کارکردگی کا مظاہرہ کیا، جب سب سے بڑی منڈیوں - امریکہ اور یورپی یونین - کی طرف سے درآمدی طلب کم تھی (شکل 5.1)۔⁴ یہاں یہ بات یاد رہے کہ ہجرتی ہوئی منڈیوں کی برآمدات کی کمی کا بڑا حصہ اجناس پر انحصار کرنے والی مصنوعات میں مرکوز ہے کیونکہ کم قیمتیں ڈالر کی شکل میں کم آمدنی پر منتج ہوئیں۔ تاہم جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے برآمدی کمی وسیع البتہ ناقص اور زیادہ تر کم مقداروں کی بنا پر ہوئی۔ حقیقت یہ ہے کہ اضافی پیداواری لاگت اور مصنوعاتی گہرائی کا فقدان اپنے منفی اثرات مرتب کر رہے ہیں۔

1 تخمینہ ہے کہ 2015ء میں عالمی معیشت کی نمو 3.1 فیصد ہوئی ہے جبکہ 2014ء میں 3.4 فیصد ہوئی تھی۔ ترقی یافتہ معیشتوں میں نمو ٹھوڑی سی بڑھی ہے لیکن ہجرتی ہوئی منڈی کی معیشتوں کی نمو میں بھاری کمی کی وجہ سے اس کا اثر زائل ہو گیا۔ خاص طور پر چین میں 2015ء کے دوران 25 سالہ مدت کی پست ترین نمو 6.9 ریکارڈ کی گئی۔ ماخذ: آئی ایم ایف ورلڈ اکنامک آؤٹ لک (جنوری 2016ء اپ ڈیٹ)۔

2 مالی سال 16ء کی دوسری سہ ماہی میں پاکستان کی برآمدات میں کمی 14.6 فیصد سال بسال تک پہنچ گئی جبکہ مئی 16ء کی پہلی سہ ماہی میں 14.3 فیصد اور مئی 15ء کی تیسری سہ ماہی میں 9.2 فیصد تھی (ماخذ: پاکستان دفتر شماریات)۔

3 ساتھ ہی ساتھ یہ بات قابل ذکر ہے کہ ساختی اصلاحات کا موجودہ پروگرام اور چین پاکستان اقتصادی راہداری کے تحت ہونے والے متوقع سرگرمیاں پاکستان کے بیرونی شعبے کو مستحکم کرنے میں اہم کردار ادا کریں گی۔

4 جولائی تا دسمبر 2015ء کے دوران امریکہ اور یورپی یونین کی مجموعی درآمدات میں بالترتیب 5.5 اور 13.9 فیصد کمی ریکارڈ کی گئی (ماخذ: یوروسٹیٹ اور آئی ٹی سی)۔

اسی طرح یقیناً خارجی حالات نے بیرونی سرمایہ کاری کو دور رکھنے میں کردار ادا کیا مگر ہمیں یہ فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ عالمی سرمایہ کاریوں کی آمد رکھنے سے پہلے ہی یہ رقوم کم ہو رہی تھیں۔⁵ ملک میں پالیسی کے مسائل، امن وامان کے حالات اور توانائی کی قلت کے علاوہ تیل اور گیس کے شعبے میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کا ارتکاب بھی ایک اہم سبب تھا: خام تیل کی قیمتوں میں ڈرامائی کمی نے ملک میں سرگرم تیل اور گیس کی کثیر القومی کمپنیوں کی جانب سے دوبارہ سرمایہ کاری کے عمل کو محدود کر دیا۔⁶ مزید یہ کہ اس شعبے میں کم نفع یابی نے کے ایس ای 100 اشاریے پر مزید منفی اثر ڈالا جو پہلے ہی معروف بروکروں کے خلاف کارروائیوں کے اندیشوں کی بنا پر دباؤ میں تھا۔ س 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران کے ایس ای سے بیرونی سرمایہ کاروں کی جانب سے 240.7 ملین ڈالر نکالے جانے سے اس اشاریے کے گرنے میں مزید تیزی آگئی۔⁷

دریں حالات چین پاکستان اقتصادی راہداری میں رجائیت کا پہلو نظر آتا ہے۔ یہ سرمایہ کاریاں پروگرام کی تمام مدت کے دوران زیر مبادلہ کی آمد کا ایک مستحکم ذریعہ ہونے کے علاوہ صنعتی شعبے کے لیے بڑی رسدی رکاوٹیں (بجلی اور انفراسٹرکچر) دور کرنے میں بھی مدد دیں گی اور کاروبار کرنے کی لاگت میں کمی لانے میں بھی کردار ادا کر سکتی ہیں۔

بہر کیف، ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان کو معیشت کے دیگر شعبوں میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کی مزید بہت رقوم درکار ہیں۔ جب تک ہم برآمدی شعبوں میں مزید سرمایہ کاری لانے میں کامیاب نہیں ہوں گے تب تک ساختی عدم توازن سے نمٹا نہیں جاسکے گا۔ اس مقصد کے لیے ایک موثر صنعتی و تجارتی پالیسی کی تشکیل اور نفاذ لازمی ہے جو نہ صرف پاکستان کے برآمدی سامان میں تنوع لائے بلکہ ان ممالک میں بھی اضافہ کرے جہاں پاکستانی برآمدات جاتی ہیں۔ یہ بھی از حد ضروری ہے کہ موجودہ ایف ٹی ایز کے تحت پاکستان کے تجارتی توازن کو احتیاط سے جانچا جائے اور نئے معاہدے طے کرنے میں محتاط انداز اختیار کیا جائے۔ خاص طور پر پاکستان کو ایسے معاہدوں کے تحت ملک میں پست ٹیکنالوجی کی اور غیر پیداواری اشیا کی آمد کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے۔

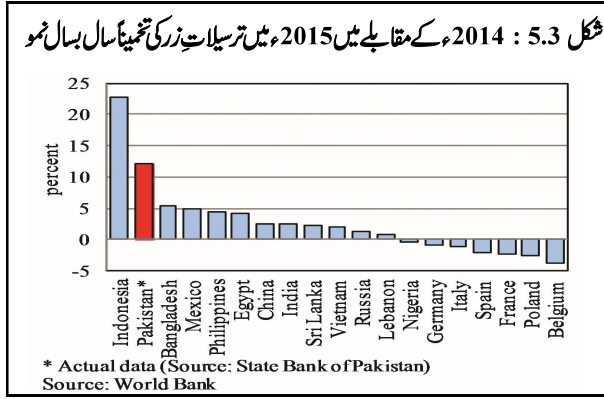
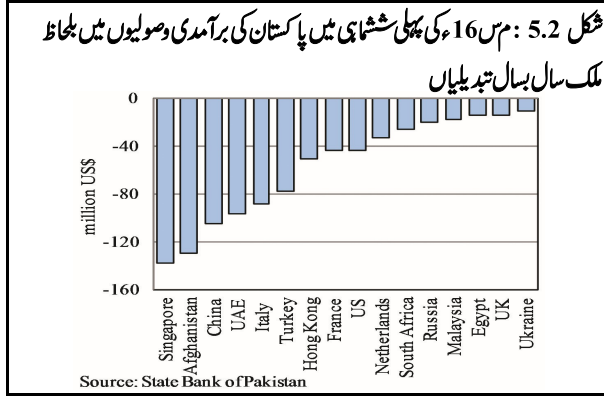
5.2 جاری حسابات: تیل کے کم درآمدی بل کے فوائد گرتی ہوئی برآمدات سے زائل ہو گئے

تیل کی کم قیمتوں کا فائدہ جاری حسابات کو بھی ہوا کیونکہ گذشتہ سال کے مقابلے میں مالی سال 2016ء کی پہلی ششماہی میں خسارہ خاص کم ہو گیا۔ تاہم جیسے پہلے بتایا جا چکا ہے، تمام بہتری پہلی سہ ماہی میں آئی کیونکہ دوسری سہ ماہی میں برآمدی وصولیوں میں کمی اتنی زیادہ تھی کہ ملکی درآمدی ادائیگیوں میں معمولی کمی کا اثر زائل ہو گیا۔ (سیکشن 5.5)۔ جیسا کہ شکل 5.2 میں دکھایا گیا ہے، برآمدات میں کسی ایک مخصوص مقام پر مرتکز نہیں تھی گوکہ ایشیائی معیشتوں اور یورپی یونین کا حصہ سب سے زیادہ رہا۔

⁵ 2015ء میں ترقی پذیر ایشیائی میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری 15.5 فیصد بڑھی (ماخذ: یو این سی ٹی اے ڈی گلوبل انوسٹمنٹ ٹریڈر مانیٹر 2015ء) جبکہ پاکستان میں آنے والی رقوم میں 54 فیصد کی بھاری کمی ہوئی۔

⁶ گذشتہ پانچ برسوں میں صرف تیل اور گیس کی تلاش کے شعبے میں ملک میں آنے والی مجموعی بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کا تقریباً 66 فیصد آیا۔ س 16ء کی پہلی ششماہی میں اس شعبے میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری 157 ملین ڈالر پر لگ بھگ اتنی ہی رہی جتنی س 15ء کی پہلی ششماہی میں تھی۔

⁷ ماخذ: نیشنل کلیئرنگ کمپنی آف پاکستان لمیٹڈ (این سی پی ایل)۔



کارکنوں کی ترسیلات زر ترقی پذیر ممالک میں ترسیلات زر کی رفتار عالمی معاشی بحالی کے آہستہ ہونے اور خاص طور پر ترقی یافتہ معیشتوں کی بہت کم مہنگائی کی وجہ سے حالیہ کچھ ماہ سے سست ہو چکی ہے۔⁸ پاکستان بھی اس رجحان سے محفوظ نہیں ہے اور ترسیلات زر کی نمو کم ہونے لگی ہے۔ تاہم پوری دنیا میں سب سے زیادہ ترسیلات زر وصول کرنے والے بیس ممالک میں سے 2015ء میں انڈونیشیا کے ساتھ ساتھ پاکستان نے قدرے معقول نمو کا مظاہرہ کیا ہے (شکل 5.3)۔ درحقیقت، ترسیلات زر وصول کرنے والے سرکردہ ممالک میں یہ دونوں نمایاں مقام پر کھڑے ہیں؛ پاکستان کے معاملے میں یہ پاکستان ریپی ٹینس انی ٹیو (PRI) کے تحت ترسیلات زر کی خدمات کو بہتر بنانے کی کوششوں کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے جس میں زیادہ مئی ٹرانسفر آپریٹرز، ملکی ڈاک خدمات اور ٹیلی مواصلات کے شعبے کو شامل کیا گیا۔

تاہم نسبتاً حال ہی میں ترسیلات زر کی نمو میں بتدریج کی شدت اختیار کر چکی ہے (جدول 5.2)۔ مالی سال 2016ء کی پہلی ششماہی کے دوران ترسیلات زر کی آمد کی سال بسال نمو گزشتہ سال کے اسی مدت کے 17.6 فیصد کے مقابلے میں صرف 6.3 فیصد رہی ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ مالی سال 2016ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران نمو میں کمی بنیادی طور پر ایک موسمی مظہر تھا، دوسری سہ ماہی میں یہ سست روی ناموافق عالمی صورت حال کو ظاہر کرتی ہے۔

خاص طور پر امریکہ کی طرف سے آمد کی سال بسال شرح مالی سال 2016ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران 6.0 فیصد کم ہو چکی ہے جبکہ گزشتہ سال اسی مدت میں 8.0 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ یہ اس لیے حیران کن ہے کہ امریکہ کی مجموعی بے روزگاری کی شرح مسلسل کم ہوتی رہی ہے۔⁹ ہم اس کمی

⁸ ترقی پذیر ممالک کی ترسیلات زر میں 2015ء میں 2 فیصد کا معمولی اضافہ درج کیا گیا جبکہ 2014ء میں 3.3 فیصد اور 2010ء تا 2013ء میں 7.7 فیصد (اوسط) نمو ہوئی تھی (ماخذ: عالمی بینک)۔

⁹ امریکہ میں بے روزگاری کی شرح دسمبر 2014ء کے 5.6 فیصد سے کم ہو کر دسمبر 2015ء میں 5.0 فیصد ہو گئی (ماخذ: یو ایس بیورو آف لیبر اسٹیٹسٹکس)۔

جدول 5.2: پاکستان آنے والی ترسیلات زر بلحاظ ممالک ملین امریکی ڈالر					
مجموعہ	پہلی سہ ماہی		دوسری سہ ماہی		پہلی سہ ماہی
	مئی 15ء	مئی 16ء	مئی 15ء	مئی 16ء	مئی 15ء
مجموعہ	4,775.1	4,966.5	4,387.0	4,768.8	9,162.2
امریکہ	737.5	715.9	672.1	631.6	1,347.5
برطانیہ	656.6	671.9	555.9	580.2	1,252.1
خلیج تعاون کونسل	2,936.6	3,148.7	2,750.6	3,094.6	5,687.2
سعودی عرب	1,347.0	1,440.9	1,302.8	1,455.0	2,649.8
عرب امارات	1,037.7	1,114.8	949.0	1,058.8	1,986.8
دہلی	537.9	763.2	494.9	704.1	1,032.8
ایٹلی	482.9	332.3	437.9	337.9	920.8
دیگر خطی ممالک	551.8	593.0	498.8	580.8	1,050.6
یورپی یونین	112.5	93.6	85.6	98.1	198.1
دیگر ممالک	332.0	336.6	322.8	364.3	654.9

ماخذ: بینک دولت پاکستان

کاسب بننے والے دو عوامل کی نشاندہی کر سکتے ہیں: پہلا، زیادہ تر مدت کے دوران فیڈرل ریزرو کی شرح سود میں اضافے کے امکان نے ان تارکین وطن کے اثاثے مختص کرنے کے ارادوں پر اثر ڈالا ہوگا جو اپنی رقم سرمایہ کاری کے مقاصد سے پاکستان بھیجتے ہیں۔ دوسرا، منقولی شواہد بتاتے ہیں کہ اعلیٰ ہنرمند پاکستانی کارکن جو امریکہ میں تیل کی صنعت سے منسلک ہیں انہیں تنخواہوں میں کٹوتیوں اور نوکری سے معطلی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ تاہم محض یہ دو عوامل ہی امریکہ کی طرف سے ترسیلات زر کی اس بڑی کمی کی تشریح نہیں کر سکتے۔

جہاں تک خلیج تعاون کونسل کا تعلق ہے، جو گذشتہ پانچ برسوں کے دوران ترسیلات زر کی نمو میں لگ بھگ 60 فیصد کی ذمہ دار ہے، خطے میں سرکاری اخراجات کے پیش نظر یہ سست روی متوقع تھی۔ تاہم اس خطے کی طرف سے ترسیلات زر کی نمو دیگر ممالک کے مقابلے میں اب بھی زیادہ ہے۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اس خطے میں جانے والے پاکستانی کارکنان کی تعداد میں بھی حالیہ مہینوں میں اضافہ ہوا ہے (جدول 5.3)۔ اس سے بنیادی طور پر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تیل کی قیمتوں میں کمی کے اثرات ابھی تک انفراسٹرکچر اور ذرائع نقل و حمل کے پست اخراجات کے باعث خلیج تعاون کونسل کی طرف سے محنت کشوں کی طلب میں کمی کی شکل میں ظاہر نہیں ہوئے۔

اب تک یہ خطہ اپنے پہلے سے جمع شدہ دستیاب زر مبادلہ کے ذخائر کے ذریعے مالیاتی اخراجات میں بڑی کٹوتی کی مزاحمت کرتا رہا ہے۔ یہاں یہ بات بھی غور طلب ہے کہ اس خطے میں کچھ اخراجات پر حکومت کی جانب سے سمجھوتا نہیں کیا جاسکتا، جیسے دہلی میں ایکسیجو 2020ء سے متعلق اخراجات، اور قطر میں فیفا کے عالمی مقابلے 2022ء سے متعلق اخراجات۔ تاہم وہ ممالک جو بلا نقصان قیمتوں (break-even prices) کی انتہا پر ہیں اب وہ اپنے کھلے اخراجات کو برقرار رکھنے میں مشکل کا سامنا کر رہے ہیں، ان کے زر مبادلہ کے ذخائر تیزی سے ختم ہو رہے ہیں۔

جدول 5.3: بیرون ملک جانے والے کارکنوں کی تعداد (جولائی تا دسمبر)					شرح مفید
مست	مست	مست	مست	مست	
14	15	16	15	16	مست
622,714	752,288	946,571	20.8	25.8	مجموعہ
102,527	164,107	274,005	60.1	67.0	سعودی عرب
273,234	350,344	326,986	28.2	-6.7	عرب امارات
8,119	10,042	12,741	23.7	26.9	قطر
47,794	39,793	47,788	-16.7	20.1	عمان
2,031	20,577	20,216	913.1	-1.8	ملائیشیا
189,009	167,425	264,835	-11.4	58.2	دیگر

ماخذ: بیورو آف امیگریشن اینڈ اوور سیز ایملپلائمنٹ

مثال کے طور پر سعودی عرب کے بھاری مالیاتی خسارے (جی ڈی پی کا 15 فیصد) کو پورا کرنے کے لیے سعودی عرب بین الاقوامی منیجرز کے زرمبادلہ کے ذخائر گزشتہ 12 ماہ میں 116 ارب ڈالر کم ہو چکے ہیں۔¹⁰ اگلے سال اس خسارے سے بچنے کے لیے حکومت بنیادی طور پر اخراجات پر قابو پا کر خسارے کو کم کرنے کی منصوبہ بندی کر رہی ہے، ساتھ ہی ساتھ مزید رقوم پیدا کرنے کے لیے ریاستی املاک کی نجکاری کی بھی منصوبہ بندی کی جا رہی ہے۔ اسی طرح متحدہ عرب امارات اپنے انفراسٹرکچر پر کیے جانے والے اخراجات میں کٹوتی کی منصوبہ بندی کر رہا ہے۔ تاہم تمام ریاستیں ابھی کفایت شعاری کی راہ پر نہیں چل رہیں، جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے، دبی کو ایکسیو 2020ء کے سلسلے میں اپنی تیاریاں جاری رکھنی ہیں جس کے لیے اس نے کل اخراجات میں 12 فیصد اضافے کا اعلان کیا ہے۔¹¹

آگے چل کر ہم ترسیلات زر میں مناسب اضافے کی توقع کر رہے ہیں کیونکہ وسط مدت میں مذکورہ بالا بیشتر عوامل برقرار رہیں گے۔ حکومت پاکستان خلیج کے بیشتر ممالک میں سفارتی ذرائع سے اپنی افرادی قوت کو خطے میں انفراسٹرکچر کی سرگرمیوں میں شامل کرنے کے لیے کام کر رہی ہے۔ پاکستانی بینک بھی اپنے صارفین کو رقم کی منتقلی کی مستعد اور آسان سہولتیں فراہم کرنے کے لیے مئی ٹرانسفر آپریٹرز کے ساتھ موجودہ تعلقات کے نیٹ ورک کو وسعت دے رہے ہیں، جو بالآخر ترسیلات زر کی غیر رسمی سے باضابطہ شعبے کی طرف منتقلی میں مددگار ہوگا۔¹²

5.3 مالی کھاتہ

مالی سال 2016ء کی پہلی ششماہی کے دوران، بالخصوص بین الاقوامی مالی اداروں کی جانب سے بھاری رقوم کی آمد کے باعث مالی کھاتہ مستحکم رہا۔ بجٹ کے مطابق مالی سال 2016ء کے لیے 9.2 ارب ڈالر کی بیرونی رقوم کی آمد کے مقابلے میں پاکستان نے پہلی ششماہی میں 4.2 ارب ڈالر وصول کیے۔¹³ ان وصولیوں میں یورو بانڈ کے اجرا سے ملنے والے 500 ملین ڈالر، عالمی بینک اور ایشیائی ترقیاتی بینک سے 1.2 ارب ڈالر اور دوطرفہ رقوم کی مدد میں 400 ملین ڈالر شامل ہیں۔ تاہم اس مدت میں حکومت کی جانب سے قلیل مدتی قرضوں میں بھی قابل ذکر اضافہ ہوا۔ کمرشل بینکوں نے بھی بین الاقوامی بینک بازار میں اتار چڑھاؤ کو کم کرنے کے لیے کمرشل قرض خواہوں سے 371 امریکی ڈالر قرض لیے۔

10 ہیڈ راپیٹلکس۔

11 ماخذ: شعبہ مالیات، حکومت دبی، (http://dof.gov.ae/en-us/media/news/Pages/2016budget.aspx)

12 مثال کے طور پر صف اول کی ایک ایم بی او ٹرانس فاسٹ ٹی ٹی نے حال ہی میں پاکستان میں اپنے شراکت دار کمرشل بینکوں کے لیے موبائل اور آن لائن مینی ٹرانسفر خدمات شروع کی ہیں۔ اس سہولت سے امریکہ اور کینیڈا میں مقیم پاکستانی تارکین وطن خود ٹرانس فاسٹ ٹی ٹی کی دکان پر جانے بغیر اپنے بکھرے گئے رقوم منتقل کر سکیں گے۔

13 مجموعی رقمیں 896 ملین ڈالر منصوبہ جاتی امداد اور 13 ارب ڈالر سے زائد غیر منصوبہ جاتی امداد تھیں۔ مزید یہ کہ 3.5 ارب ڈالر میزانیہ رقوم کی آمد قرضوں کی شکل میں تھی اور محض 365 ملین ڈالر گرنٹس کی ذیلی میں دیے گئے (ماخذ: اقتصادی امور ڈویژن)

جدول 5.4: بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کی آمد ملین امریکی ڈالر					
پہلی سہ ماہی		دوسری سہ ماہی		پہلی سہ ماہی	
مئی 15ء	مئی 16ء	مئی 15ء	مئی 16ء	مئی 15ء	مئی 16ء
201.0	248.0	410.0	379.9	611.0	623.7
2.2	186.0	178.2	214.2	180.5	400.2
198.8	62.0	231.8	165.7	430.5	223.5

ماخذ: بینک دولت پاکستان

2015ء میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری سے رقوم کی آمد میں تیزی آئی تاہم زیادہ تر اضافہ سرحد پار انضمام اور خریداریوں میں مرکوز رہا؛ گریٹ فیلڈ منصوبوں میں سرمایہ کاری نامیہ لحاظ سے عملاً یکساں رہی۔ پاکستان میں مالی سال 2016ء کی پہلی سہ ماہی میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں تھوڑا سا اضافہ ہوا: چین سے رقوم کی آمد میں اضافے نے دیگر ممالک سے آمد میں کمی کا اثر نازل کر دیا۔ (جدول 5.4)۔ توانائی کے شعبے میں سرمایہ کاری کے بہاؤ میں زیادہ تر اضافہ کونسلے پر مبنی پیداوار میں دیکھا گیا۔¹⁴ زیر جائزہ مدت میں چین نے بھی ٹیلی مواصلات کے شعبے میں اپنی سرمایہ کاری بڑھادی ہے۔

سال کی بقیہ مدت میں ہم توانائی اور انفراسٹرکچر کے شعبے میں چین کی طرف سے مزید بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کی توقع کر رہے ہیں۔ تاہم دیگر ممالک کی جانب سے سرمایہ کاری کا حصول کچھ وقت کا متقاضی ہے، کیونکہ (i) توقع ہے کہ عالمی معاشی نمونہ کم رہے گی؛ اور (ii) تیل کی پست قیمتوں کی وجہ سے تیل سے متعلق بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کم کر رہے گی۔

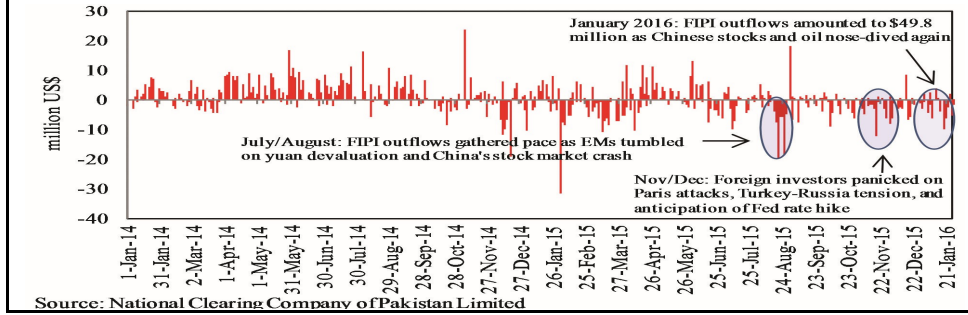
عالمی ایکویٹی مارکیٹ جولائی تا دسمبر 2015ء کے دوران بڑے پیمانے پر اثاثوں کی فروخت کا شکار رہی۔ بالخصوص ابھرتی ہوئی معیشتوں سے 2015ء میں 735 ارب ڈالر سرمائے کا اخراج ہوا، جن میں سے 676 ارب ڈالر صرف چین ہی سے لیے گئے۔ تیل کی قیمتوں میں کمی کے اس کمزور منظر نامے کے ساتھ اس دباؤ کے کئی عوامل تھے: (i) زیادہ تر مدت میں فیڈرل ریزرو کی طرف سے شرح سود میں اضافے کی توقعات (جو بالآخر دسمبر میں ہوا)؛ (ii) چین کی کرنسی اور ایکویٹی منڈیوں میں اتار چڑھاؤ اور اس کا دیگر ابھرتی ہوئی معیشتوں تک پھیلاؤ کا خوف؛ اور (iii) منفی جغرافیائی و سیاسی حالات، جیسے پیرس حملے اور ترکی اور روس کے درمیان بڑھتی کشیدگی (شکل 5.4)۔

دوسری ابھرتی ہوئی معیشتوں کی طرح پاکستان بھی مقامی ایکویٹی مارکیٹ میں بھی خالص بیرونی فروخت ہوئی۔ تاہم جیسا کہ شکل 5.5 میں دکھایا گیا ہے، پاکستان ان ممالک میں شامل تھا جن کی ایکویٹی منڈیاں اثاثوں کی عالمی فروخت سے سب سے کم متاثر ہوئی تھیں۔

بہر حال مقامی ایکویٹی مارکیٹ جنوری 2016ء میں پھر دباؤ میں آئی کیونکہ چین میں اسٹاک مارکیٹ کی افراطی بدتر ہو گئی اور تیل کی قیمتیں مسلسل کم ہوتی رہیں۔ مہینے کے دوران بیرونی سرمایہ کار پاکستان اسٹاک ایکسچینج 100 اشاریے (قبل ازیں کے ایس ای 100) میں 49.7 ملین ڈالر اسٹاک کے خالص فروخت کنندگان تھے۔

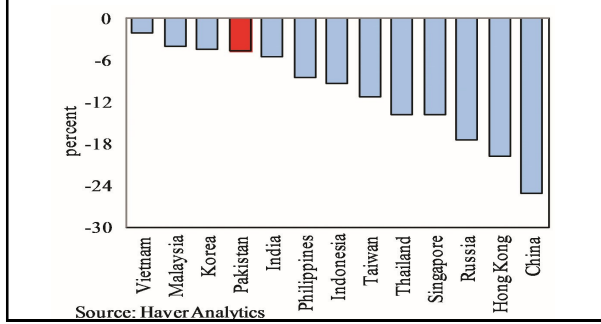
¹⁴ مالی سال 2016ء کی پہلی سہ ماہی میں توانائی کے شعبے میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری 85.3 ملین ڈالر سے بڑھ کر 320.2 ملین ڈالر ہو گئی۔ ان میں سے 230 ملین ڈالر بیرونی براہ راست سرمایہ کاری مالی سال 2016ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران کونسلے پر مبنی منصوبوں نے حاصل کی۔

شکل 5.4: فارن انویسٹرز پورٹ فولیو اسٹیمٹس - خالص خرید و فروخت (جولائی تا جنوری 2016ء)



5.4 تجارتی کھاتے¹⁵

شکل 5.5: جولائی تا دسمبر 2015ء ابھرتی ہوئی منڈیوں میں ایکویٹی مارکیٹس کی کارکردگی



مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران پاکستان کا تجارتی خسارہ 11.9 ارب ڈالر تک پہنچ گیا جو گزشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں معمولی کمی کو ظاہر کر رہا ہے۔ تمام بہتری مالی سال 16ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران دیکھنے میں آئی کیونکہ دوسری سہ ماہی کے دوران خسارے میں 14.2 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ اس بگاڑ کا سبب برآمدات میں تیزی سے کمی ہے جو سہ ماہی کے دوران درآمدات میں ہونے والی معمولی کمی سے زیادہ تھی (جدول 5.5)۔

جدول 5.5: بیرونی تجارت (فیصد نمونہ سال)				
تجارتی خسارہ	درآمدات	برآمدات	سہ ماہی	پہلی سہ ماہی
44.4	11.6	-10.4	م 15ء	پہلی سہ ماہی
-15.5	-14.9	-14.3	م 16ء	پہلی سہ ماہی
22.8	11.2	2.3	م 15ء	دوسری سہ ماہی
14.2	-0.8	-14.6	م 16ء	دوسری سہ ماہی
33.5	11.4	-4.4	م 15ء	پہلی ششماہی
-1.7	-8.1	-14.5	م 16ء	پہلی ششماہی

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

پہلی ششماہی کے دوران کی وسیع الہنیات تھی لیکن کپاس، سوتی، دھاگہ، بستر کی چادروں، ولوازمات، پلاسٹک، چمڑے کی مصنوعات، دواسازی اور سینٹ کے شعبوں میں اس کا اثر زیادہ نمایاں تھا (جدول 5.6)۔ جیسا کہ شکل 5.6 میں دکھایا گیا ہے مقدار میں کمی کے نتیجے میں بحیثیت مجموعی

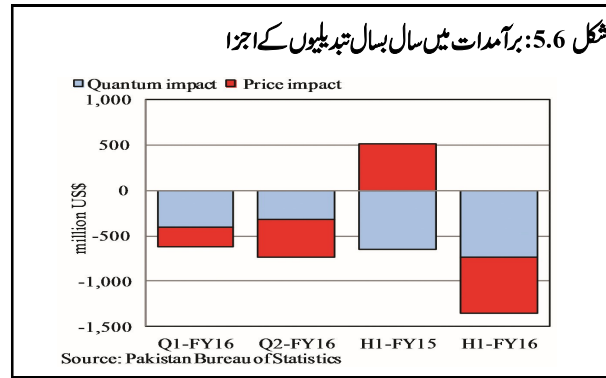
¹⁵ یہ سیکشن پاکستان دفتر شماریات کے مہیا کردہ کسٹم کے اعداد و شمار پر مبنی ہے۔ اس سیکشن کی معلومات اور ادا انگیزیوں کے ریکارڈ کے اعداد و شمار سے مماثل نہیں ہیں جنہیں سیکشن 5.1 میں دیا گیا ہے۔ ڈیٹا کے ان دونوں سلسلوں کے درمیان فرق کو سمجھنے کے لیے براہ مہربانی اسی رپورٹ میں 'ضمیمہ: اعداد و شمار کی توضیح' کی ملاحظہ فرمائیے۔

جدول 5.6: برآمدی حجم میں سال بسال نمو
فیصد

پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	تیسری سہ ماہی	چوتھی سہ ماہی	مجموعی	سالانہ	نوع
م 15ء	م 16ء	م 15ء	م 16ء	م 15ء	م 16ء	
-5.1	-5.3	-10.5	4.3	0.5	-13.7	بامتی
17.6	5.0	16.0	14.1	21.7	-12.5	غیر بامتی
10.9	-14.5	-1.4	-4.3	25.2	-24.1	گوشت
-34.4	-9.9	-73.3	0.5	21.3	-21.6	خام کپاس
-31.6	-1.4	-38.6	16.7	-23.4	-16.6	سوتی دھاگہ
4.8	-26.2	5.9	-28.0	3.7	-24.4	سوتی کپڑا
3.1	-1.9	1.9	-2.2	4.3	-1.6	نٹ ویئر
-4.4	1.7	-1.4	4.7	-7.1	-0.8	بستر کی چادریں
9.6	0.7	-4.4	1.2	24.8	0.2	تولید
2.4	7.9	6.6	11.2	-1.9	4.8	تیار ملبوسات
-8.8	-6.9	-28.5	14.8	12.2	-22.5	مصنوعی ٹیکسٹائل
-28.5	-14.5	-31.1	-13.0	-26.1	-15.8	رنگا ہوا چمڑا
-16.3	-27.2	-17.8	-33.9	-14.9	-19.2	چمڑے کے ملبوسات
-11.0	-6.2	10.2	-3.9	-27.4	-7.9	فٹ ویئر
-37.6	-18.7	-58.2	-15.5	-10.5	-22.6	پلاسٹک کا سامان
-27.9	4.3	-29.0	17.4	-26.7	-7.3	دو سازی
-30.7	-3.1	-23.5	-7.5	-35.1	-0.2	برقی پنکھے
-32.3	4.0	-27.0	15.2	-36.9	-4.3	سینٹ

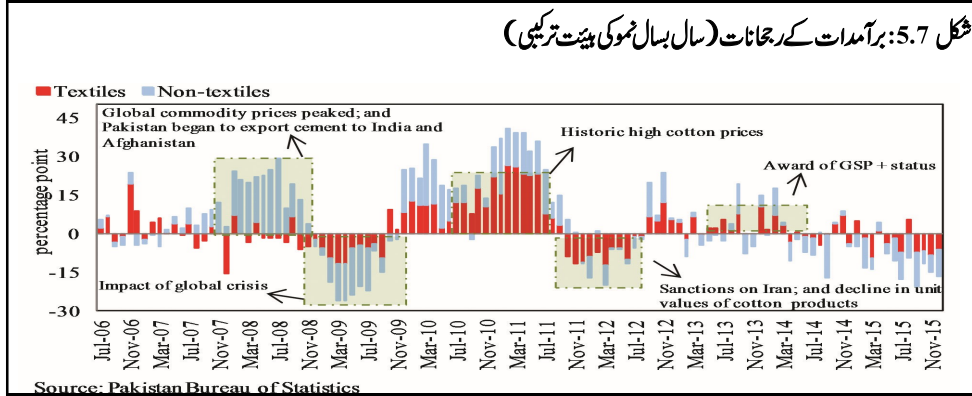
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

برآمدات کمزور رہیں اگرچہ اکائی قیمتوں نے بھی اس میں کسی حد تک کردار ادا کیا تھا۔



گذشتہ دہائی میں کمزور کارکردگی پاکستان کی برآمدی کارکردگی گذشتہ ایک دہائی کے دوران غیر متاثر کن رہی ہے۔ یکبارگی عوامل کے باعث دوبار بلند نمو حاصل کرنے کے علاوہ برآمدات کی نمو خاصے اتار چڑھاؤ کا شکار رہی ہے، خصوصاً 2008ء اور 2009ء کے بحرانوں کے بعد کے برسوں میں (شکل 5.7)۔

اس کارکردگی کی وجوہات میں طلب و رسد دونوں قسم کے عوامل شامل ہیں۔ رسد کے عوامل میں توانائی کی قلت، ہنرمندی کی پست سطح وہ اہم



مسائل ہیں جو گزشتہ چند برسوں سے ملکی برآمدات میں کمی کا باعث بن رہے ہیں۔ برآمدی شعبوں میں سرمایہ کاری پریشان کن حد تک پست رہی، بنگلہ دیش اور ویت نام جیسے ابھرتے ہوئے فریقوں سے سخت مسابقت نے برآمدی کاروبار میں مارجن کو کافی حد تک غیر پرکشش بنا دیا ہے؛ اس کے ساتھ پیداواری لاگت میں اضافے سے بھی ملک میں برآمدی کاروبار کی مجموعی تحریک پذیری کو نقصان پہنچا ہے (خصوصاً ہماری روایتی اشیا کو)۔ سرمایہ کاری کی مسلسل پست سطح کی وجہ سے سرمایہ کار خود کو شرائط کو اس کے صارفین کی بدلتی ترجیحات سے ہم آہنگ کرنے سے قاصر رہے۔

طلب کے لحاظ سے پاکستان کی برآمدی نمو کو محدود کرنے والا ایک اہم عامل ہمارے چین اور یورپی یونین جیسے اہم درآمدی شرائط داروں کی معیشتوں میں سست روی ہے۔ چین کی معیشت دوبارہ متوازن ہونے کے تاریخی مرحلے سے گزر رہی ہے، یورپی یونین نے پچھلے کچھ عرصہ سے اندرونی مصنوعات کا استعمال خاصا بڑھا دیا ہے، خصوصاً امریکی ڈالر اور دیگر کرنسیوں کے مقابلے میں یورو کی قدر میں بھاری کمی کے بعد۔ جہاں تک امریکہ کا تعلق ہے تو اگرچہ ان برسوں میں درآمدی طلب مناسب رہی ہے لیکن پاکستان منڈی کی ترجیحات میں تبدیلی کے باعث اس منڈی کو اپنی رسد کی فراہمی میں اضافہ نہیں کر سکا۔ اس کے نتیجے میں پاکستان یورپی یونین اور چین کی منڈیوں میں اپنا حصہ برقرار رکھنے میں کامیاب رہا لیکن ویت نام جیسے زیادہ فعال درآمد کنندگان امریکی منڈی میں پاکستان کو اس کے حصے سے محروم کرنے میں کافی حد تک کامیاب دکھائی دیتے ہیں۔

ایشیائی ممالک کو برآمدات میں سب سے زیادہ کمی ہوئی

سنگاپور، چین اور افغانستان کو برآمدات میں زیادہ کمی دیکھنے میں آئی ہے۔ جہاں تک سنگاپور کا تعلق ہے یہ کمی قیمتوں پر مبنی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس شہری ریاست کو ہماری برآمدات کا بڑا حصہ پیٹرولیم آئل اور دیگر پیٹرولیم مصنوعات پر مشتمل ہے۔ اس کے مقابلے میں چین سے پاکستانی سوتی دھاگے اور کپڑے کی طلب میں مسلسل کمی آرہی ہے؛ اجرتوں میں اضافے کی وجہ سے اس کی قدر اضافی کی حامل ٹیکسٹائل مصنوعات یورپی یونین اور امریکی منڈیوں میں اپنی مسابقت کھو رہی ہیں۔ پست لاگت والے دیگر ممالک اپنی قیمتوں میں خاصی کمی کر رہے ہیں۔¹⁶ اس سے قطع نظر، چینی معیشت کی مجموعی کمزوری کی وجہ سے پاکستان سے سمندری غذائی اشیا اور چمڑے کی مصنوعات کی طلب میں کمی آئی ہے۔ افغانستان کو

¹⁶ مزید برآں، چین خود اب ٹیکسٹائل اور جوتوں جیسی پست ٹیکنالوجی کی حامل مصنوعات کے بجائے ہائی ٹیک مصنوعات پر زیادہ توجہ دے رہا ہے تاکہ ٹیکنالوجی کے لحاظ پر مزید پیش رفت کی جاسکے۔

برآمدات میں ہونے والی بیشتر کمی سیمنٹ کی برآمد سے نمایاں ہے۔ مستقبل قریب میں بحالی متوقع نہیں کیونکہ امکان ہے کہ افغانستان کچھ درآمدی آرڈر تاجکستان کو منتقل کر دے گا، جس کے ساتھ اس نے کچھ عرصہ پہلے ہی تجارتی سمجھوتے پر دستخط کیے ہیں۔

ویت نام نے پاکستان کی برآمدی سہولتوں کی کمی سے کہہ دیا۔۔۔

بین بحر الکاہل تجارت داری (ٹی بی پی) سمجھوتے پر مذاکرات کی حالیہ تکمیل کے ساتھ ہی ویت نام نے پہلے ہی پاکستان، چین اور بھارت جیسے دیگر ایشیائی ممالک کی قیمت پر اپنی برآمدی بنیاد کو توسیع دینا شروع کر دیا ہے۔ ٹیکسٹائل اور اس سے متعلق بیشتر ایشیا پر ٹیرف کی صفر شرح کی توقع رکھتے ہوئے بحر الکاہل کے ساحلی علاقوں کے ممالک اس سمجھوتے سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کے لیے ویت نامی برآمد کنندگان کے ساتھ تجارت داریاں قائم کر رہے ہیں۔ خاص طور پر پاکستان امریکی منڈی میں ویت نامی مصنوعات کی بڑھتی ہوئی سرایت کے مقابلے میں کافی کمزور ہے، جواب تک ہماری برآمدی مصنوعات کی سب سے بڑی منزل رہی ہے۔

جہاں تک یورپی یونین کا تعلق ہے تو یورپی یونین اور ویت نام کے درمیان آزاد تجارت کا سمجھوتہ (ای وی ایف ٹی اے) آئندہ دنوں میں پاکستانی برآمد کنندگان کی مسابقت کے حوالے سے ایک بڑا چیلنج ثابت ہوگا کیونکہ اس کے آپریشنل ہونے سے تقریباً ہر قسم کے ٹیرف کا خاتمہ ہو جائے گا۔ فی الوقت یورپی یونین کو ویت نام کی اہم برآمدات میں الیکٹرانک مصنوعات، جوتے، ٹیکسٹائل اور کپڑے، چاول، سمندری غذائی اشیاء اور فرنیچر شامل ہیں۔ الیکٹرانک مصنوعات کے علاوہ اس منڈی میں پاکستان اور ویت نام کی مصنوعات کے خاکے میں کافی مماثلت پائی جاتی ہے۔ جیسا کہ امریکہ کا معاملہ ہے، ویت نام اور یورپی یونین کے تاجروں کے درمیان تعاون میں تیزی آنا شروع ہو گئی ہے۔ مالی سال 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران بھی اگرچہ یورپی یونین کی مجموعی درآمدات میں 13.9 فیصد سال بسال (بشمول پاکستانی درآمدات) کمی آئی ہے لیکن ویت نام سے اس کی درآمدات میں 16.8 فیصد سال بسال اضافہ ہوا ہے۔¹⁷

درآمدات

جولائی تا دسمبر م س 16ء کے دوران درآمدات سال بسال 8.1 فیصد گر گئیں جبکہ گذشتہ سال اسی مدت میں 11.4 فیصد کا تیز رفتار اضافہ ہوا تھا۔ حالیہ کمی کا واحد سبب قیمت کا اثر تھا۔ بیشتر مصنوعات مثلاً کھاد، خام کپاس، اور فولاد کے معاملے میں مقداری اثر مثبت رہا۔ درحقیقت پیٹرولیم کے درآمدی اخراجات میں نمایاں کمی اتنی زیادہ تھی کہ درآمدی اخراجات ماسوائے تیل، میں اضافے کی بخوبی تلافی ہو گئی (جدول 5.7)۔

پیٹرولیم مصنوعات: قیمت کا اثر نمایاں ہے

م س 16ء کی پہلی ششماہی میں پیٹرولیم مصنوعات کے درآمدی اخراجات گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں 39.8 فیصد گر گئے، جس کی بنیادی وجہ پست اکائی مالیت تھی (جدول 5.8)۔ یہ بات حیران کن ہے کہ پیٹرولیم مصنوعات کا درآمدی حجم زیر جائزہ عرصہ میں کم ہوا حالانکہ قیمتیں تاریخی پست سطح تک گر چکی تھیں، اس مدت کے دوران ملکی صرف میں جو معمولی سا اضافہ ہوا وہ غالباً ذخائر سے آیا۔¹⁸ م س 16ء کی پہلی ششماہی

¹⁷ ماخذ: یوروا سٹیٹ

¹⁸ پیٹرولیم (خام اور مصنوعات دونوں) کی درآمدی مقدار م س 16ء کی پہلی ششماہی کے دوران 8.2 ملین میٹرک ٹن رہی، جبکہ م س 15ء کی پہلی ششماہی کے دوران 9.6 ملین میٹرک ٹن رہی تھی (سال بسال 13.8 فیصد کمی)۔

جدول 5.7: درآمدی مالیت میں نمو-اہم زمرے فیصد						
پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	پہلی سہ ماہی	دوسری سہ ماہی	پہلی سہ ماہی
م 15ء	م 16ء	م 15ء	م 16ء	م 15ء	م 16ء	م 15ء
تیل کی مصنوعات	-1.4	-41.1	-15.0	-38.2	-7.8	-39.8
ماسواتیل	18.8	-2.9	24.6	12.2	21.7	4.7
ماسواتیل، ماسواغذا	15.7	-0.8	22.5	14.5	19.0	6.9
غذا	37.2	-13.3	37.3	0.5	37.3	-6.5
مشینری	23.0	-3.4	25.9	23.3	24.5	10.4
ٹرانسپورٹ	-1.0	3.5	32.8	1.5	14.1	2.5
ٹیکسٹائل	21.2	-1.1	1.7	51.3	10.8	24.7
زرعی اور کیمیائی	19.5	-4.3	17.9	0.3	18.7	-1.9
کھاد	33.0	27.2	23.7	12.3	27.3	18.4
دھات	22.0	-1.1	34.2	13.3	27.8	6.0
مجموعی درآمدات	11.6	-14.9	11.2	-0.8	11.4	-8.1
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات						
جدول 5.8: پاکستان کی توانائی کی درآمدات، جولائی تا نومبر						
مقدار (ہزار میٹرک ٹن)	درآمدی مالیت (ملین امریکی ڈالر)	م 15ء	م 16ء	م 15ء	م 16ء	م 15ء
موٹر اسپرٹ	1,061.0	1,612.0	979.0	929.3		
فرنس آئل	2,832.7	1,032.4	1,740.5	689.4		
ہائی اسپیڈ ڈیزل	1,342.2	1,272.8	1,003.4	579.8		
ایل این جی	0.0	363.6	0.0	199.5		
ایل پی جی	33.1	67.7	26.8	62.3		
کوئلہ	2,097.6	1,906.8	218.3	186.3		
کوئلے کا کوک	29.8	32.8	13.4	9.5		
مٹی کا تیل	44.2	40.2	42.8	24.2		
* دسمبر 2015ء کا تفصیلی ڈیٹا 25 مارچ 2016ء تک دستیاب ہوگا						
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات						

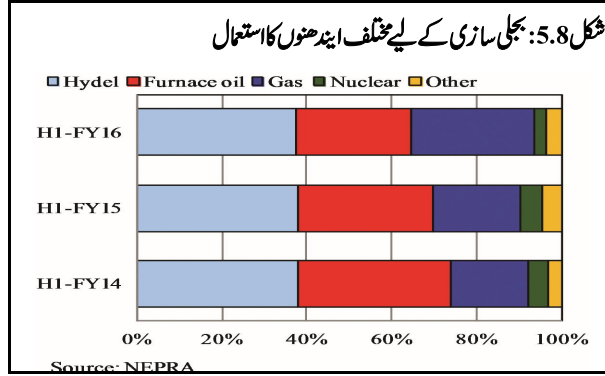
فراہم کردی گئی ہے بلکہ مزید قدرتی گیس کا رخ بھی گھریلو صارفین کے بجائے بجلی کی پیداوار کی طرف موڑ دیا گیا ہے۔

درآمدی اخراجات ماسواتیل

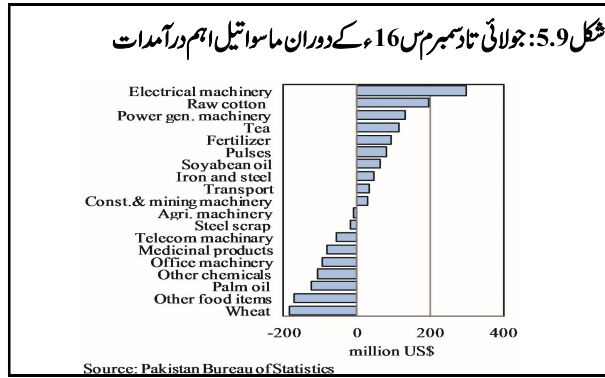
ماسواتیل درآمدی اخراجات پہلی سہ ماہی کے دوران پست رہنے کے بعد دوسری سہ ماہی میں دوبارہ بڑھ گئے، یوں ان میں سال بسال 12.2

¹⁹ پی اے ایم اے کے مطابق جولائی تا دسمبر م 16ء کے دوران کاروں کی فروخت گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں 53 فیصد بلند رہی۔

²⁰ جولائی تا دسمبر م 16ء کے دوران فرنس آئل کی فروخت گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں 9 فیصد پست رہی۔



فیصد نمو ہوئی۔ اس سے ملکی اقتصادی سرگرمیوں میں اضافے کا اظہار ہوتا ہے، خاص طور پر بجلی اور انفراسٹرکچر کے منصوبوں میں جاری سرمایہ کاری کو دیکھتے ہوئے یہ عیاں ہے۔ بجلی سازی اور تعمیرات سے متعلق مشینری زیادہ تر درآمد کی گئی۔ حتیٰ کہ برقی مشینری کی درآمد میں اضافہ بنیادی طور پر بجلی سازی اور تقسیم میں استعمال کیا گیا (شکل 5.9)۔



جولائی تا دسمبر 2016ء کے دوران فولاد کے درآمدی اخراجات میں 5.1 فیصد نمو ہوئی جبکہ گزشتہ سال اسی مدت میں 54.3 فیصد کا تیز رفتار اضافہ ہوا تھا۔ تیار اور نیم تیار مصنوعات جیسے ہاٹ رولڈ کواٹل، لائن پائپ، بوائلر ٹیوب اور دیگر اشیاء کی طلب میں بیشتر اضافہ دیکھا گیا۔

جولائی تا دسمبر 2016ء کے دوران کپاس کی درآمد سے درآمدی اخراجات میں 198 ملین ڈالر

اضافہ ہو گیا جس کا بنیادی سبب اس سال کپاس کی پیداوار میں تیزی سے ہونے والی کمی ہے۔²¹ بیشتر درآمدات نومبر اور دسمبر 2015ء میں ہوئیں اور زیادہ تر بھارت اور امریکہ سے کی گئیں۔ ملکی ٹیکسٹائل صنعت کے پاس کپاس اور دھاگے کے ذخائر کی موجودگی، اور سوتی دھاگے کی درآمد پر 10 فیصد ریگولیٹری ڈیوٹی عائد ہونے کے باوجود کپاس کی درآمد طاقتور رہنے کا امکان ہے، تا کہ پست ملکی پیداوار کا ازالہ کیا جاسکے۔

غذائی گروپ میں پام آئل کا درآمدی بل گر گیا جس کا بڑا سبب اس کی پست عالمی قیمت ہے، جبکہ درآمدی مقدار زیر جائزہ عرصہ کے دوران خوردنی تیل کی ملکی پیداوار میں معاونت کے لیے بڑھ گئی۔²² عالمی نرخ 2015ء میں تاریخ کی پست ترین سطح کو چھونے کے بعد کسی حد تک بحال ہوئے ہیں جس کا سبب ناسازگار موسمیاتی صورت حال کی بنا پر کم رسد کی امیدیں اور انڈونیشیا میں (بایوڈیزل کے زائد استعمال کے سبب) ملکی طلب میں ہونے والا اضافہ ہے۔²³ تمام درآمدی اشیاء میں سے چائے کو اس لحاظ سے ایک استثنیٰ حاصل ہے کہ اس کا درآمدی بل بنیادی

21 کپاس کی مجموعی درآمد 2016ء کی پہلی ششماہی کے دوران 310.9 ملین ڈالر رہی جبکہ 2015ء کی پہلی ششماہی کے دوران 113 ملین ڈالر رہی تھی۔

22 2015ء کی پہلی ششماہی کے دوران خوردنی تیل کی پیداوار میں 8.9 فیصد نمو ہوئی۔

23 انڈونیشیا کی حکومت نے 2016ء میں 20 پروگرام کی اعلان کیا ہے جو بنیادی طور پر بایوڈیزل کا استعمال بڑھانے (80 فیصد ڈیزل، 20 فیصد بایو فیول) سے متعلق ہے۔ انڈونیشیا چونکہ اپنے بیشتر پام آئل کو ڈیزل بنانے کے لیے اندرون ملک ہی استعمال کر لیتا ہے اس لیے بین الاقوامی منڈی میں اس کی مجموعی رسد گھٹ گئی ہے۔ بایوڈیزل کا استعمال بڑھا کر انڈونیشیا کاربن کے اخراج میں کمی کے حوالے سے اپنے سابقہ وعدوں کو بھی پورا کر سکے گا۔

طور پر نرخوں میں اضافے کی بنا پر بڑھا۔ چائے برآمد کرنے والے دو بڑے ملکوں کینیا اور بھارت میں پیداوار گرنے کی بنا پر چائے کے عالمی نرخ مستحکم رہے۔

جولائی تا دسمبر 16ء کے دوران کھاد کے درآمدی اخراجات میں 18.4 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گزشتہ سال اسی مدت کے دوران تیز رفتار 27.3 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ اس اضافے کا سبب حکومت کا یہ فیصلہ ہے کہ ربیع 16-2015ء کے لیے یورپا کی کافی مقدار کی دستیابی کو یقینی بنایا جائے، کیونکہ موسم سرما میں (نومبر تا جنوری) گیس کی قلت کا خدشہ تھا جس سے سیزن کے دوران یورپا کی ملکی پیداوار متاثر ہو سکتی تھی۔ تاہم کھاد کے کارخانوں کو گیس کی رسد عمدہ طریقے سے جاری رہی کیونکہ حکومت نے گیس کی رسد گھریلو صارفین کے بجائے زیادہ پیداواری شعبوں مثلاً کھاد، سیمنٹ اور بجلی کی پیداوار کی طرف موڑنے کا فیصلہ کیا۔²⁴ چنانچہ یورپا کی ملکی پیداوار نمایاں طور پر بڑھ گئی۔²⁵ اس کے ساتھ ساتھ ڈی اے پی کی درآمد بھی مستحکم رہی اور کھاد کی مجموعی درآمد میں اس کا حصہ تقریباً 65 فیصد رہا۔

²⁴ گیس تقسیم کرنے والی فرموں کے مطابق سردیوں (نومبر تا جنوری) میں تین بڑے شعبوں کھاد، سیمنٹ، اور بجلی پیدا کرنے والے کارخانوں کو 440 ملین مکعب فٹ گیس یومیہ فراہم کی گئی۔ اس میں سے 210 ملین مکعب فٹ یومیہ کوئی ناردرن گیس سے اور 231 ملین مکعب فٹ یومیہ کوئی سدرن گیس سے دی گئی۔

²⁵ جولائی تا دسمبر 16ء کے دوران کھاد کی پیداوار میں 15 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گزشتہ سال اسی مدت میں 1.6 فیصد کمی ہوئی تھی۔

خاص مضمون : شعبہ فولاد - طویل مدتی حکمت عملی کی ضرورت

جدول 1.1: فولاد کی تیار مصنوعات کی فی کس کھپت (کلوگرام)					
2014ء	2013ء	2012ء	2011ء	2010ء	
16.9	15.5	14.9	13.1	12.3	بنگلہ دیش
23.5	19.3	18.1	16.3	16.5	پاکستان
58.6	57.6	57.3	55.9	52.8	بھارت
156.2	128.8	121.3	108.6	119.7	ویت نام
50.7	50.5	50.4	44.7	37	انڈونیشیا
519.0	539.5	487.0	475.6	438.2	چین
1,108.8	1,038.4	1,089.9	1,142.5	1,067.2	جنوبی کوریا
261.3	266.3	247.5	242.9	226.7	ایشیا
216.9	217.8	207.4	206	193.2	عالمی اوسط

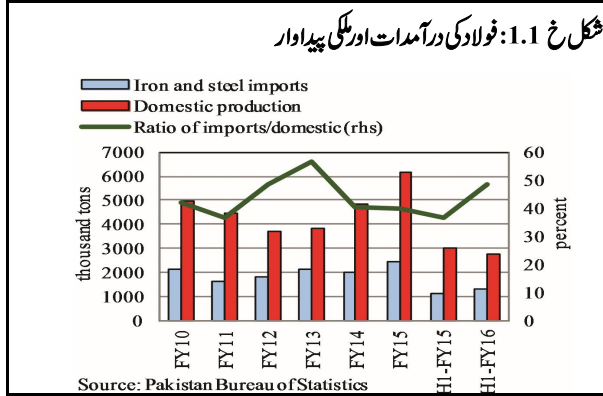
ماخذ: اسٹیل اسٹینسٹیل ایئر بک 2015ء

کسی ملک کی مجموعی معاشی ترقی کے لیے فولاد کی ترقی یافتہ صنعت انتہائی اہم ہے۔ معاشی ترقی کے ابتدائی ادوار میں توقع کی جاتی ہے کہ فولاد کی کھپت کی شرح بہت تیز رہے کیونکہ بنیادی انفراسٹرکچر بشمول پل، ڈیموں، ریلوے، بجلی کی تیاری، تقسیم و ترسیل کے منصوبوں وغیرہ کی تعمیر کے لیے فولاد کی بڑی مقدار درکار ہوتی ہے۔ ہر قسم کی مشینری، آلات، اور گاڑیوں کی تیاری کے لیے بھی فولاد بنیادی خام مادے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

پاکستان ایک ترقی پذیر معیشت ہے جو تیز تر صنعتی ترقی حاصل کرنے کے بہت زیادہ امکانات رکھتی ہے۔ تاہم پائیدار صنعتی اور معاشی ترقی فولاد کی یقینی فراہمی پر منحصر ہے۔ فولاد کی ناکافی دستیابی معیشت کے تمام شعبوں میں ترقی کے لیے کی جانے والی کوششوں کی راہ میں قدرتی رکاوٹ بن جاتی ہے۔ چنانچہ فولاد کی پیداوار کے لیے منصوبہ بندی ملک کی مجموعی ترقیاتی منصوبہ بندی کا نہایت اہم حصہ ہونا چاہیے۔

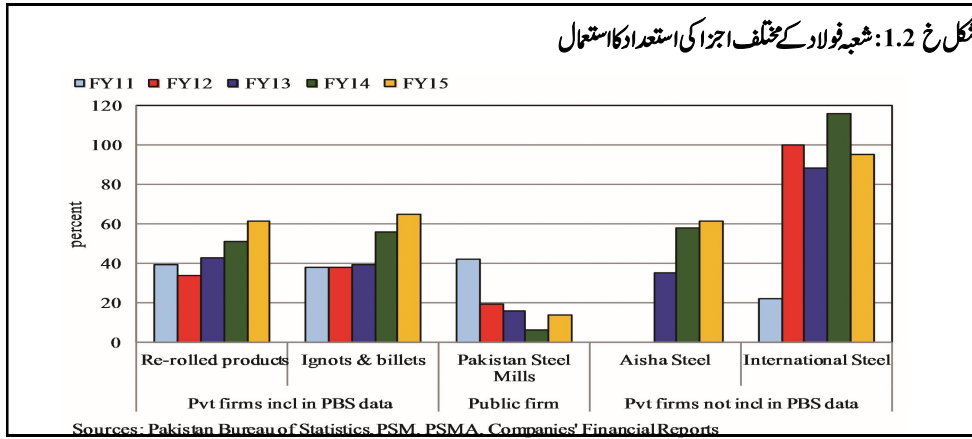
فی الحال پاکستان سالانہ تقریباً چھ ملین میٹرک ٹن فولاد پیدا کرتا ہے۔ اس میں یہ شامل ہیں: خام اشیا (لوہا اور کبائر)؛ مسطح اشیا (چادریں اور تختیاں جو گاڑیوں کے شعبے میں استعمال ہوتی ہیں)؛ اور لمبوتری اشیا (فولاد کی سلاخیں، تاروں کی چھڑیاں، جنگلے اور انفراسٹرکچر کی تیاری میں مستعمل ڈھانچے، اور غلکیاں اور پائپ)۔ تاہم پاکستان میں فولاد کی فی کس کھپت بہت کم یعنی 23.5 کلوگرام ہے اس کے مقابلے میں بھارت میں یہ 261.3 کلوگرام ہے، اسی طرح ایشیا میں اس کی اوسط 261.3 کلوگرام اور عالمی اوسط 216.9 کلوگرام ہے (جدول 1.1)۔

گزشتہ دو سال کے دوران انفراسٹرکچر کی جانب حکومت کی بڑھی ہوئی توجہ کئی ترقیاتی منصوبوں کے آغاز پر منتج ہوئی ہے۔ اس میں غیر ملکی سرمائے سے چلنے والے منصوبے شامل ہیں، بالخصوص وہ جو چین پاکستان اقتصادی راہداری کے تحت آتے ہیں، اس کے علاوہ یہ پالیسی کئی منصوبوں میں سرمایہ کاری کے لیے نجی اداروں کی بھی حوصلہ افزائی کر چکی ہے۔ سڑکوں، ریلوے، ڈیموں اور توانائی کے انفراسٹرکچر کی تیاری میں فولاد کے اہم کردار اور اس کے ساتھ ملک میں جاری ترقیاتی منصوبوں کی رفتار کے پیش نظر فولاد اور اس کی منسلک مصنوعات کی طلب میں نمایاں اضافہ متوقع ہے۔ درآمدات کو درمیانی تا طویل مدت میں بڑھانے بغیر اس بلند طلب کو پورا کرنے کے لیے آئندہ برسوں میں ملک کو اس صنعت میں وسیع سرمایہ کاری کی ضرورت ہوگی۔



پاکستان میں فولاد کی صنعت لوہا پگھلانے کی بھٹیوں سے لے کر خام مال کی تیاری کے شعبہ جات اور اختتامی صارف کی صنعتوں تک ایک مکمل اور گتے ہوئے قدری سلسلے پر مشتمل ہے۔ اگرچہ ملک میں فولاد کی پیداوار ابھی تک مستحکم نہیں ہوئی ہے (شکل خ 1.1)۔ اس شعبے میں تحریک کی کمی کی وجوہات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ فولاد کی صنعت کئی چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بٹی ہوئی ہے: اس وقت اس صنعت میں کم از کم چھ سو ادارے ہیں اور

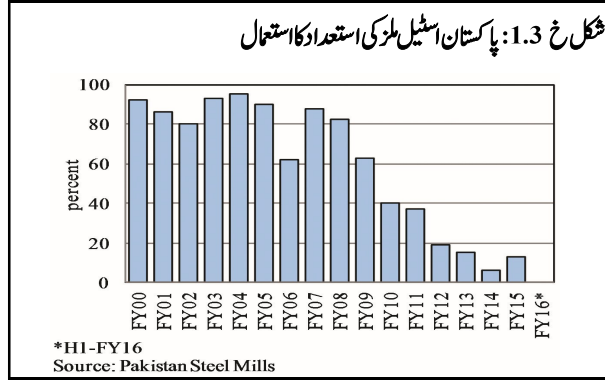
ان میں کوئی بھی قائدانہ صلاحیت نہیں رکھتا جو نصب العین یا سمت کا تعین کر سکے۔



مزید برآں، پاکستان میں فولاد کی صنعت چھوٹے چھوٹے پلانٹس پر مشتمل ہے جن میں سے اکثر قدیم ٹیکنالوجی استعمال کر رہے ہیں۔ بالخصوص بہت سے پگھلائی، ڈھلائی، اور تیار کرنے والے ادارے فولاد کے برآمد کنندہ ممالک میں اپنے حریفوں کے مقابلے میں بہت چھوٹے پلانٹس رکھتے ہیں۔ اسی طرح قدیم (اور توانائی ضائع کرنے والی) ٹیکنالوجی کا استعمال ان اداروں کی تیاری کی لاگت میں اضافے اور گھٹیا اور مختلف معیارات کی پیداوار پر منتج ہوتا ہے۔²

¹ اگرچہ صنعت اس وقت اپنی مڈی کی تمام صلاحیت استعمال کرنے سے بہت دور ہے، لیکن کچھ انفرادی ادارے گزشتہ کچھ برسوں میں نمایاں کامیابی حاصل کر چکے ہیں۔ ان میں یہ شامل ہیں: آغا اسٹیل، جس نے 2015ء میں 150 ہزار ٹن تیار کیا (اور 2019ء میں اپنی اس صلاحیت کو گونا گونا گونے کے 300 ہزار ٹن تیار کرنے کا ارادہ رکھتا ہے)؛ امرلی اسٹیل، جس نے 2015ء میں 180 ہزار ٹن تیار کیا (اور 2017ء میں 5 لاکھ ٹن تک پہنچنے کا ارادہ رکھتا ہے)؛ اور انٹرنیشنل اسٹیل لمیٹڈ جس نے 2015ء میں 463 ہزار ٹن تیار کیا (اور 2016ء میں اپنی اس گنجائش کو دس لاکھ ٹن تک بڑھانے کا ارادہ رکھتا ہے)۔

² فولاد کی تیاری بہت زیادہ توانائی کی متقاضی ہوتی ہے (اس کی کل لاگت کا 20 سے 40 فیصد توانائی پر مشتمل ہوتا ہے)۔ توانائی کے انضباط کے خود کار نظاموں کی بنا پر فولاد پیدا کرنے والے چوٹے کے پیشتر ممالک میں 1960ء سے اب تک ایک ٹن خام فولاد تیار کرنے کے لیے درکار لاگت میں تقریباً 60 فیصد کمی ہو چکی ہے (ورلڈ اسٹیل ایسوسی ایشن)۔ تاہم پاکستان میں زیادہ تر ملکی پیداوار کے یونٹس توانائی کی کھپت کے اعتبار سے بین الاقوامی نشانے کے لحاظ سے نصف استعداد رکھتے ہیں۔



نتیجتاً یہ مصنوعات، بالخصوص بھارت اور چین کی، سستی درآمدات کا مقابلہ نہیں کر پاتیں³ جہاں تیار کنندگان کو تیاری کے مستعد طریقوں کے فوائد حاصل ہیں۔⁴ چنانچہ ملکی صنعت فولاد کی مصنوعات کی شدید مقامی طلب کے باوجود اپنی تنصیب کردہ گینٹس کے محض 60 فیصد کو ہی استعمال کر پاتی ہے (شکل 1.2)؛ اس سے ادارے کی تیاری کی لاگت بھی بڑھ جاتی ہے۔⁵ چنانچہ متوقع طور

پر اس قدری سلسلے کے تمام شعبے درآمدات پر بہت زیادہ انحصار کرتے ہیں۔ یقیناً مالی سال 2015ء میں فولاد کی تیاری میں 24.8 فیصد بھرپور اضافہ ہوئے اور فولاد کے اسکرپ کی درآمدی مقدار میں 34 فیصد اضافے سے منسلک تھا (2.6 ارب امریکی ڈالر لاگت پر)۔⁶

بجلی کی کمی بھی مقامی صنعتکاروں کے لیے ایک اہم معاملہ ہے؛ اس کے علاوہ بجلی کی قیمت بھی بہت زیادہ ہے۔ اس کے ساتھ سستی درآمدات سے مقابلے کا چیلنج بھی ہے۔ ان عوامل نے مل کر فولاد کے تیار کنندگان کو مجبور کر دیا ہے کہ وہ ذاتی بجلی پیدا کرنے اور اپنے لیے فیڈرز مخصوص کروانے کے لیے بھی سرمایہ لگائیں۔ طویل مدتی حکمت عملی کے تناظر میں مقامی صنعت کو مقابلہ کرنے کے لیے کفایت حجم اور جدید اور کارگر ٹیکنالوجی کی ضرورت ہوگی۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ پاکستان میں ابھی بڑے صنعتکار نہیں ہیں؛ پاکستان اسٹیل ملز، انٹرنیشنل اسٹیل، عائشہ اسٹیل اور امریلی اسٹیل، وغیرہ، ملک میں بڑے پیمانے پر فولاد کے تیار کنندگان ہیں۔ لیکن اپنے عمل کو روانی سے چلانے کے لیے انہیں مناسب پالیسی اعانت کی ضرورت ہے۔

فوسوہ ٹیکنالوجی کے باوجود پاکستان اسٹیل ملز ابھی تک سب سے زیادہ پیداواری صلاحیت رکھتی ہے۔⁷ تاہم، کئی بیل آؤٹ پیکیجز کے باوجود مستقل انتظامی اور مالی رکاوٹیں اسے خود کفالت کی منزل سے دور رکھے ہوئے ہیں (شکل 1.3)۔^{8, 9}

³ چین کی درآمدات پاکستانی فولاد کی صنعت کے لیے ایک بڑا چیلنج ہیں۔ پاکستان نے چین کے ساتھ آزاد تجارتی معاہدہ کر رکھا ہے، جو تیار شدہ یا خامی ڈیوٹی پر درآمد کرنے کو یقینی بناتا ہے۔ 2015ء میں چین نے 823 ملین ٹن (دنیا بھر کی فولاد کی تیاری کا تقریباً 50 فیصد) تیار کیا اور 100 ملین ٹن کی ریکارڈ مقدار میں درآمد کیا؛ اس کے بڑے درآمد کنندگان میں سے ہونے کی وجہ سے پاکستان میں بھی مالی سال 2016ء کی پہلی ششماہی کے دوران چین سے فولاد کی درآمدات میں تیزی سے اضافہ ہوا (تقریباً 22 فیصد)۔

⁴ مقامی پائپس اعلیٰ معیار کی مصنوعات (بالخصوص وہ جو گاڑیوں یا گھر یلو آلات کی تیاری میں استعمال ہوتے ہیں) کے لیے ملکی طلب پوری کرنے سے قاصر ہیں۔
⁵ گزشتہ چند برسوں کے دوران استعداد کے استعمال کی عالمی اوسط تقریباً 80 فیصد رہ گئی ہے۔

⁶ گزشتہ چند برسوں میں لوہا، فولاد اور منسلک مصنوعات کی قیمتوں میں بین الاقوامی کمی نے ملکی شعبے کے لیے ان کی بڑی مقدار میں درآمدات کو آسان بنا دیا ہے؛ اگر قیمتوں میں دوبارہ اضافہ ہوا تو یہ صنعت درآمدات کی اس سطح کو برقرار نہیں رکھ پائے گی۔

⁷ پاکستان اسٹیل ملز چھوٹے پیمانے کی صنعت۔ فولاد کی پگھلائی، ڈھلائی اور آلات سازی کی صنعتوں کو متعدد مصنوعات جیسے کپالو، سلاخیں، چادریں اور لچھے فراہم کر سکتی ہے۔

⁸ حکومت پاکستان اسٹیل ملز کے غیر وصول شدہ واجبات کو واپس کرنے کے لیے اب تک کئی بیل آؤٹ پیکیجز مہیا کر چکی ہے، لیکن یہ بھی پائیدار بنیادوں پر مل کی کارکردگی کا احاطہ نہیں کر سکے۔ مثال کے طور پر 25 اپریل 2014ء کو اقتصادی رابطہ کمیٹی نے 18.5 ارب کا تنظیم نو کا منصوبہ منظور کیا۔ اس اعانت کے باوجود مالی سال 2015ء کے دوران 77 فیصد کے ہدف کے مقابلے میں پاکستان اسٹیل ملز کی استعداد کا استعمال 20 فیصد سے بھی کم رہا۔ جولائی 2015ء سے پاکستان اسٹیل ملز کی پیداوار گیس کی عدم دستیابی کے باعث معطل ہو چکی ہے۔

⁹ 2006ء سے پاکستان اسٹیل ملز کے قرضے اور (خالص) مجموعی نقصانات بڑھ کر 170 ارب روپے ہو چکے ہیں۔ واجبات (18.1 ارب روپے) کی عدم ادائیگی کی وجہ سے ادارے کو گیس کی فراہمی روک دی گئی ہے جو اس کی مکمل بندش پر منتج ہوئی ہے۔ نقصان میں یہ اضافہ ماہانہ تقریباً 1.6 ارب روپے ہے (ذرائع: پاکستان اسٹیل ملز)۔

پاکستان اسٹیل ملز کی سست کارکردگی تمام قدری سلسلے پر اثر انداز ہوتی ہے: فولاد کی پگھلائی اور ڈھلائی کے بہت سے چھوٹے ادارے گھٹیا معیار کے (خاص طور پر جہازوں کی توڑ پھوڑ سے حاصل شدہ) کباڑ پر انحصار کرتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں معیاری رکاوٹیں قدری سلسلے کے اگلے مراحل میں پیداوار پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ پاکستان اسٹیل ملز کی نجکاری اس کی کارکردگی کو بحال کرنے میں پائیدار بنیادوں پر مددگار ہوگی، اور اس کا باقی کی رسدی زنجیر پر بھی مثبت اثر پڑے گا۔

گزشتہ پانچ سال کے دوران نجی شعبے میں فولاد کے دو بڑے پلانٹس (انفرنیشنل اسٹیل اور عائشہ اسٹیل)¹⁰ سامنے آئے ہیں جو مستعد اور بین الاقوامی طور پر ثابت شدہ ٹیکنالوجی سے استفادہ کر رہے ہیں۔¹¹ پاکستان میں فولاد کی تیاری کا سب سے بڑا ادارہ طویرقی گیس کی قیمتوں کے مسائل کے باعث تجارتی سرگرمیاں شروع نہیں کر سکا ہے۔ جہاں تک عائشہ اور انفرنیشنل اسٹیل کا تعلق ہے، اگر ان کو پالیسی کی جانب سے مناسب اعانت حاصل ہو، یہ دونوں اپنی وسیع و جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے اس صنعت میں اپنا حصہ ڈالنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

معیشیت کے مختلف شعبوں میں فولاد کی اہمیت کے تناظر میں دیکھا جائے تو پاکستان کو ایک واضح اور مستقل پالیسی کی ضرورت ہے۔ اس پالیسی کو فولاد کی اس زنجیر کے ان حصوں کی شناخت کرنی چاہیے جنہیں ابتدائی مرحلے میں تحفظ کی ضرورت ہے؛ جو کارکردگی اور معیار کے پیمانے بنائے اور لاگو کرے؛ اور منڈی میں منصفانہ مسابقت کو یقینی بنائے۔ یہ پالیسی پاکستان کے کاروباری حریف ممالک، بالخصوص چین اور بھارت میں فولاد کے صنعتکاروں کو دستیاب تحفظ کی سطح کو بھی مد نظر رکھے۔ یہاں یہ بات یاد رکھنا بھی اہم ہے کہ چین پاکستان اقتصادی راہداری کے تحت جاری سرکاری ترقیاتی رقوم اور انفراسٹرکچر کے منصوبہ جات کے آغاز کی وجہ سے آنے والے برسوں میں فولاد کی کھپت میں اضافہ ہونے کا امکان ہے۔ اگر مقامی پیداوار اور سرمایہ کاری ملک میں اپنی رفتار کو برقرار رکھنے میں ناکام ہوگئی تو اضافی فولاد کی طلب پوری کرنے کے لیے اسے درآمد کرنا ملکی ادائیگیوں کے توازن پر بوجھ ڈالے گا۔

¹⁰ عائشہ اسٹیل مل نے تجارتی آپریشنز کا آغاز 2009ء سے کیا اور یہ ہاٹ رولڈ (HR) اور کولڈ رولڈ (CR) مصنوعات تیار کرتی ہے؛ انفرنیشنل اسٹیل نے 2011ء میں کام شروع کیا اور یہ

ہاٹ رولڈ، کولڈ رولڈ، طبع شدہ اور رنگ شدہ فولاد تیار کرتی ہے۔

¹¹ دونوں پلانٹس جاپانی ٹیکنالوجی استعمال کرتے ہیں۔

ضمیمہ: اعداد و شمار کی توضیح

(1) جی ڈی پی: اسٹیٹ بینک تمام تجزیاتی مقاصد کے لیے پاکستان دفتر شماریات کے اعداد و شمار استعمال کرتا ہے۔ اصل جی ڈی پی اعداد و شمار نہ ہونے کے باعث اسٹیٹ بینک منصوبہ بندی کمیشن کے سالانہ منصوبے میں دیے گئے جی ڈی پی ہدف کو استعمال کر کے جی ڈی پی کے ساتھ مختلف متغیرات مثلاً مالیاتی خسارہ، سرکاری قرضہ، جاری کھاتے کا توازن، تجارتی توازن وغیرہ کے تناسبات کا حساب لگاتا ہے۔ یہ تناسبات معلوم کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک جی ڈی پی سے متعلق اپنے تخمینے استعمال نہیں کرتے تاکہ یکسانیت برقرار رہے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ تخمینے سال کی مختلف سہ ماہیوں میں بدلتے ہوئے معاشی حالات کے ساتھ مختلف ہوتے ہیں۔ مزید برآں، مختلف تجزیہ کاروں کے تخمینے الگ الگ ہو سکتے ہیں۔ اگر ہر کوئی ایک مختلف جی ڈی پی تخمینے کا بطور نسب نما استعمال کرے تو معاشی مسائل پر بحث بہت الجھ جائے گی۔ چنانچہ معاشی مسائل پر با معنی بحث کے لیے ایک مشترک عدد سے مدد ملتی ہے اور منصوبہ بندی کمیشن کا دیا ہوا عدد اس مقصد کو بہتر طور پر پورا کرتا ہے۔

(2) گرائی: گرائی کا حساب لگانے کے لیے عموماً تین اعداد استعمال ہوتے ہیں: (i) مدت کی اوسط گرائی، (ii) سال بسال یا سالانہ گرائی، اور (iii) ماہ بہ ماہ یا ماہانہ گرائی۔ مدت کی اوسط گرائی کا مطلب ہے جولائی سے لے کر سال کے کسی مہینے تک اوسط گرائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت (CPI) میں گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں فیصد تبدیلی۔ سال بسال گرائی کسی خاص مہینے کی صارف اشاریہ قیمت میں پچھلے سال کے اسی مہینے کے مقابلے میں فیصد تبدیلی کو کہتے ہیں جبکہ ماہانہ گرائی سے مراد کسی خاص مہینے کی صارف اشاریہ قیمت میں گذشتہ مہینے کے مقابلے میں فیصد تبدیلی ہے۔ گرائی کی ان تعریفوں کے لیے ذیل میں دیے گئے ہیں۔

$$\text{Period average inflation } (\pi_{Ht}) = \left(\frac{\sum_{i=0}^{t-1} I_{t-i}}{\sum_{i=0}^{t-1} I_{t-12-i}} - 1 \right) \times 100$$

$$\text{YoY inflation } (\pi_{YoYt}) = \left(\frac{I_t}{I_{t-12}} - 1 \right) \times 100$$

$$\text{Monthly inflation } (\pi_{MoMt}) = \left(\frac{I_t}{I_{t-1}} - 1 \right) \times 100$$

جہاں I_t سے مراد سال کے t^{th} (تویں) مہینے میں صارف اشاریہ قیمت ہے۔

3) قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی بمقابلہ مالیاتی خسارے کی مالکاری: سرکاری قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی وزارت خزانہ کے فراہم کردہ مالیاتی مالکاری کے اعداد و شمار کے مطابق نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ مختلف عوامل ہیں جن میں یہ شامل ہیں: (i) قرضے کے اسٹاک میں حکومتی قرض گیری کی مجموعی قدر شامل ہوتی ہے جبکہ مالکاری اعداد و شمار کا حساب لگاتے وقت قرض گیری کی بینکاری نظام میں حکومت کی امانتوں سے تطبیق کی جاتی ہے، (ii) قرضے کے اسٹاک میں شرح مبادلہ کی تبدیلیوں کی وجہ سے بھی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں جس سے بیرونی قرضے کی روپے میں قدر متاثر ہوتی ہے، اور (iii) مختلف دیگر ملکوں کی باہمی شرح ہائے مبادلہ میں اتار چڑھاؤ بھی امریکی ڈالر کی قیمت پر اثر انداز ہوتا ہے جس سے بیرونی قرضے میں روپے کی قدر پر اثر پڑتا ہے۔

4) حکومتی قرض گیری: بینکاری نظام سے حکومتی قرض گیری کی مختلف شکلیں ہیں اور ہر شکل کے اپنے خواص اور مضمرات ہیں جن پر ذیل میں بحث کی گئی ہے:

(الف) اعانت میزانیہ کے لیے حکومتی قرض گیری:

اسٹیٹ بینک سے قرض گیری: وفاقی حکومت براہ راست اسٹیٹ بینک سے ویزا اینڈ میگزائیڈ وائس فی کے راستے یا مارکیٹ ریلیٹیڈ ٹریڈری بلز (ایم آر ٹی بیز) کی (اسٹیٹ بینک کے ہاتھوں) خریداری کے ذریعے قرض لے سکتی ہے۔ یہ ایڈوائس حکومتی قرض کے طور پر سال میں 10 کروڑ روپے تک 4 فیصد سالانہ کی شرح سود پر دیا جاتا ہے۔ اس سے زیادہ رقم اسٹیٹ بینک کی جانب سے بہ وزن اوسط یافت پرششامی ایم ٹی بیز کی خریداری سے حاصل کی جاتی ہے۔ اس یافت کا تعین ٹریڈری بلز کی حالیہ ترین پندرہ روزہ نیلامی سے کیا جاتا ہے۔

صوبائی حکومتیں اور حکومت آزاد جموں و کشمیر بھی اپنے ڈیپازٹریٹس (اورڈر رافٹ) جس کی ان کے لیے طے شدہ حدود ہیں براہ راست اسٹیٹ بینک سے قرض لے سکتی ہیں۔ ان قرضوں پر شرح سود ششماہی ایم ٹی بیز کی سہ ماہی اوسط یافت ہوتی ہے۔ اگر اورڈر رافٹ حدود کی خلاف ورزی ہو تو صوبے پر 4 فیصد سالانہ کی اضافی شرح سے ہرجا نہ لیا جاتا ہے۔

جدولی بینکوں سے قرض گیری: یہ قرض زیادہ تر سہ ماہی، ششماہی اور بارہ ماہی مارکیٹ ٹریڈری بلز (ایم ٹی بیز) کی پندرہ روزہ نیلامی کے ذریعے لیا جاتا ہے۔ حکومت پاکستان، 3، 5، 10، 15، 20 اور 30 سال کے پاکستان انوسٹمنٹ بانڈ کی سہ ماہی نیلامی کے ذریعے بھی قرض لیتی ہے۔ تاہم صوبائی حکومتوں کو جدولی بینکوں سے قرض لینے کی اجازت نہیں۔

(ب) اجناسی مالکاری:

وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتیں دونوں اجناس مثلاً گندم، چینی وغیرہ کی خریداری کے لیے جدولی بینکوں سے قرض لے سکتی ہیں۔ ان اجناس کی فروخت کی آمدنی بعد میں اجناسی قرض کی واپسی میں استعمال ہوتی ہے۔

5) اعداد و شمار کے مختلف ماخذوں کے اختلافات: مختلف متغیرات مثلاً حکومتی قرض گیری، سرکاری قرضہ، واپسی قرض، بیرونی تجارت وغیرہ کے اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار وزارت خزانہ اور پاکستان دفتر شماریات کی فراہم کردہ معلومات سے ہم آہنگ نہیں ہوتے۔ اس کی وجہ شماریاتی تعریفوں، کوریج وغیرہ کے اختلافات ہیں۔ بعض صورتیں ذیل میں دی گئی ہیں۔

(الف) بجٹ خسارے کی مالکاری (وزارت خزانہ بمقابلہ اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار):

وزارت خزانہ کی فراہم کردہ مالیاتی کارروائیوں کی سہ ماہیوں کی جدولوں اور اسٹیٹ بینک کے زری سروے میں دیے گئے اعداد و شمار میں اکثر فرق ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وزارت خزانہ حکومت کے بینکوں سے قرض کے اعداد و شمار نقد کی بنیاد پر دیتی ہے جبکہ اسٹیٹ بینک کا زری سروے واجب الوصول (accrual) بنیاد پر مرتب کیا جاتا ہے یعنی اس میں ٹی بلز پر جمع شدہ سودی ادائیگیاں شامل کی جاتی ہیں۔

(ب) سرکاری قرضہ (وزارت خزانہ بمقابلہ اسٹیٹ بینک):

اسٹیٹ بینک کے سرکاری قرضے کے اعداد و شمار میں یہ اجزاء شامل ہوتے ہیں: (i) حکومتی ملکی قرضہ، (ii) حکومتی بیرونی قرضہ، (iii) آئی ایم ایف کے قرضے، اور (iv) بیرونی واجبات۔ بیرونی واجبات میں یہ شامل ہیں: مرکزی بینک کی امانتیں، سوائس، ایس ڈی آر کا اختصاص اور اسٹیٹ بینک کے پاس غیر رہائشی مقامی کرنسی کی امانتیں۔

وزارت خزانہ سرکاری قرضے کی تعریف یوں کرتی ہے ”مجموعی قرضے کا وہ حصہ جس کا حکومتی محاصل نیز آئی ایم ایف سے حاصل کردہ قرض پر براہ راست چارج ہو۔“ اس طرح وزارت خزانہ اپنی سرکاری قرضے کی تعریف میں بیرونی واجبات کو شامل نہیں کرتی جبکہ اسٹیٹ بینک کرتا ہے۔ مزید برآں اسٹیٹ بینک مقامی تمسکات (ٹی بلز اور پی آئی بیز) کی غیر رہائشی تحویل کو بیرونی قرضے میں شامل کرتا ہے جبکہ وزارت خزانہ اسے ملکی قرضے کا حصہ شمار کرتی ہے۔

(ج) بیرونی تجارت (اسٹیٹ بینک بمقابلہ پاکستان دفتر شماریات):

توازن ادائیگی میں اسٹیٹ بینک کے تجارتی اعداد و شمار پاکستان دفتر شماریات سے مطابقت نہیں رکھتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسٹیٹ بینک کی مرتب کردہ شماریات مبادلہ کے ریکارڈ پر مبنی ہوتے ہیں جن کا انحصار زر مبادلہ کی اصل وصولی اور ادائیگی پر ہوتا ہے جبکہ پاکستان دفتر شماریات اجناس کی اصل نقل و حرکت (کسٹم ریکارڈ) کے مطابق اعداد و شمار ریکارڈ کرتا ہے۔ مزید یہ کہ اسٹیٹ بینک برآمدات اور درآمدات دونوں کو بطور فری آن بورڈ (fob) درج کرتا ہے جبکہ پاکستان دفتر شماریات کی برآمدات کے اعداد و شمار فری آن بورڈ کے اعتبار سے ہوتے ہیں اور درآمدات میں کرائے بھاڑے کی لاگت اور بیمہ (cif) شامل ہوتے ہیں۔

علاوہ ازیں درآمدی اعداد و شمار میں فرق کو ریج کے اختلافات کی بنا پر بھی ہوتا ہے مثلاً اسٹیٹ بینک کے درآمدی اعداد و شمار میں غیر مقیم پاکستانیوں کی ناقابل واپسی سرمایہ کاریاں (NRI)،¹ بیرونی امداد کے تحت ہونے والی درآمدات اور افغانستان سے زمینی درآمدات وغیرہ شامل نہیں کی جاتیں۔ برآمدی اعداد و شمار میں یہ اختلافات اس لیے ہوتے ہیں کہ پاکستان دفتر شماریات کے ڈیٹا میں افغانستان کو جانے والی برآمدات، ممکنہ خریداروں کو برآمد کنندگان کی طرف سے بھیجے گئے برآمدی نمونے، ایکسپورٹ پروسیسنگ زونز کی برآمدات وغیرہ شامل نہیں ہوتیں۔

1 ناقابل واپسی سرمایہ کاری (non-repatriable investment) بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کی وہ چھوٹی سرمایہ کاریاں شامل ہیں جو وہ ملک میں ایسی مشینری لانے کے سلسلے میں کرتے ہیں جو بیرون ملک خریدی گئی ہو اور خریداری ڈیوٹی فری شاپ کے کی گئی ہو۔

فرہنگ (انگریزی-اردو)

break-even prices	بلا نفع بلا نقصان قیمتیں
broad money	زرویچ
credit	قرضہ
current account deficit	جاری حسابات کا خسارہ
deflation	قیمتوں کی تقلیل
domestic debt	ملکی قرضہ
financing	مالکاری
fixed investment	معینہ سرمایہ کاری
Foreign Direct Investment	بیرونی براہ راست سرمایہ کاری
hypothecated stocks	زرضمانت
inflation	گرانی، مہنگائی
interest payments	سودی ادائیگیاں
large scale manufacturing	بڑے پیمانے کی اشیا سازی
liquidation	تصفیہ حساب
maturity	عرصیت
monetary	زری
monetary aggregates	زری مجموعے
mortgage financing	رہن مالکاری
Net Domestic Assets	خالص ملکی اثاثے
Net Foreign Assets	خالص بیرونی اثاثے
perishables	تلف پذیر اشیا
portfolio investment	جزدانی سرمایہ کاری
regressivity	رجعت
remittances	ترسیلات زر
revenue	محاصل

فرہنگ (اردو-انگریزی)

large scale manufacturing	بڑے پیمانے کی اشیا سازی
break-even prices	بلا نفع بلا نقصان قیمتیں
Foreign Direct Investment	بیرونی براہ راست سرمایہ کاری
remittances	ترسیلات زر
liquidation	تصفیہ حساب
perishables	تلف پذیر اشیا
current account deficit	جاری حسابات کا خسارہ
portfolio investment	جزدانی سرمایہ کاری
Net Foreign Assets	خالص بیرونی اثاثے
Net Domestic Assets	خالص ملکی اثاثے
regressivity	رجعت
mortgage financing	رہن مالکاری
hypothecated stocks	زیر ضمانت
broad money	زری وسیع
monetary	زری
monetary aggregates	زری مجموعے
interest payments	سودی ادائیگیاں
maturity	عرصیت
credit	قرضہ
deflation	قیمتوں کی تقلیل
inflation	گرانی، مہنگائی
financing	مالکاری
revenue	محاصل
fixed investment	معینہ سرمایہ کاری
domestic debt	ملکی قرضہ